نوجوانوں کی عبادات، ریاضات، زہد وتقویٰ، خوف خدا اور کرامات
پر مشتمل حکایات کا بہترین مجموعہ

نوجوانوں
کی حکایات

مرتب

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

نوجوانوں کی عبادات، ریاضات، زہد و تقوی، خوف خدا اور کرامات پر
مشتمل حکایات کا بہترین مجموعہ

نوجوانوں
کی حکایات

مرتب
ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

فہرست مضامین

آغاز سخن

اسلام اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاق کا حامل دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے وابستگان اخلاقی قدرون کے بلند مناصب پر فائز ہوں۔ تقویٰ و پرہیز گاری اُن کا اُڑھنا، بچھونا ہو۔ مگر زمانے کی ستم ظریفی دیکھیے کہ آج اس نے اسلام کے ماننے والوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اس ملت کے نوجوانوں پر فرنگی تہذیب کی چکاچوند چاندنی ایسی غالب آئی کہ یہ اپنی اقدار، روایات اور سب کچھ بھول گئے ہیں۔ اپنے رب کو بھول کر دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہیں۔ مدینہ جانے کے بجائے، پیرس، لندن اور نیو یارک جانے کے خواب دیکھتے ہیں۔ آج کا نوجوان خوف خدا، عشق رسول ﷺ، تقویٰ و پرہیز گاری میں زندگی گزارنے کی بجائے دنیا کی محبت اور گناہوں میں گزار رہا ہے۔

اسلاف کے واقعات لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں احکام، وعظ و نصحیت، تذکری و تبشیر کے ساتھ انبیاء و صالحین کے واقعات بھی بیان کیے ہیں۔

- صالحین کے واقعات بے عملوں کو عمل کی ترغیب دلاتے ہیں۔
- عمل کرنے والوں کے عمل میں اضافہ کرتے ہیں۔
- گناہوں سے نفرت دلاتے ہیں۔
- گنہگاروں کو توبہ کی طرف مائل کرتے ہیں۔
- نیکیوں کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

- اعمال صالحہ پر استقامت عطا کرتے ہیں۔
- تقوی و پرہیز گاری کا سبب بنتے ہیں۔
- اور محبین کے شوق کو بڑھاتے ہیں۔

انہی مذکورہ بالا خوبیوں کی وجہ سے شروع سے ہی علمانے جہاں اپنی کتب میں نیک لوگوں کے واقعات بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، وہیں اس پر الگ سے کتب بھی لکھی ہیں۔ حکایات پر مشتمل کتب کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے، جس کا زیادہ حصہ عربی میں ہے۔ اردو میں بھی بہت سے کتب لکھی گئی ہیں۔ اِن میں سلطان الوعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر علیہ الرحمہ کی "کتابیں سنی علما کی حکایات، عورتوں کی حکایات، جبرائیل کی حکایات" اور علامہ عبدالمصطفی اعظمی کی روحانی حکایات وغیرہ کافی مشہور ہوئی ہیں۔ مگر کوئی ایسی کتاب تالیف نہیں کی گئی، جس میں خصوصیت کے ساتھ نوجوانوں کے واقعات کو بیان کیا گیا ہو۔ بس اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے 2012ء میں یہ مجموعہ مرتب کیا تھا، جو اب شائع ہونے جا رہا ہے۔[1] 2012ء میں اس کتاب کو مرتب کرتے وقت جو ترتیب تھی اور اِس میں جو حکایات جمع کی تھیں۔ اب بھی وہی ہیں، اِن میں کسی طرح کی کمی و بیشی یا تبدیلی نہیں کی گئی۔

یہ مجموعہ نوجوانوں کی عبادات، ریاضات، زہد و تقوی اور کرامات پر مشتمل حکایات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا خود کو

---

(1)... 2014ء میں حضرت مولانا محمد افروز قادری چڑیا کوٹی دام ظلہ کی اسی موضوع پر ایک تالیف "نوجوانوں کی حکایات کا انسائیکلوپیڈیا" کے نام سے اکبر بک سیلرز، لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ یہ کتاب ضخیم ہونے کے ساتھ علامہ چڑیا کوٹی کے دلچسپ اسلوب بیان کی بنا پر پیش کش میں کافی عمدہ ہے۔

ایک نئی دنیا میں محسوس کرے گا۔

اس کتاب کی ترتیب میں ماخذ و مراجع کے طور پر جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے، اُن میں اکثر عربی میں ہیں، جن کے سنی علما کرام نے تراجم کیے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی موضوع پر تحقیق و تصنیف نہیں ہے، اس لیے ہم نے اِن حکایات کے خود سے تراجم کرنے اور تفصیلی تخریج کرنے کی طرف توجہ نہیں دی، بلکہ سنی علما کے تراجم سے ہی اخذ و استفادہ کیا ہے۔ البتہ کون سی حکایت کسی کتاب سے لی ہے، اُس کی نشاندہی ہر حکایت کے آخر میں کر دی ہے۔

اللہ رب العزت اُن تمام سنی علما و مشائخ کو بہترین اجر عطا فرمائے، جن کی کاوشوں سے حکایات پر مبنی اپنی موضوع کی اہم کتاب سامنے آرہی ہے۔

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

16 شعبان المعظم 1444ھ

8 مارچ 2023ء

قابل رشک نوجوان

حضرت سیدنا سعید حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے:"کچھ نوجوان ایسے ہیں کہ اپنی نوجوانی اور کم عمری کے باوجود اُدھیر عمر کے دکھائی دیتے ہیں، ان کی نظریں کبھی بھی حرام چیز کی طرف نہیں اٹھتیں، ان کے کان ہمیشہ حرام اور لہو ولعب کی باتیں سننے سے محفوظ رہتے ہیں، ان کے قدم حرام وباطل اشیاء کی طرف نہیں اٹھتے بلکہ بہت زیادہ بوجھل ہوجاتے ہیں، ان کے پیٹ میں کبھی بھی حرام اشیاء داخل نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگ اللہ عزوجل کو محبوب ہیں۔

آدھی رات کو وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور رکوع و سجود کرتے ہیں تو اللہ رب العزت عزوجل ان پر رحمت بھری نظر فرماتا ہے، ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ قرآن پاک پڑھتے وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ جب کبھی وہ ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں جس میں جنت کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس جنت کی محبت میں رونے لگتے ہیں اور جب ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں جس میں جہنم کا تذکرہ ہوتو جہنم کے خوف سے چیخنے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ جہنم کی چنگھاڑ کو سن رہے ہیں اور آخرت بالکل ان کی نظروں کے سامنے ہے۔

یہ پاکیزہ نوجوان اتنی کثرت سے نماز پڑھتے ہیں کہ زمین ان کی پیشانیوں اور گھٹنوں کو کھاگئی ہے (یعنی کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کی نورانی پیشانیوں اور گھٹنوں پر داغ پڑگئے ہیں اور گوشت خشک ہوچکا ہے)

شب بھر قیام کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے کی وجہ سے ان کے رنگ متغیر ہوگئے

ہیں، یہ لوگ موت کی تیاری میں مشغول ہیں اور ان کی یہ تیاری کتنی عظیم ہے اور ان کی کوششیں کتنی عمدہ ہیں، ساری ساری رات رو کر گزار دیتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے نیند کو دور رکھتے ہیں ،ان کا دن اس حالت میں گزرتا ہے کہ یہ روزہ رکھتے ہیں اورآخرت کی فکر میں غمگین رہتے ہیں، انہیں ہر وقت غمِ آخرت لاحق رہتا ہے۔جب کبھی ان کے سامنے دنیا کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کی دنیا سے بے رغبتی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دنیا کی حقیقت کو جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔ پھر جب کبھی ان کے سامنے آخرت کا تذکرہ ہوتا ہے تو آخرت کی طرف انہیں مزید رغبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ دنیا ان کی نظروں میں بہت حقیر ہے اور یہ اس سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک دُنیوی زندگی مصیبت ہے کیونکہ اس میں فتنے ہی فتنے ہیں اور راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونا انہیں بہت زیادہ محبوب ہے کیونکہ انہیں اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ شہادت کے بعد راحت وآرام اور عیش و عشرت کی زندگی ہے۔ یہ کبھی بھی نہیں ہنستے ،یہ اپنے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں کیونکہ انہیں آخرت کی ہولناکیوں کا اندازہ ہے۔

جہاد کا اعلان سن کر یہ فوراً اپنی سواریوں پر بیٹھتے ہیں، اور میدان کارزار کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں گویا پہلے ہی سے انہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب صف بندی ہوتی ہے اور لشکر آپس میں ملتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ دشمنوں کی طرف سے نیزہ بازی شروع ہو گئی ہے، تیر برسنے لگے ہیں، تلواریں آپس میں ٹکرانے لگی ہیں، ہر طرف موت کی گرج سنائی دے رہی ہے اور لاشیں گر رہی ہیں

تو یہ لوگ موت کی گرجتی ہوئی آواز سے نہیں ڈرتے بلکہ میدانِ کارزار میں بے دھڑک مردانہ وار کود پڑتے ہیں اور انہیں موت سے بالکل ڈر نہیں لگتا بلکہ انہیں تو اللہ عزوجل کے عذاب کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

یہ بے خوف وخطر دشمن پر جھپٹ پڑتے ہیں اور لڑتے لڑتے ان میں سے بعض کے سر تَن سے جدا ہو جاتے ہیں اور ان کے گھوڑے لشکروں میں گم ہو جاتے ہیں ان کی لاشوں کو گھوڑوں کے سُموں سے روندھ دیا جاتا ہے پھر جب جنگ ختم ہو جاتی ہے اور لشکر واپس چلے جاتے ہیں تو ان میں سے جن کی لاشیں میدانِ جنگ میں باقی رہ جاتی ہیں ان پر درندے اور آسمانی پرندے ٹوٹ پڑتے ہیں اور انہیں کھا جاتے ہیں یہ عظیم لوگ بالآخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہ لوگ خوش بخت اور کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے عظیم سعادت حاصل کرلی ہے اور جیسے ہی ان کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے فوراً ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ان کے جسم قبر میں پھٹنے اور گل سڑنے سے محفوظ ہیں پھر جب بروزِ قیامت یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو بہت زیادہ مسرور ہوں گے اور اپنی تلواروں کو لہراتے ہوئے میدان حشر کی طرف جائیں گے اور یہ اس حال میں وہاں پہنچیں گے کہ عذاب سے نجات پا چکے ہوں گے۔ انہیں حساب وکتاب کے سخت مرحلے سے بھی نہیں گزرنا پڑے گا اور بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

وہ جنت کتنی عظیم ہے جہاں ان عظیم لوگوں کی مہمان نوازی ہو گی اور وہ نعمتیں کیسی دائمی اور عظیم ہیں جن کی طرف انہوں نے سبقت کی۔

اب جنت میں ان پر نہ تو کوئی مصیبت نازل ہوگی، نہ ہی انہیں آفات وبلیّات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ جنت میں اَمن وسکون کے ساتھ رہیں گے پھر ان کا نکاح حور عین سے کیا جائے گا (جو جنت کی سب سے حسین حوریں ہیں)، ان کی خدمت کے لئے ہر وقت خُدام حاضر ہوں گے جو ان کے بلانے سے پہلے ہی ان کے پاس پہنچ جائیں گے، وہاں کی نعمتیں ایسی دائمی نعمتیں ہیں کہ جو شخص ان کی معرفت حاصل کرلے وہ ہر وقت ان کی طلب میں لگا رہے۔

اے لوگو! اگر تم موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو گے او راپنی اَصلی منزل (جنت) کو یاد رکھو گے تو پھر کبھی بھی تمہیں نیک اعمال میں سستی نہ ہوگی اور نہ ہی تم دنیا کے دھوکے میں پڑوگے۔[1]

❖❖❖

دو چادروں والا نوجوان

حضرت سیدنا علی بن محمد شیرازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن احمد خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے دو چادریں اپنے جسم پر لی ہوئی تھیں، ایک کا تہبند بنایا ہوا تھا اور دوسری کندھوں اور بقیہ جسم پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ خوبصورت نوجوان خانہ کعبہ کے گرد طواف کررہا تھا۔ کافی دیر تک وہ طواف کرتا رہا پھر نماز پڑھنا شروع کردی، وہ نوجوان دنیاومافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بے خبر اپنے رب

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:215

عزوجل کی عبادت میں مصروف تھا۔ اس کی نورانی چہرے اور عبادت وریاضت کو دیکھ کر میرے دل میں اس کی عظمت بیٹھ گئی اور وہ میری نظروں میں بہت زیادہ معزز ہو گیا۔ میں روزانہ اس نوجوان کو اسی طرح طواف ونماز میں مشغول دیکھتا۔ میرے پاس چار سو درہم تھے۔ میں انہیں لے کر اس نوجوان کے پاس گیا، وہ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے تمام درہم اس کے قریب رکھ دیئے اور کہا: "اے میرے بھائی! یہ حقیر سا نذرانہ میری طرف سے قبول کرلو اوراس رقم کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو ۔" اس پر وہ نوجوان کھڑا ہوا اور تمام درہم اٹھا کر اِدھر اُدھر رکھ دیئے اور کہنے لگا: "اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ القدیم! میں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ستر ہزار دینار خرچ کئے ہیں پھر مجھے یہ حالت اوراس جگہ عبادت کی سعادت نصیب ہوئی ہے اورآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے اللہ عزوجل کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں اوروہ بھی اتنی کم رقم کے عوض۔

حضرت سیدنا ابرہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: "اس نوجوان کی یہ بات سن کر میں شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنے لگا، پھر میں نے وہ درہم جمع کرنا شروع کر دیئے۔ میں بکھرے ہوئے دراہم اٹھارہا تھا اوروہ نوجوان میری طرف دیکھ رہا تھا۔ آج میری نظروں میں اس سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا۔ وہ مجھے سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار نظر آرہا تھا۔[1]

۞۞۞

---

(1)... المرجع السابق، ص:383

ٹوکریوں والا نوجوان

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل میں ایک نہایت ہی پاکباز حسین و جمیل نوجوان تھا جس کے حسن کی مثال نہ تھی، وہ ٹوکریاں بنا کر بیچا کرتا۔ اسی طرح اس کی گزر بسر ہو رہی تھی۔ ایک روز وہ ٹوکریاں بیچتا ہوا شاہی محل کے قریب سے گزرا۔ ایک خادمہ کی اس نوجوان پر نظر پڑی تو وہ فوراً شہزادی کے پاس گئی اور اسے بتایا کہ باہر ایک نوجوان ٹوکریاں بیچ رہا ہے، وہ اِتنا خوبصورت ہے کہ میں نے آج تک ایسا خوبصورت نوجوان نہیں دیکھا۔ یہ سن کر شہزادی نے کہا: " اسے میرے پاس بلا لاؤ۔" خادمہ باہر گئی اور نوجوان سے کہا: "اندر آ جاؤ۔"

(نوجوان سمجھا شاید انہیں ٹوکریاں چاہیں) پس وہ اس کے ساتھ محل میں داخل ہو گیا۔ وہ اسے ایک کمرے میں لے گئی جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس خادمہ نے دروازہ بند کر دیا، پھر اسے دوسرے کمرے میں لے گئی اور اسی طرح اس کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ جب وہ تیسرے کمرے میں پہنچا تو اس کے سامنے ایک خوبصورت نوجوان شہزادی موجود تھی، اس نے اپنا نقاب اُٹھایا ہوا تھا اور سینہ بھی عریاں تھا۔ جب نوجوان نے شہزادی کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگا: "جو چیز تم نے خریدنی ہے جلدی سے خرید لو۔" شہزادی کہنے لگی: "میں نے تجھے کوئی چیز خریدنے کے لئے نہیں بلایا بلکہ مَیں تو تجھ سے قُرب چاہتی ہوں اور اپنی خواہش کی تسکین چاہتی ہوں، آؤ اور میری شہوت کو تسکین دو۔" اس پاکباز نوجوان نے کہا: "اے شہزادی! تُو اللہ عزوجل سے

ڈر۔"اس نیک نوجوان نے شہزادی کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی اور بار بار بُرائی کا مطالبہ کرتی رہی۔ پھر اس نوجوان سے کہنے لگی :" اگر تُو نے میری بات نہ مانی تو بادشاہ کو شکایت کر دوں گی کہ یہ نوجوان برائی کے اِرادے سے محل میں گھس آیا ہے پھر تجھے بہت سخت سزا دی جائے گی، تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کر دے ۔" نوجوان نے پھر اِنکار کیا اور اسے نصیحت کرنے لگا بالا ٓخر جب وہ باز نہ آئی تو اس عظیم نوجوان نے کہا:" میں وضو کرنا چاہتا ہوں، میرے لئے وضو کا انتظام کر دو۔" یہ سن کر شہزادی بولی:" کیا تُو مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ پھر اس نے خادمہ سے کہا:"اس کے لئے محل کی چھت پر وضو کا برتن لے جاؤ تا کہ یہ فرار نہ ہو سکے۔"

چنانچہ اس نوجوان کو چھت پر لے جایا گیا۔ محل کی چھت سطح زمین سے تقریباً 40 گز اونچی تھی جس سے چھلانگ لگانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ جب نوجوان چھت پر پہنچ گیا تو اس نے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: "اے اللہ عزوجل !مجھے تیری نافرمانی پر مجبور کیا جا رہا ہے اور مَیں اس برائی سے بچنا چاہتا ہوں، مجھے یہ تو منظور ہے کہ اپنے آپ کو اس بلند و بالا چھت سے نیچے گرا دوں لیکن یہ پسند نہیں کہ میں تیری نافرمانی کروں۔"

چنانچہ اس نے بِسۡمِ اللّٰہِ شریف پڑھ کر چھت سے چھلانگ لگادی ۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے اس نوجوان کو بازو سے پکڑا اور زمین پر بڑے سکون سے اُتار دیا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی:" اے میرے پاک پروردگار عزوجل !اگر تُو چاہے تو مجھے ان ٹوکریوں

کی تجارت کے بغیر بھی رزق عطا فرما سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے اس تجارت سے بے نیاز کر دے۔" جب اس نے یہ دعا کی تو اللہ ربُّ العزّت نے اس کی طرف ایک بوری بھیجی جو سونے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوری سے سونا بھرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چادر بھر گئی۔ پھر اس عظیم نوجوان نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: "اے اللہ عزوجل! اگر یہ اسی رزق کا حصہ ہے جو مجھے دنیا میں ملنا تھا تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر یہ اس اَجر کا حصہ ہے جو مجھے آخرت میں ملنا ہے اور اس کی وجہ سے میرے آخرت کے اَجر میں کمی ہو گی تو مجھے یہ دولت نہیں چاہیے۔ "

جب اس نوجوان نے یہ کہا تو اسے ایک آواز سنائی دی: "یہ جو سونا تجھے عطا کیا گیا ہے یہ اس اَجر کا پچیسواں حصہ ہے جو تجھے اس گناہ سے صبر کرنے پر ملا ہے۔" تو اس عظیم نوجوان نے کہا: "اے میرے پروردگار عزوجل! مجھے ایسے مال کی حاجت نہیں جو میرے آخرت کے خزانے میں کمی کا باعث بنے۔" جب نوجوان نے یہ بات کہی تو وہ سارا سونا غائب ہو گیا۔[1]

❖❖❖

سمندر کی لہروں پر چلنے والا نوجوان

حضرت سیدنا یوسف بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: کہ جب حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت میں رہتے ہوئے مجھے کافی عرصہ گزر گیا اور میں ان سے بہت زیادہ مانوس ہو گیا۔

---

(1)... المرجع السابق، ص:230

تو ایک مرتبہ میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا:" حضور! آپ کو سب سے پہلے کون سا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا؟" یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: "میں ایامِ جوانی میں خوب لہو و لعب کی محفلوں میں مگن رہتا اور دنیا کی رنگینیوں نے میری آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام معاملات چھوڑ کر حج کے ارادے سے ساحلِ سمندر پر آیا، وہاں میں نے ایک بحری جہاز پایا جس میں مصری تاجر سوار تھے، میں بھی ان کے ساتھ جا ملا۔

اس جہاز میں ہمارے ساتھ ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان بھی تھا جس کی پیشانی سے سجدوں کا نور جھلک رہا تھا اور اس کے منور چہرے نے گویا ساری فضا کو نور بار کیا ہوا تھا۔ جب ہمارا جہاز کافی فاصلہ طے کر چکا اور وسطِ سمندر میں آگیا تو جہاز کے مالک کی رقم سے بھری تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے پُوچھ گچھ کی لیکن تھیلی نہ ملی، لہٰذا اس نے سب سواروں کو جمع کیا اور سب کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن تھیلی کسی کے پاس بھی نہ ملی بالآخر جب تلاشی لینے والا اس نوجوان کے پاس آیا تو اس نوجوان نے اچانک جہاز سے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ یہ دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ سمندر کی موجوں نے اسے نہ ڈبویا بلکہ وہ اس کے لئے تخت کی طرح ہو گئیں اور وہ نوجوان لہروں پر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح کوئی تخت پر بیٹھتا ہے، ہم سب مسافر بڑی حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نوجوان نے کہا:

اے میرے پاک پروردگار عزوجل! ان لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی ہے ۔ اے میرے دل کے محبوب عزوجل! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تُو سمندر کے تمام جانوروں کو حکم فرما کہ وہ اپنے اپنے مونہوں میں ہیرے جواہرات لے کر ظاہر ہو جائیں۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس عظیم نوجوان کا کلام مکمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ جہاز کے چاروں جانب سمندری جانور ظاہر ہو گئے، سب کے مونہوں میں اتنے زیادہ ہیرے جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے سارا سمندر روشن ہو گیا اور ہماری آنکھیں چندھیانے لگیں پھر اس نوجوان نے پانی کی موجوں سے چھلانگ لگائی اور لہروں پر چلتا ہوا ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، وہ عظیم نوجوان یہ آیت تلاوت کرتا جارہا تھا:

﴿اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔[1]

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: یہی وہ پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے مجھے سیر وسیاحت کا شوق ہوا کیونکہ سیر وسیاحت میں اکثر اولیاء کرام رحمھم اللہ المبین سے ملاقات ہوتی ہے اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عظیم ہے:

میری اُمت میں ہمیشہ 30 مرد ایسے رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کے دل پر ہوں گے جب ان میں سے کوئی ایک مر جائے گا تو اللہ عزوجل اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔[2][3]

❖❖❖

---

(1)... الفاتحة:4

(2)... المرجع السابق، ص:145

(3)... احمد بن حنبل، المسند، حديث عبادة بن الصامت، ج:8، الرقم: 22815

شیطانی وسوسوں کی مخالفت کرنے والا نوجوان

ایک بزرگ فرماتے ہیں: جوانی کے عالم میں میں نے طلب علم میں سفر کے دوران ایک ایسی مسجد میں قیام کیا، جو آبادی سے کافی فاصلے پر تھی اور میں اس وقت اپنے مشائخ کرام کی خصلت کے مطابق زادہ راہ سے خالی ہاتھ تھا۔ ابلیس لعین نے آکر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیا کہ یہ مسجد آبادی سے بڑی دور ہے۔ اس مسجد میں قیام کرنے کی بجائے اگر تو کسی ایسی مسجد میں قیام کرے جو آبادی میں واقع ہو تو وہاں تیرے کھانے پینے کا سامان ہو سکے گا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا: میں یہیں رہوں گا اور قسم بخدا! میں حلوے کے علاوہ اور کوئی چیز کھاؤں گا بھی نہیں اور حلوہ بھی اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک ایک ایک لقمہ کر کے میرے منہ میں نہ ڈالا جائے۔

چنانچہ میں نے وہاں عشاء کی نماز ادا کی اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ جب رات کا ابتدائی حصہ گزر گیا۔ تو اچانک کسی شخص نے جس کے ہاتھ میں شمع تھی آکر مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اس نے کافی زور سے دستک دی، تو میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے ساتھ ایک نوجوان ہے۔ بڑھیا دروازے سے اندر داخل ہوئی اور میرے سامنے حلوے سے بھرا ہوا ایک تھال رکھ دیا۔ اور کہنے لگی: یہ میرا بیٹا ہے میں نے یہ حلوہ اس کے لیے بنایا تھا اور گفتگو کے دوران اس نے قسم کھالی کہ میں یہ اکیلا نہیں کھاؤں گا۔ بلکہ کسی مسافر کے ساتھ کھاؤں گا یا اس مسافر کے ساتھ جو مسجد میں ہے۔ اس لیے تو اسے کھا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ اس کے بعد بڑھیا نے لقمہ بنا کر ایک میرے منہ میں اور ایک اپنے بیٹے کے منہ میں دینا شروع کر دیا۔ حتیٰ

کہ ہم نے جی بھر کر کھایا۔ پھر وہ بڑھیا اور نوجوان واپس چلے گئے اور میں نے مسجد کا دروازہ بند کرلیا۔ اس واقعہ پر میں دل ہی دل میں کافی دیر تک تعجب کرتا رہا۔[1]

۞۞۞

حضرت بشر حافی اور نوجوان عابد

حضرتِ سیِّدُنا بِشُر بن حَارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: میں نے ملکِ "شام" کی پہاڑیوں میں "اَقْرَعْ" نامی پہاڑ پر ایک نوجوان کو دیکھا جس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہوچکا تھا۔ اس نے اُون کا لباس پہن رکھا تھا۔ اگرچہ جسم انتہائی کمزور تھا لیکن چہرہ عبادت کے نور سے جگمگا رہا تھا۔ دِل خود بخود اس کی تعظیم کی طرف مائل ہو رہا تھا۔ میں نے قریب جاکر سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ میں نے دل میں کہا: "میں اس نوجوان سے کہوں گا کہ مجھے وعظ و نصیحت کرے۔" میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرنے ہی والا تھا کہ اس نوجوان نے میری دلی کیفیت جانتے ہوئے کہا: "اے نصیحت کے طالب! اپنے نفس کو خود ہی نصیحت کر۔ اپنا نفس قابو میں رکھ، غیروں کو نصیحت کرنے کی بجائے اپنی اصلاح میں لگ جا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر تنہائیوں میں کر وہ تجھے برائیوں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ پر جُہدِ مسلسل (یعنی لگاتار کوشش کرنا) لازم ہے۔

پھر روتے ہوئے کہا: "دل فانی ہوجانے والی قلیل اشیاء میں مشغول ہوگئے۔ جسموں کو لمبی لمبی امیدوں اور سہل پسندی (یعنی آرام طلبی) نے بڑھا کر موٹا کر دیا۔"

---

(1)... غزالی، منہاج العابدین، ص:258

پھر نوجوان نے مجھے میرا نام لے کر مخاطب کیا حالانکہ آج سے قبل نہ تو اس نے مجھے دیکھا تھا نہ ہی وہ مجھے جانتا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: "بِشر! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل غموں سے چُور چُور ہیں، غم نے ان کی راتوں کو بے چین اور دنوں کو پیاسا رکھا (یعنی وہ لوگ سونے کی بجائے ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہے اور دن بھر روزے سے رہے)۔ ان کی آنکھیں یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ہر وقت آنسو بہاتی رہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

ترجمۂ کنز الایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔[1]

یہ آیتِ کریمہ پڑھ کر وہ نوجوان پھر زار و قطار رونے لگا۔[2]

❖❖❖

رضائے الٰہی کا طالب

حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ "ہم ایک ویران جنگل سے گزر رہے تھے کہ ہمیں ایک نوجوان نظر آیا۔ اس کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی اور بدن گھل چکا تھا، اس کی پیشانی پر عبادت کا نور چمک رہا تھا، رخساروں پر قبولیت کے آثار دمک رہے تھے، چہرے پر عبادت و مجاہدے کے نشان

---

(1)... الذّٰریٰت:17۔18

(2)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:235

عیاں تھے، شکل وصورت سے محبوبیت اور مشاہدہ واضح تھا۔ اس نے دو پرانے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ بدن پر اون کا ایک جبہ بھی تھا جس کی آستین اور دامن پھٹے ہوئے تھے۔ اس کی ایک آستین پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔[1]

جبکہ دوسری پر یہ تحریر تھا:

﴿یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔[2]

دامن پر لکھا تھا کہ نہ بکے نہ خریدا جائے، سینے پر لکھا تھا:

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم دل کی رَگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔[3]

پشت پر تحریر تھا:

﴿یَوْمَىٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس دن تم سب پیش ہوگے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی۔[4]

---

(1)... الاسراء:36

(2)... النور:24

(3)... ق:16

(4)... الحاقة:18

اس کے سر پر لکھا تھا:

حُبُّ مَوْلَائِیْ بَلَائِیْ　　　حَیْثُ مَوْلَائِیْ دَوَائِیْ

اس نے جواب میں کہا "وعلیک السلام یاذاالنون!" میں نے پوچھا: "میرے بھائی! تم نے مجھے کیسے پہچانا؟" اس نے جواب دیا کہ "میرے باطن سے حقائق تمہارے ضمیر کے خزانے پر ظاہر ہوئے تو اس حق نے تمہارے عزم کے غیوبات میں تمہاری معرفت کی صفائی کا مشاہدہ کیا اور دونوں ہم کلام ہوئے تو اسی نے مجھے بتایا کہ تم ذوالنون مصری ہو۔" میں نے پوچھا: "اے میرے بھائی! محبت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟" اس نے اپنی آستین پر لکھی ہوئی آیت کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگا: "یہ جو تم دیکھ اور پڑھ رہے ہو اس کو پیشِ نظر رکھنے سے محبت کی ابتداء ہوتی ہے۔" میں نے پوچھا: "بھائی! محبت کی انتہاء کہاں ہوتی ہے؟

اس نے کہا کہ "اے ذوالنون! اللہ عزوجل ایسا محبوب ہے جس کی محبت کی کوئی انتہاء نہیں اور اس کے سامنے عجز وانکساری کے بغیر محبت کرنا ممکن نہیں ہے۔" میں نے پوچھا: "اے میرے بھائی! دنیا سے بے رغبتی آخرت کی طلب میں ہوتی ہے یا مولیٰ کی رضا کے لئے؟" جواب دیا کہ "ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کی طلب میں کنارہ کشی کرنا تو خسارے کی بات ہے، اس مخلوق دنیا سے بے رغبتی فقط اللہ عزوجل ہی کے لئے ہونی چاہیے، اے ذوالنون! قدیم محبوب یعنی اللہ عزوجل سے اس کی مخلوق یعنی جنت پر راضی ہونا کم ہمت بندے کا کام ہے، زُہد کا مطلب غیر اللہ سے اجتناب، اولیاء کی تلاش اور اللہ عزوجل کی نشانیوں کا مشاہدہ ہے، جو اللہ عزوجل کے علاوہ کسی غیر کو چاہے گا اس کا مطلوب اس کا محبوب بن جائے گا۔ لہذا جب کوئی مخلوق اپنے ہی جیسی مخلوق

پر راضی ہو تو مشابہت اس کا مقصود بن جاتی ہے (یعنی یہ اپنی طرح کی مخلوق کو اپنا مقصود بنالیتا ہے)۔ اے ذوالنون !وہ شخص خسارے میں ہے جس نے لذت وآرام چھوڑا، دنیا سے منہ موڑا اور پھر قُربِ الٰہی عزوجل کے سوا کسی شے پر راضی ہو گیا اور اس نے اسی خوف سے نفس کو مشقت میں ڈال کر دنیا کو ترک کیا کہ اس کا ٹھکانا جہنم نہ بنے اور یہ امید رکھی تھی کہ جنت اس کا ٹھکانا بن جائے۔

حضرتِ سیّدُنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے ان سے پوچھا کہ "اے بھائی! تم ان ویران جنگلات میں توشہ کے بغیر کیسے رہ لیتے ہو؟" تو اس نے جواب دیا کہ "اے بیکار شخص! جو تمہیں اپنے حال کی خبر نہ دے اور اپنے راز کے معاملے میں تم سے بے خوف نہ ہو، یہ سوال اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔" پھر اس نے اپنا دایاں قدم زمین پر مارا تو وہاں گھی اور شہد کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا تو ہم دونوں نے اس میں سے کھایا۔ پھر انہوں نے بایاں قدم زمین پر مارا تو شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا چشمہ پھُوٹا تو انہوں نے اس سے پانی پیا پھر انہوں نے دونوں چشموں پر ریت ڈالی تو وہ زمین پہلے کی طرح برابر ہو گئی جیسے وہاں کوئی چشمہ تھا ہی نہیں۔ پھر وہ مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا میں ان کرامات کو دیکھ کر دیر تک روتا رہا۔[1]

اسے کفن کون دے گا؟

حضرت سیدنا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مسجد میں مُؤَذِّن تھے۔ آپ

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:165

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"میرا ایک نوجوان پڑوسی تھا، جیسے ہی میں اذان دیتا وہ فوراً مسجد میں آجاتا اور ہر نماز میرے ساتھ باجماعت پڑھتا، نماز کے فوراً بعد جوتے پہنتا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو جاتا، میری یہ خواہش تھی، اے کاش! یہ نوجوان مجھ سے گفتگو کرے یا مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کرے، پھر ایک دن وہ نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا:"اے ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تم مجھے کچھ دیر کے لئے عاریتاً قرآن پاک دے سکتے ہو تاکہ میں تلاوت کر سکوں؟" میں نے اسے قرآن پاک دے دیا، اس نے قرآن حکیم کو اپنے سینے سے لگایا اور کہنے لگا:"آج ہمیں ضرور کوئی عظیم واقعہ پیش آنے والا ہے۔" یہ کہہ کر وہ نوجوان اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا اور سارا دن مجھے نظر نہ آیا۔ میں نے مغرب کی اذان دی اور نماز پڑھی لیکن وہ نوجوان نہ آیا پھر عشاء کی نماز میں بھی وہ نہ آیا تو مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ نماز کے فوراً بعد میں اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس نوجوان کی میت وہاں موجود ہے اور ایک طرف بالٹی اور لوٹا پڑا ہوا ہے اور قرآن پاک اس نوجوان کی گود میں ہے۔ میں نے قرآن پاک اٹھایا اور لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور پھر ہم نے اسے اٹھا کر چارپائی پر رکھا۔ میں ساری رات یہ سوچتا رہا کہ اس کا کفن کس سے مانگوں؟ اسے کفن کون دے گا؟

جب نماز فجر کا وقت ہوا تو میں نے اذان دی اور پھر جیسے ہی مسجد میں داخل ہوا تو مجھے محراب میں ایک نور سا نظر آیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کفن وہاں پڑا ہوا ہے، میں نے اسے اٹھایا اور اپنے گھر رکھ آیا اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا کہ اس نے کفن کا مسئلہ حل فرما دیا پھر میں نے نماز فجر پڑھنا شروع کی جب سلام پھیرا تو

دیکھا کہ میری دائیں طرف حضرت سیدنا ثابت بنانی ، حضرت سیدنا مالک بن دینار، حضرت سیدنا حبیب فارسی اور حضرت سیدنا صالح المری رحمہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا:"اے میرے بھائیو! آج صبح صبح آپ لوگ یہاں کیسے تشریف لائے؟ خیریت تو ہے؟"وہ فرمانے لگے:"کیا تمہارے پڑوس میں آج رات کسی کا انتقال ہوا ہے؟"میں نے کہا:"جی ہاں! ایک نوجوان کا انتقال ہوا ہے جو میرے ساتھ ہی نماز پڑھا کرتا تھا۔"انہوں نے کہا:"ہمیں اس کے پاس لے چلو۔"میں انہیں لے کر اس نوجوان کے گھر پہنچا تو حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اس کے سجدے والی جگہ کو بوسہ دینے لگے، پھر فرمایا:"اے حجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ !میرے ماں باپ تجھ پر قربان! جہاں بھی تیرا حال لوگوں پر ظاہر ہوا تو نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور ایسی جگہ سکونت اختیار کر لی جہاں کوئی تجھے جاننے والا نہ تھا۔

اس کے بعد ان بزرگوں نے اس نوجوان کو غسل دینا شروع کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک کفن تھا، ہر ایک یہی کہنے لگا:"اس نوجوان کو میں کفن دوں گا۔" جب معاملہ طول پکڑ گیا تو میں نے ان سے کہا:"میں ساری رات اسی پریشانی میں رہا کہ اس نوجوان کو کفن کون دے گا، پھر صبح جب میں مسجد میں آیا اور اذان دینے کے بعد نماز پڑھنے لگا تو سامنے محراب میں مجھے یہ کفن نظر آیا، میں نہیں جانتا کہ کس نے یہ کفن وہاں رکھا تھا۔"اس پر سبھی کہنے لگے:"اس نوجوان کو یہی کفن دیا جائے گا۔"پھر ہم نے اسے وہی کفن دیا اور اسے لے کر قبرستان کی طرف چل دیئے، اس نوجوان کے جنازہ میں اتنے لوگ شریک ہوئے کہ ہمیں کندھا دینے کا بھی موقع نہ مل سکا، معلوم

نہیں کہ اتنے زیادہ لوگ کہاں سے اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے آ گئے تھے ؟[1]

۞۞۞

ریشمی کفن

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ براثی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیدنا خلف برزائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: "میری کفالت میں ایک کوڑھ زدہ نوجوان دیا گیا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے اور آنکھوں سے بھی اندھا تھا، میں نے اسے کوڑھ زدہ لوگوں کے ساتھ کر دیا، اسی طرح کافی دن گزر گئے کہ میں اس سے بالکل غافل رہا۔ پھر مجھے اس کا خیال آیا، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: "اے اللہ عزوجل کے بندے! تمہارا کیا حال ہے؟ میں تمہاری طرف سے کافی دن غفلت میں رہا، تم سے تمہارا حال دریافت نہ کر سکا۔

وہ کہنے لگا: میرا ایک دوست ہے جس کی محبت نے میری تمام تکلیفوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، اس کی محبت کی وجہ سے مجھے اپنا درد و غم محسوس نہیں ہوتا، میرا وہ دوست مجھ سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔

میں نے کہا: " (مجھے معاف کرنا) میں تمہیں بھول گیا تھا۔" وہ کہنے لگا: " مجھے تمہارے بھولنے کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے یاد کرنے والا موجود ہے، اور یہ کیسے ہو سکتا

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:97

ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کو یاد نہ رکھے، میرا دوست ہر وقت میرا خیال رکھتا ہے۔" میں نے اس سے کہا:" اگر تم چاہو تو میں تمہاری شادی کسی ایسی عورت سے کرادوں جو تمہاری اس گندگی کو دور کردے اور تمہارے زخموں کی دیکھ بھال کرے۔" تو وہ رونے لگا، پھر ایک آہِ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے کہنے لگا:

"اے میرے دل و جان سے پیارے دوست!" اتنا کہہ کر اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر جب افاقہ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا:"تم کیا کہتے ہو؟ کیا تمہاری شادی کرادوں؟" کہنے لگا:"تم میری شادی کیسے کراؤ گے حالانکہ میں تو دنیا کا بادشاہ اور سردار ہوں۔" میں نے کہا:"تیرے پاس دنیا کی کونسی نعمت ہے؟" ہاتھ پاؤں تیرے نہیں، آنکھوں سے تو اندھا ہے اور تو اپنے منہ سے اس طرح کھاتا ہے جیسے جانور کھاتے ہیں، پھر بھلا تو دنیا کا سردار کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ کہنے لگا:" میں اپنے مولا سے راضی ہوں کہ اس نے میرے جسم کو آزمائش میں مبتلا کیا اور میری زبان کو اپنے ذکر سے تر و تازہ رکھا، یہ میری سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔"

پھر وہ شخص میرے پاس سے چلا گیا اور کچھ ہی عرصہ بعد اس کا انتقال ہو گیا، میں اس کے لئے کفن لے کر آیا جو کچھ بڑا تھا، میں نے بڑا حصہ کاٹ لیا اور اس کو کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفنا دیا گیا، رات کو میں نے خواب دیکھا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:" اے خلف! تم نے ہمارے ولی اور دوست کے کفن میں کنجوسی کی، یہ لو تمہارا کفن تمہیں واپس دیا جاتا ہے، اور ہم نے اپنے اس ولی کو سندس و ریشم کا قیمتی کفن پہنا دیا ہے

۔جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا دیا ہوا کفن گھر میں پڑا ہوا تھا۔[1]

۞۞۞

ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: میں ایک اندھیری رات سفر پر روانہ ہوا، میں راستے میں ایک جگہ بیٹھ گیا، اچانک میں نے کسی نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو روتے ہوئے اس طرح کہہ رہا تھا:

"اے میرے پروردگار عزوجل! تیری عزت و جلال کی قسم !میں نے تیری نافرمانی تیری مخالفت کی بناء پر نہیں کی اور نہ ہی گناہ کرتے وقت میں تیرے عذاب سے بے خبر تھا بلکہ میری بدبختی نے گناہ کو میرے لئے مزیّن کر دیا، اور میں تیری صفتِ ستّاری کی وجہ سے گناہوں پر دلیر ہو گیا۔ تو بار بار میرے گناہوں پر پردہ ڈالتا رہا، میں گناہوں پر جرأت کرتا رہا۔ ہائے میری بربادی! اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے تعلق ختم کر دیا تو میں کس سے رشتہ قائم کروں گا۔ ہائے افسوس! میں نے ساری جوانی تیری نافرمانی میں گزار دی، میں بار بار توبہ کرتا پھر گناہ کر ڈالتا، اب تو توبہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں:"اس نوجوان کی گریہ وزاری سن کر میں نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

---

(1)... المرجع السابق ،ص:98

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے (طاقتور) فرشتے مقرر ہیں۔[1]

جب میں نے یہ آیت تلاوت کی تو مجھے ایک چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے آگے روانہ ہو گیا، صبح جب میں دوبارہ اسی مکان کے قریب آیا تو وہاں کسی کا جنازہ رکھا ہوا تھا، اور ایک بوڑھی عورت وہاں موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: "یہ کس کا جنازہ ہے؟" کہنے لگی: "تو کون ہے؟ اور اس کے متعلق پوچھ کر میرے غم کو کیوں تازہ کرنا چاہتا ہے؟" میں نے کہا: "میں ایک مسافر ہوں۔" پھر اس بوڑھی عورت نے بتایا: "یہ میرے بیٹے کی لاش ہے، کل رات یہ نماز پڑھ رہا تھا کہ کوئی شخص گلی سے گزرا اور اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں جہنم کی آگ کا تذکرہ تھا، پس اُس آیت کو سن کر میرا بیٹا تڑپنے لگا اور اس نے روتے روتے جان دے دی۔" یہ سن کر حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار وہاں سے چلے آئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: "اے ابن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! "ایسے ہوتے ہیں ڈرنے والے۔[2]

۞۞۞

(1)... تحریم: 6

(2)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:102

مزدور شہزادہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن الفرج العابد علیہ رحمۃ اللہ الماجد فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ مجھے کسی تعمیری کام کے لئے مزدور کی ضرورت پڑی، میں بازار آیا اور کسی ایسے مزدور کو تلاش کرنے لگا جو میری خواہش کے مطابق ہو، یکایک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ چہرہ شرافت وعبادت کے نور سے چمک رہا تھا، اس کا جسم بہت ہی کمزور تھا، اس کے سامنے ایک زنبیل اور رسی پڑی ہوئی تھی، اس نے اُون کا جبہ پہنا ہوا تھا اور ایک موٹی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔

میں اس کے پاس آیا اور پوچھا: "اے نوجوان! کیا تم مزدوری کروگے؟" کہنے لگا: "جی ہاں۔" میں نے پوچھا: "کتنی اُجرت لوگے؟" اس نے جواب دیا: "ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) لوں گا۔" میں نے کہا: "ٹھیک ہے، میرے ساتھ چلو۔" وہ نوجوان کہنے لگا: "جیسے ہی مُؤَذِّن ظہر کی اذان دے گا میں کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد دوبارہ کام شروع کردوں گا، پھر جب عصر کی اذان ہوگی تو میں فوراً کام چھوڑ کر نماز کی تیاری کروں گا اور نماز کے بعد کام کروں گا، اگر تمہیں یہ شرط منظور ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ورنہ کوئی اور مزدور ڈھونڈ لو۔" میں نے کہا: "مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ میں اسے لے کر اپنے گھر آیا اور کام کی تفصیل بتا دی، اس نے کام کے لئے کمر باندھی اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ جب مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو اس نے مجھ سے کہا: "اے عبداللہ! مؤذن نے اذان دے دی ہے۔" میں نے کہا: "آپ جایئے اور نماز کی تیاری کیجئے۔"

نماز سے فراغت کے بعد وہ عظیم نوجوان دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا اور بڑی دیا نتداری سے احسن انداز میں کام کرنے لگا۔ عصر کی اذان ہوتے ہی اس نے مجھ سے کہا: "اے عبد اللہ! مؤذن اذان دے چکا۔" میں نے کہا: "جائیے اور نماز پڑھ لیجئے۔" نماز کے بعد وہ دوبارہ کام میں مشغول ہو گیا اور غروبِ آفتاب تک کام کرتا رہا پھر میں نے اسے طے شدہ اُجرت دی اور وہ وہاں سے رخصت ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد مجھے دوبارہ مزدور کی ضرورت پڑی تو مجھ سے میری زوجہ نے کہا: "اسی نوجوان کو لے کر آنا کیونکہ اس کے عمل سے ہمیں بہت نصیحت حاصل ہوئی ہے اور وہ بہت دیانتدار ہے، چنانچہ میں بازار گیا تو مجھے وہ نوجوان کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے: "کیا آپ اسی کمزور و نحیف نوجوان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جو سب سے آخر میں بیٹھتا ہے؟" میں نے کہا: "جی ہاں، میں اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔" تو انہوں نے کہا: "وہ تو صرف ہفتہ کے دن آتا ہے، اس کے علاوہ کسی دن کام نہیں کرتا۔" یہ سن کر میں واپس آ گیا اور ہفتے کا انتظار کرنے لگا پھر بروز ہفتہ میں دوبارہ بازار گیا تو میں نے اس پُرکشش و عظیم نوجوان کو اسی جگہ موجود پایا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: "کیا تم مزدوری کرو گے؟

اس نے کہا: "جی ہاں، لیکن میری وہی شرائط ہوں گی جو میں نے پہلے بتائی تھیں۔" میں نے کہا: "مجھے منظور ہے، تم میرے ساتھ چلو۔" وہ میرے ساتھ میرے گھر آیا اور میں نے اسے کام کی تفصیل بتا دی وہ بڑی دیانتداری سے پہلے کی طرح کام کرتا رہا اور اس نے کئی مزدوروں جتنا کام کیا، شام کو میں نے اسے طے شدہ اُجرت سے زیادہ رقم دینا چاہی تو اس نے زائد رقم لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ

مانا اور اجرت لئے بغیر ہی وہاں سے جانے لگا مجھے اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ وہ بغیر اجرت لئے ہی جارہا ہے۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور بصد عاجزی اسے اُجرت دی۔ اس نے زائد رقم واپس کر دی اور طے شدہ مزدوری لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب دوبارہ ہمیں مزدور کی ضرورت پڑی تو میں ہفتہ کے دن بازار گیا اور اسی نوجوان کو تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتا ہے اور مزدوری میں ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) اُجرت لیتا ہے، وہ روزانہ ایک دانق اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ آج وہ بیمار تھا اس لئے نہیں آیا۔

میں نے پوچھا: "وہ کہاں رہتا ہے؟" لوگوں نے بتایا: "فلاں مکان میں رہتا ہے۔" میں وہاں پہنچا تو وہ ایک بڑھیا کے مکان میں موجود تھا۔ بڑھیا نے بتایا کہ یہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ سخت بیماری میں مبتلا ہے اور اینٹوں کا تکیہ بنایا ہوا ہے، میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: "اے میرے بھائی! کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟" کہنے لگا: "جی ہاں، مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے، کیا تم اسے پورا کرو گے؟ میں نے کہا: "ان شاء اللہ عزوجل میں تمہارا کام ضرور پورا کروں گا، بتاؤ! کیا کام ہے؟"

اس نوجوان نے کہا: "جب میں مر جاؤں تو یہ لوٹا اور زنبیل بیچ کر گورکن کو اُجرت دے دینا اور کفن کے لئے مجھے میرا یہی اُون کا جبہ اور چادر کافی ہے، مجھے اسی لباس میں سپرد خاک کر دینا اور میری جیب میں ایک انگوٹھی ہے اسے اپنے پاس رکھنا اور میری تدفین کے بعد اسے امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس لے جانا،

جب ان کی شاہی سواری فلاں دن فلاں مقام سے گزرے تو انہیں کہنا: "میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک امانت ہے پھر انہیں یہ انگوٹھی دکھا دینا، وہ خود ہی تمہیں اپنے پاس بلالیں گے اور اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ کام میری تدفین کے بعد ہی کرنا۔" میں نے کہا: "ٹھیک ہے، میں تمہاری وصیت پر عمل کروں گا۔"

پھر اس عظیم نوجوان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مجھے اس کی موت کا بہت دکھ ہوا، بہر حال میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین کی اور پھر انتظار کرنے لگا کہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی سواری کس دن نکلتی ہے۔ جب وہ دن آیا تو میں راستے میں بیٹھ گیا، امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاہ و جلال کے عالم میں ہزاروں شہسواروں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے چلے آرہے تھے۔ جب ان کی سواری میرے قریب سے گزری تو میں نے بلند آواز سے کہا: "اے امیر المؤمنین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) !میرے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک امانت ہے۔" پھر میں نے وہ انگوٹھی دکھائی، انہوں نے انگوٹھی دیکھ کر حکم دیا کہ اسے ہمارے مہمان خانے میں لے جاؤ میں اس سے علیٰحدگی میں گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مجھے محل میں پہنچا دیا گیا، جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی واپسی ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور باقی تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا، پھر مجھ سے پوچھا: "تم کون ہو؟" میں نے کہا: "میرا نام عبد اللہ بن فرج ہے۔" انہوں نے پوچھا: "تمہارے پاس یہ انگوٹھی کہاں سے آئی؟" میں نے اس عظیم نوجوان کا سارا واقعہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو سنا دیا۔"

یہ سن کر وہ اس قدر روئے کہ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔ پھر جب وہ میری طرف

متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: "اے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ !اس نوجوان سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:" وہ میرا بیٹا تھا۔" میں نے پوچھا:" اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"وہ مجھے خلافت ملنے سے پہلے پیدا ہوا تھا۔" ہم نے اس کی خوب نیک ماحول میں پرورش کی اور اس نے قرآن کا علم سیکھا پھر جب مجھے خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور میری دنیاوی دولت سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا، یہ اپنی ماں کا بہت فرمانبردار تھا، میں نے اِس کی ماں کو ایک انگوٹھی دی جس میں بہت ہی قیمتی یاقوت تھا اور اس سے کہا:" یہ میرے بیٹے کو دے دو تا کہ بوقتِ ضرورت اسے بیچ کر اپنی حاجت پوری کر سکے۔" اس کے بعد وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا اور ہمیں اس کے متعلق بالکل معلومات نہ مل سکیں، آج تم نے اس کے متعلق بتایا ہے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور کہا:" آج رات مجھے اس کی قبر پر لے چلنا۔"

جب رات ہوئی اور ہم دونوں اس کی قبر پر پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئے اور زاروقطار رونا شروع کر دیا اور ساری رات روتے روتے گزار دی جب صبح ہوئی تو ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے فرمانے لگے:"تم روزانہ رات کے وقت میرے پاس آیا کرو، ہم دونوں اس کی قبر پر آیا کریں گے۔" چنانچہ میں ہر رات ان کے پاس جاتا، وہ میرے ساتھ قبر پر آتے اور رونا شروع کر دیتے پھر واپس چلے جاتے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:" مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ نوجوان خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا شہزادہ تھا۔" مجھے تو اس وقت معلوم ہوا جب خود امیر المؤمنین

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ وہ میرا بیٹا تھا۔[1]

۞۞۞

اللہ سے انس حاصل کرنے والا نوجوان

حضرتِ سیّدُنا ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں کوفہ کی مسجد کی طرف چلا۔ جب میں مسجد کے قریب پہنچا تو ایک نوجوان کو سجدے میں گرے ہوئے پایا۔ وہ گریہ وزاری میں مشغول تھا میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے کوئی ولی ہے تو میں اس نوجوان کے قریب گیا تاکہ سن سکوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو میں نے اسے یہ اشعار پڑھتے ہوئے پایا:

عَلَیْكَ یَا ذَا الْجَلَالِ مُعْتَمَدِیْ　　طُوْبٰی لِمَنْ کُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہُ

طُوْبٰی لِمَنْ بَاتَ خَائِفاً وَجِلاً　　یَشْکُوْ اِلٰی ذِیْ الْجَلَالِ بَلْوَاہُ

وَمَا بِہٖ عِلَّۃٌ وَلَا سَقَمٌ　　اَکْثَرُ مِنْ حُبِّہٖ لِمَوْلَاہُ

اِذَا خَلَا فِیْ ظِلَامِ اللَّیْلِ مُبْتَھِلًا　　اَجَابَہُ اللہُ ثُمَّ لَبَّاہُ

وَمَنْ یَنَلْ ذَا مِنَ الْاِلٰہِ فَقَدْ　　فَازَ بِقُرْبٍ تَقِرُّ عَیْنَاہُ

ترجمہ: (۱) اے اللہ عزوجل! میرا بھروسہ واعتماد تجھ ہی پر ہے، خوشخبری ہے اس کے لئے جس کا تو مددگار ہے۔

(۲) خوشخبری ہے اس کے لئے جو خوفِ (خدا عزوجل) میں رات گزارتا ہے

---

(1)... المرجع السابق، ص:107

،اپنی مصیبتوں کی فریاد اسی ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں کرتا ہے۔

(۳)اُسے کوئی بیماری یا تکلیف اپنے مولیٰ عزوجل کی محبت سے بڑھ کر نہیں ہے۔

(۴)جب رات کے اندھیرے میں تنہا عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی (دعا) سنتا اور قبول کرتا ہے۔

(۵)اور جسے اللہ عزوجل کی طرف سے یہ سعادت ملی وہ ایسا قُرب پالینے میں کامیاب ہوگیا جس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حضرتِ سیّدُنا ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مسلسل ان اشعار کی تکرار کررہاتھا اور روئے جارہاتھا۔ اس گریہ وزاری پر ترس کھاکر میں بھی رونے لگا۔ اسی اثناء میں میرے سامنے نظریں اچک لینے والی کڑک دار بجلی جیسی روشنی چمکی تو میں نے فوراً اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لئے پھر میں نے اپنے سر پر ایک منادی کوندا دیتے ہوئے سنا جو انسانوں کے کلام کے مشابہ نہ تھی، وہ ندا یہ تھی:

لَبَّیۡكَ عَبۡدِیۡ وَاَنۡتَ فِیۡ کَنَفِیۡ   وَکُلُّ مَاقُلۡتَ قَدۡ قَبِلۡنَاہُ

صَوۡتُكَ تَشۡتَاقُہُ مَلَائِکَتِیۡ   وَحَسۡبُكَ الصَّوۡتُ قَدۡ سَمِعۡنَاہُ

اِنۡ ھَبَّتِ الرِّیۡحُ مِنۡ جَوَانِبِہٖ   خَرَّ صَرِیۡعًا لِّمَا تَغۡشَّاہُ

ذَاكَ عَبۡدِیۡ یَجُوۡلُ فِیۡ حُجُبِیۡ   وَذَنۡبُكَ الۡیَوۡمَ قَدۡ غَفَرۡنَاہُ

ترجمہ:(۱)اے میرے بندے!میں موجود ہوں اور تو میرے حفظ وامان میں ہے اور تو نے جو بھی دعا کی ہم نے اسے قبول فرمالیا ہے۔

(۲)میرے ملائکہ تیری آواز سننے کا اشتیاق رکھتے ہیں، اور تجھے یہ صدا کافی ہے جسے ہم نے سن لیا۔

(۳) اگر اس (صدا) کے گرداگرد ہوا چل پڑے تو اس میں پچھاڑنے والے کی طرح آواز پیدا ہو جائے کیونکہ تو نے (اس صدا میں) ایسی ہی کیفیت کو پوشیدہ کر رکھا ہے۔

(۴) میرا یہ بندہ میرے قرب کے پردوں میں رہتا ہے، اور آج ہم نے تیرا گناہ معاف فرمادیا۔

حضرتِ سیِّدُنا ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے کہا: "ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تو حبیب کی اپنے حبیب سے مناجات ہے۔" پھر میں اس کی ہیبت سے غش کھا کر منہ کے بل گر پڑا۔ جب مجھے اِفاقہ ہوا تو میں فرشتوں کی فضاء میں اُترنے کی آواز سن رہا تھا اور زمین و آسمان کے درمیان ان کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی دے رہی تھی۔ میں سمجھا کہ شاید آسمان زمین کے قریب ہو گیا ہے اور میں نے ایسا نور دیکھا جو چاند پر غالب آچکا تھا حالانکہ وہ تیز روشنی والی ایک چاندنی رات تھی۔ پھر میں اس نوجوان کے قریب ہوا اور اسے سلام کیا۔

اس نے میرے سلام کا جواب دیا تو میں نے اس سے پوچھا: "اللہ عزوجل تمہیں برکت دے اور تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟" اس نے جواب دیا: "میں راشد بن سلیمان (علیہ رحمۃ اللہ المنان) ہوں۔" تو میں نے انہیں پہچان لیا کیونکہ میں ان کے بارے میں سن چکا تھا۔ پھر میں نے ان سے کہا: " اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے کیا آپ مجھے اپنی صحبت میں رہنے کی اجازت دیں گے تاکہ میں آپ سے اُنس حاصل کرسکوں۔" تو انہوں نے کہا: "ہائے افسوس! ہائے افسوس! جو اپنے رب عزوجل کی مناجات کی لذت پا چکا ہے کیا وہ مخلوق سے اُنس حاصل کریگا؟ پھر وہ مجھے تنہا چھوڑ کر

چلے گئے۔[1]

۞۞۞

رونے والا نوجوان

حضرتِ سیّدُنا ابو ماجد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں : "میں صوفیاء سے بہت محبت رکھتا تھا، ایک دن میں ان کے پیچھے پیچھے ایک عالم کی مجلس میں پہنچا تو میں نے اس مجلس میں ایک نوجوان دیکھا جس کی زیارت کے لئے لوگ بے تاب تھے۔ وہ نوجوان جب "اللہ، اللہ" کی صدائیں سنتا تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پاتا۔ عین عالَم شباب میں اسے اس طرح روتا دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے ایک بزرگ سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا: "یہ توبہ کے بعد اس طرح اشک باری کرتا اور نوافل کی ادائیگی میں مصروف نظر آتا ہے، اس کا دل بہت نرم ہے اور یہ محبتِ الٰہی عزوجل میں خود رفتہ ہے۔"

اسی اثناء میں کسی قاری نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔[2]

تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: "اے میرے مولا عزوجل! وہ ذلیل ورسوا ہو گیا جس کے دل میں تیری یاد کے علاوہ کچھ اور ہے، اے دلوں کے محبوب!

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:46

(2)... البقرة :152

ساری کائنات میں تیرے سوا کون ہے جسے یاد کیا جائے۔[1]

۞۞۞

پراسرار جزیرہ

حضرت سیدنا ابوہَیثَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم حضرت سیدنا عبد اللہ بن غالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے چند رُفقاء کے ساتھ بحری سفر پر روانہ ہوا، ہماری کشتی سمندر کے سینہ کو چیرتی ہوئی جانبِ منزل چلی جارہی تھی۔ اچانک ہماری کشتی ایک جزیرہ کے قریب جا پہنچی، ہم نے وہاں کشتی روکی تو وہ ایک ویران اور بڑی ہولناک جگہ تھی وہاں ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس جگہ کو ضرور دیکھوں گا شاید یہاں کوئی عجیب وغریب شئے نظر آئے۔ چنانچہ میں کشتی سے اُترا اور اکیلا ہی اس پُر اَسرار جزیرے کی طرف چل دیا، وہاں کا منظر بڑا ہولناک تھا، مجھے نہ تو وہاں کوئی انسان نظر آیا نہ ہی کوئی گھر وغیرہ۔ پھر کچھ دور ایک گھر نظر آیا، میں نے جان لیا کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی رہتا ہوگا اور یہاں کوئی عجیب وغریب بات ضرور ہوگی کیونکہ اس ویرانے میں کسی گھر کا موجود ہونا ایک عجیب سی بات تھی۔

میں نے تہیہ کر لیا کہ اس گھر کے راز کو ضرور جانوں گا، چنانچہ میں وہاں سے واپس اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: "مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر تم اسے

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:122

پورا کردو تو احسان ہو گا۔" انہوں نے پوچھا: "بتایئے کیا کام ہے ؟" میں نے جواب دیا: "آج رات ہم اسی جزیرہ میں قیام کریں گے اور صبح سفر پر روانہ ہوں گے۔" میرے رفقاء میری اس خواہش پر وہیں رات بسر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں پھر یہ سوچتے ہوئے اسی گھر کی طرف چل دیا کہ جب رات ہو گی تو اس گھر میں رہنے والے ضرور یہاں آئیں گے اور میں ان سے ملاقات کرلوں گا۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا پھر یہ سوچ کر میں اس گھر میں داخل ہو گیا کہ آخر دیکھوں تو سہی کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے اس چھوٹے سے گھر کو بالکل خالی پایا، اس میں صرف ایک گھڑا تھا اور وہ بھی بالکل خالی اور ایک بڑا سا تھال تھا جس میں کچھ نہ تھا، ان کے علاوہ اس گھر میں کوئی شے نہیں تھی۔ میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا، جب سورج غروب ہو گیا اور رات نے اپنے پَر پھیلا دیئے تو مجھے اچانک ایک آہٹ سی محسوس ہوئی اور پہاڑ کی جانب سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی، میں محتاط ہو کر بیٹھ گیا اور غور سے اس آواز کو سننے لگا۔ یہ کسی نوجوان کی آواز تھی جو اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عزّوجل کی صدائیں لگاتا ہوا اسی گھر کی طرف آرہا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک پُر کشش نورانی شکل وصورت والا نوجوان اس گھر میں داخل ہوا، اس نے آتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دی اور کافی دیر نماز میں مشغول رہا، نماز سے فراغت کے بعد وہ اس برتن کی طرف بڑھا جو بالکل خالی تھا۔ نوجوان نے اس برتن سے کھانا شروع کر دیا حالانکہ میں دیکھ چکا تھا کہ وہ برتن بالکل خالی تھا لیکن وہ نوجوان اسی برتن میں سے نہ جانے کیا کھا رہا تھا؟ کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور گھڑے کی طرف آیا اور ایسا لگا گویا کہ اس میں سے پانی پی رہا ہو حالانکہ میں نے دیکھا تھا کہ اس گھڑے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، میں بڑا حیران ہوا اور چھپ

کر بیٹھا رہا۔

اس نوجوان نے کھانے پینے کے بعد اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہو گیا اور فجر تک نماز پڑھتا رہا، فجر کے وقت مجھ سے رہا نہ گیا پس میں اس کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اس کی اِقتداء میں نماز فجر ادا کی، نماز کے بعد وہ نوجوان مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: "اے اللہ عزوجل کے بندے!تُو کون ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیسے داخل ہو گیا؟" میں نے کہا: "اے مردِ صالح! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے میں کسی بُری نیت سے یہاں نہیں آیا بلکہ میں تو بھلائی ہی کے لئے یہاں آیا ہوں، مجھے چند باتوں سے بڑی حیرانی ہوئی ہے، میں نے آپ کے آنے سے پہلے گھڑے کو دیکھا تھا تو اس میں پانی بالکل نہ تھا لیکن آپ نے اسی میں سے پانی پیا، اسی طرح جس برتن سے آپ نے کھانا کھایا وہ تو باکل خالی تھا پھر آپ نے کیسے کھانا کھایا؟ میرے لئے یہ باتیں بڑی حیران کن ہیں۔" یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: "تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ وہ برتن اور گھڑا خالی تھا لیکن میں نے جو کھانا اس برتن سے کھایا وہ ایسا کھانا نہیں جسے لوگ طلب کرتے ہیں، اسی طرح میں نے جو پانی پیا وہ ایسا نہیں جیسا لوگ پیتے ہیں۔"

یہ سن کر میں نے اس نوجوان سے کہا: "اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو تازہ مچھلی لا کر دوں"؟ نوجوان کہنے لگا: "کیا تم مجھے (دنیوی) غذا کی دعوت دے رہے ہو؟" میں نے کہا: "اے نوجوان! اس اُمت کو یہ حکم نہیں دیا گیا جیسے آپ کر رہے ہیں بلکہ ہمیں تو یہ حکم دیا گیا کہ جماعت کے ساتھ رہیں، مساجد میں حاضر ہوں، باجماعت نماز کی فضیلت حاصل کریں، مریضوں کی عیادت کریں، مسلمانوں کے جنازوں میں حاضر

ہوں اور مخلوقِ خدا عزوجل کی خیر خواہی کریں، لیکن آپ نے یہ سب کام چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلی ہے اور ان سعادتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔" یہ سن کر وہ نوجوان کہنے لگا: " آپ نے جو باتیں ذکر کیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل مجھے وہ تمام سعادتیں حاصل ہیں، یہاں قریب ہی ایک بستی ہے جہاں جاکر میں عوام الناس کی خیر خواہی بھی کرتا ہوں اورآپ کے ذکر کردہ باقی اُمور بھی سر انجام دیتاہوں۔" اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے ایک پرچہ پر کچھ لکھااور پھر زمین پر لیٹ گیامیں سمجھا کہ شاید اس کا اِنتقال ہو گیا، قریب جا کر دیکھاتو وہ واقعی خالقِ حقیقی عزوجل سے جاملے تھے۔ جب ان کی قبر کھودی گئی تواس سے مُشک کی خوشبو آرہی تھی۔[1]

حلال کھانے کی برکتیں

حضرتِ سیّدُنا ابو سلیمان دارانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: کہ "میں پہاڑوں سے لکڑیاں جمع کر کے لاتا اور انہیں بیچ کر اپنی گزر بسر کیا کرتا تھا۔ میں تلاشِ معاش میں حلال وحرام کو ضرور پیش نظر رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اولیائے بصرہ کی ایک جماعت کو خواب میں دیکھا۔ ان میں حضرتِ سیّدُنا حسن بصری، حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار اور حضرتِ سیّدُنا فرقد سبخی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ میں نے ان سے عرض کی: "اے ائمہ مسلمین! مجھے ایسی حلال روزی بتایئے جس کا اللہ عزوجل کو حساب نہ دینا پڑے اور نہ ہی مخلوق کا احسان اٹھانا پڑے۔" تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:140

طرطوس شہر سے مرج نامی بستی میں لے گئے وہاں ایک خُبَّازِی(چوڑے پتوں والی ایک بوٹی جو سارا سال پھل دیتی ہے) تھی، اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "یہ ہے وہ حلال شے جس پر اللہ عزوجل تجھ سے حساب نہ لے گا اور نہ ہی تمہیں اس میں مخلوق کا احسان اٹھانا پڑے گا۔" حضرتِ سیِّدُنا سلیمان دارنی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ "میں ایک طویل مدت تک کچی اور پکی خبازی کھاتا رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے میرے دل کو پاک کر دیا، میں نے سوچا اگر جنتیوں کو میرے جیسا دل عطا ہو جائے تو اللہ عزوجل کی قسم! وہ خوش ہو جائیں گے۔"

ایک دن میں شہر کے دروازے کی طرف نکلا وہاں میں نے ایک نوجوان کو شہر میں داخل ہوتے دیکھا۔ لکڑیاں بیچنے کے ایام کے کچھ سکے میرے پاس رکھے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ وہ سکے اس اجنبی کو دے دیتا ہوں تاکہ یہ انہیں اپنی ضروریات میں استعمال کرے۔ جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے اسے سکے دینے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ مجھے اس کے ہونٹ ہلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے میرے آس پاس کی زمین سونے اور چاندی میں تبدیل ہو گئی جس کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

کچھ دن بعد میں دوبارہ اس طرف گیا تو میں نے اسی نوجوان کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا ۔اس کے سامنے پانی سے بھرا ایک پیالہ رکھا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا اور گفتگو کرنا چاہی تو اس نے پانی سے بھرا پیالہ پلٹ دیا اور کہا کہ زیادہ بولنا نیکیوں کو اس طرح چوس لیتا ہے جس طرح یہ زمین پانی کو چوس گئی ہے، تیرے لئے اتنی ہی بات کافی ہے۔[1]

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:144

نصیحت آموز چار اشعار

حضرت سیدنا محمد بن محمد صوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار موسمِ سرما کی بہت سرد رات کسی کام سے "حلوان" کی پہاڑیوں میں گیا۔ سردی اپنی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، میں نے اپنے جسم پر دوہرا لباس پہنا ہوا تھا اور ایک موٹا کمبل بھی اوڑھ رکھا تھا لیکن پھر بھی سردی کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی ہو رہی تھی۔ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے جسم پر صرف دو چادریں تھیں جن سے صرف ستر پوشی ہو سکتی تھی، اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کپڑا نہیں تھا۔ وہ بالکل مطمئن نظر آرہا تھا گویا سردی کی وجہ سے اسے کوئی پریشانی ہی نہیں۔ میں اس کی جانب بڑھا لیکن وہ مجھ سے دُور ہٹ کر چلنے لگا۔ میں پھر اس کے قریب گیا لیکن وہ مجھ سے دور ہو گیا، پھر میں جلدی جلدی چلا اور اس کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: "تم مجھ سے دور کیوں بھاگ رہے ہو؟" کیا میں کوئی درندہ ہوں جو تم مجھ سے دوری چاہ رہے ہو؟" یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: "اگر سترّ (70) درندے میرے سامنے آجائیں تو مجھے ان سے اِتنی پریشانی نہیں ہو گی جتنی تمہاری ملاقات سے ہو رہی ہے۔"

میں نے اس سے کہا: "اتنی سخت سردی میں تم نے صرف دو معمولی چادریں جسم پر لپیٹی ہوئی ہیں اور تمہیں سردی کا احساس تک نہیں ہو رہا اور میری حالت یہ ہے کہ سردی سے حفاظت کے لئے کئی کپڑے موجود ہیں پھر بھی سردی محسوس کر رہا ہوں، تم مجھے کوئی نصیحت کرو تاکہ میں اپنے رب عزوجل سے صلح کر لوں اور میرے دل میں اس کی محبت راسخ ہو جائے۔" وہ نوجوان کہنے لگا: "کیا تم نصیحت آموز باتیں سننا چاہتے

ہو؟"میں نے کہا: "ہاں۔" پھر اس نوجوان نے یہ چار اشعار پڑھے:

إِذَا مَا عَدَتِ النَّفْسُ عَنِ الْحَقِّ زَجَرْنَاهَا

وَإِنْ مَالَتْ إِلَى الدُّنْيَا عَنِ الْأُخْرٰى مَنَعْنَاهَا

تُخَادِعُنَا وَنَخْدَعُهَا وَبِالصَّبْرِ غَلَبْنَاهَا

لَهَا خَوْفٌ مِّنَ الْفَقْرِ وَفِي الْفَقْرِ اَنَخْنَاهَا

ترجمہ: (۱) جب کبھی نفس اللہ عزوجل کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے تو ہم اسے زجر و توبیخ کرتے ہیں۔

(۲) جب اُخروی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو ہم اسے منع کر دیتے ہیں۔

(۳) نفس ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے تو ہم بھی اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور صبر کی وجہ سے اس پر غالب آجاتے ہیں۔

(۴) نفس فقر و فاقہ سے خوف زدہ ہوتا ہے جبکہ ہم فقر و فاقہ کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔

اس کے بعد وہ نوجوان میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تین یا چار دن کے بعد جب میری واپسی ہوئی تو میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن شیبان علیہ رحمۃ اللہ المنّان سے ملاقات کی اور اس نوجوان کی باتوں کی وجہ سے میری یہ حالت تھی کہ میں نے کمبل اُتار پھینکا تھا اور صرف سادہ لباس پہنا ہوا تھا حالانکہ سخت سردی تھی جب میں ابراہیم بن شیبانعلیہ رحمۃ الرحمن کے پاس پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے پوچھا: "سفر میں تمہاری ملاقات کس سے ہوئی۔" میں نے اس نوجوان کا واقعہ بتایا

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: "وہ ابو محمد بسطامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی تھے اور اس دن وہ مجھ سے ملاقات کر کے گئے تھے، جو اشعار انہوں نے تمہیں سنائے وہ ہمیں بھی سناؤ۔" میں نے وہ اَشعار سنانا شروع کئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: "یہ اَشعار بہت نصیحت آموز ہیں، انہیں لکھ لو۔" چنانچہ انہوں نے وہ اشعار قلم بند کر لئے۔[1]

چاند جیسا نورانی چہرہ

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ایک مرتبہ میں لبنان کی پہاڑیوں میں رات کے وقت سفر پر تھا، چلتے چلتے مجھے ایک درخت نظر آیا جس کے قریب ایک خیمہ نما جھونپڑی تھی۔ یکایک اس جھونپڑی سے ایک حسین و جمیل نوجوان نے اپنا چاند جیسا نورانی چہرہ باہر نکالا اور کہنے لگا: "اے میرے پروردگار عزوجل! میرا دل ہر حال میں (چاہے خوشی ہو یا غمی) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تیری ہی ذات ایسی ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ سے متّصف ہے (یعنی تمام فضیلتیں اور عظمتیں تیرے ہی لئے ہیں) میرا دل اس بات کی گواہی کیوں نہ دے، حالانکہ میرے دل میں تیرے سوا اور کسی کی محبت سمائی ہی نہیں، میں تو بس تجھ ہی سے محبت کرتا ہوں، افسوس! صد ہزار افسوس! ان لوگوں پر جنہوں نے تجھ سے محبت نہ کی، اور کوتا

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:142

ہی کرتے رہے۔"

پھر اس نوجوان نے اپنا نورانی چہرہ جھونپڑی میں داخل کرلیا۔ میں اس کی باتیں سن کر بڑا حیران ہوا، میں وہیں حیران وپریشان کھڑا رہا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوگیا، اس نوجوان نے پھر اپنا نور بار چہرہ جھونپڑی سے باہر نکالا، اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا:" اے میرے معبودِ حقیقی عزوجل! تیرے ہی نور سے زمین وآسمان روشن ہیں، تیرا ہی نور اندھیروں کو ختم کرتا ہے اوراسی سے ہر جگہ اُجالا ہوتا ہے، اے میرے پاک پروردگار عزوجل! تیرا جلوہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہے، اور تیری معرفت اہلِ معرفت کو حاصل ہوتی ہے، اے میرے رحیم وکریم مالک عزوجل! میں اس رنج وغم کی حالت میں صرف تجھ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھ پر کرم کی ایسی نظر فرما جیسی اپنے فرمانبردار بندوں پر ڈالتا ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "جب میں نے نوجوان کی یہ باتیں سنیں، تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اس کے پاس گیا اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، میں نے کہا:" اے نوجوان! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے، میں تجھ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" نوجوان نے کہا:" نہیں، تو مجھ سے سوال نہ کر۔" میں نے کہا:" تو مجھے سوال کرنے سے کیوں منع کر رہا ہے؟" اس نے کہا:" اس لئے کہ ابھی تک میرے دل سے تیرا رعب نہیں نکلا، میں ابھی تک تجھ سے خوفزدہ ہوں۔" میں نے کہا: " اے نیک سیرت نوجوان! میں نے ایسی کونسی حرکت کی جس نے تجھے خوفزدہ کردیا ہے؟" وہ نوجوان کہنے لگا:" تم کام (یعنی عبادت) کے دنوں میں بے کار پھر رہے ہو، او رآخرت کی تیاری کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے، اے ذوالنون مصری علیہ

رحمۃ اللہ القوی تم نے صرف اچھے گمان پر تکیہ کیا ہوا ہے۔"

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس نوجوان کی یہ باتیں سن کر بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا، میں کافی دیر بے ہوش رہا، پھر سورج کی تیز دھوپ کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ اب میرے سامنے نہ تو کوئی درخت ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی وہ نوجوان۔ یہ سب چیزیں نہ جانے کہاں غائب ہو گئیں، میں کافی دیر اسی طرح حیران و پریشان وہاں کھڑا رہا، اس نوجوان کی باتیں اب تک میرے دل و دماغ میں گھوم رہی ہیں، پھر میں اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔[1]

علامات محبت

حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ "میں نے ساحل پر ایک نوجوان کو دیکھا، اس کا رنگ اڑا ہوا تھا جبکہ چہرے پر مقبولیت کے انوار اور قرب و محبت کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے احسن انداز میں سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہ "محبت کی علامت کیا ہے۔" جواب دیا کہ "دربدر کی ٹھوکریں کھانا، لوگوں میں رسوا ہونا، نیند نہ کرنا اور بارگاہِ الٰہی عزوجل سے دُوری کا خوف رکھنا۔[2]

---

(1)... المرجع السابق، ص:178

(2)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:161

بہترین تحریر

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں ملک شام تشریف لے گیا اور میرا گزر ایک نہایت سرسبز و شاداب خوشنما سیبوں کے باغ پر ہوا۔ میں نے وہاں ایک نوجوان نماز میں مشغول دیکھا، تو مجھے اس نوجوان سے ہم کلامی کا اشتیاق ہوا۔ جب اس نے نماز کا سلام پھرا، تو میں نے اسے سلام کیا، مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ زمین پر یہ شعر لکھ دیئے:

زبان کلام سے روک دی گئی ہے۔ اس لیے کہ وہ قسم قسم کی بلاؤں کا غار ہے اور آفتیں لانے والی ہے۔

اس لیے جب بولو تو اللہ ہی کا ذکر کرو۔ اسے کسی وقت فراموش نہ کرو اور ہر حال میں اس کی حمد کرتے رہو۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری فرماتے ہیں:اس نوجوان کی اس تحریر کا میرے قلب پر بڑا گہرا اثر پڑا اور مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔ جب کچھ افاقہ ہوا، تو جواباً میں نے بھی انگلی سے یہ شعر لکھے:

ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں چلا جائے گا اور اس کی تحریر ہمیشہ باقی رہے گی۔

اس لیے لکھو تو اپنے ہاتھ سے ایسی بات لکھو، جسے دیکھ کر تمھیں قیامت میں خوشی میسر ہو۔

حضرت سیدنا ذوالنون مصری فرماتے ہیں: کہ میری اس تحریر کو اس عظیم نوجوان نے پڑھ کر ایک زور دار چیخ ماری اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ میں نے سوچا

کہ اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کروں، مگر ہاتف غیبی سے آواز آئی:

اے ذوالنون! اسے رہنے دو، رب کائنات نے اس سے عہد کیاہے کہ فرشتے اس کی تجہیز و تکفین کریں گے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: کہ یہ سن کر میں باغ کے ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہو گیا اور چند رکعتیں پڑھنے کے بعد وہاں نظر کی تو اس نوجوان کا نام ونشان بھی نہ تھا۔[1]

❁❁❁

راہ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام

حضرت سیدنا ابو الحسن فقیہہ صفار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں: ''ہم مشہور محدث حضرت سیدنا حسن بن سفیان النسوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں رہا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمیت کا ڈنکا ملک بھر میں بج رہا تھا، لوگ تحصیلِ علم کے لئے دور دراز سے سفر کرکے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث سن کر لکھ لیتے، الغرض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے مشہور ومعروف محدث اور فقیہہ تھے اور آپ کے کاشانہ اطہر پر طالب علموں کا ہجوم لگا رہتا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان علم دین کے متوالوں کو احادیث مبارکہ لکھواتے اور انہیں فقہ کے مسائل سے آگاہ کرتے۔

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:83

ایک مرتبہ جب ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلسِ علم میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث لکھوانے کی بجائے لوگوں سے فرمایا: "پہلے آج تم لوگ توجہ سے میری بات سنو اس کے بعد تمہیں حدیث لکھواؤں گا، تمام لوگ بڑی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سننے لگے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اے دین کا علم سیکھنے کے لئے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اور تکالیف جھیل کر آنے والو! بے شک میں جانتا ہوں کہ تم خوب ناز و نعم میں پلے ہو اور اہلِ فضیلت میں سے ہو، تم نے دین کی خاطر اپنے اہل وعیال اور وطنوں کو چھوڑا (یہ یقیناً تمہاری قربانی ہے) لیکن خبردار! تمہارے دل میں ہرگز یہ خیال نہ آئے کہ تم نے جو سفر کی مشقتیں اور تکالیف برداشت کی ہیں اور حصولِ علم دین کے لئے اپنے اہل وعیال سے دوری اختیار کی ہے اور بہت سی خواہشوں کو قربان کیا مگر ان تمام مشکلات پر صبر کر کے تم نے علم دین سیکھنے کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ تمہاری تکلیفیں دین کی راہ میں بہت کم ہیں۔ آؤ میں تمہیں اپنے زمانہ طالب علمی کی کچھ تکالیف سناتا ہوں تاکہ تمہیں بھی تکالیف پر صبر کرنے کی ہمت ورغبت ملے۔

سنو! جب مجھے علم دین سیکھنے کا شوق ہوا تو اس وقت میں عالمِ شباب میں تھا، میری شدید خواہش تھی کہ میں حدیث وفقہ کا علم حاصل کروں۔ چنانچہ ہم چند دوست حصولِ علم دین کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نے ایسے اساتذہ اور محدثین کی تلاش شروع کر دی جو اپنے دور کے سب سے زیادہ ماہر حدیث اور سب سے بڑے فقیہہ اور حافظ الحدیث ہوں، بڑی تلاش کے بعد ہم اس زمانے کے سب سے بڑے محدث کے پاس پہنچے وہ ہمیں روزانہ بہت کم تعداد میں احادیث اِملاء کرواتے (یعنی لکھواتے) وقت

گزرتا رہا یہاں تک کہ مدت طویل ہو گئی اور ہمارا ساتھ لایا ہوا نان ونفقہ بھی ختم ہونے لگا۔ جب سب کھانا وغیرہ ختم ہو گیا تو ہم نے اپنے زائد کپڑے اور چادریں وغیرہ فروخت کیں اور کچھ کھانا وغیرہ خریدا پھر جب وہ بھی ختم ہو گیا تو فاقوں کی نوبت آگئی۔

ہم سب دوست ایک مسجد میں رہا کرتے تھے، کوئی ہماری مشقتوں اور تکالیف سے واقف نہ تھا اور نہ ہی ہم نے کبھی اپنی تنگدستی اور غربت کی کسی سے شکایت کی، ہم صبر وشکر سے علمِ دین حاصل کرتے رہے، اب ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہا بالآخر ہم نے تین دن اور تین راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیں۔ ہماری کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ ہم حرکت بھی نہ کرسکتے تھے۔ چوتھے دن بھوک کی وجہ سے ہماری حالت بہت خراب تھی، ہم نے سوچا کہ اب ہم ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ہمیں سوال کرنا جائز ہے کیوں نہ ہم لوگوں سے اپنی حاجت بیان کریں تا کہ ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے لیکن ہماری خودداری اور عزت نفس نے ہمیں اس پر آمادہ نہ ہونے دیا کہ ہم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اپنی پریشانی ان پر ظاہر کریں۔

ہم میں سے ہر شخص اس بات سے انکار کرنے لگا کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے لیکن حالت ایسی تھی کہ ہم سب قریب المرگ تھے اور مجبور ہو گئے تھے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام آگیا وہی سب کے لئے لوگوں سے کھانا طلب کریگا تا کہ ہم اپنی بھوک ختم کرسکیں جب سب کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ میرے نام نکلا، چنانچہ میں بادلِ نخواستہ لوگوں سے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن میری غیرت اس بات کی اجازت نہ دے رہی تھی پس میں عزت نفس کی وجہ سے لوگوں کے پاس مانگنے کے لئے نہ جاسکا اور میں نے مسجد کے ایک

کونے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہت طویل دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ عزوجل سے اس کے پاکیزہ اور بابرکت ناموں کے وسیلے سے دعا کی کہ وہ ہم سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کر دے اور ہمیں اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔

ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ مسجد میں ایک حسین و جمیل نوجوان داخل ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ کپڑے پہنے تھے، اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس نوجوان نے مسجد میں داخل ہوتے ہی پوچھا: "تم میں سے حسن بن سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟ یہ سن کر میں نے سجدے سے سر اٹھایا اور کہا: "میرا نام حسن بن سفیان ہے، تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟" وہ نوجوان بولا: "ہمارے شہر کے حاکم "طولون" نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور وہ اس بات پر معذرت خواہ ہے کہ تم ایسی سخت تکلیف میں ہو اور اسے معلوم ہی نہیں کہ تمہاری حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے، ہمارا حاکم اپنی اس کوتاہی پر آپ لوگوں سے معافی کا طلبگار ہے، اس نے آپ کے لئے یہ کھانا بھجوایا ہے، کل وہ خود آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کریگا، برائے کرم! آپ یہ کھانا قبول فرمالیں، پھر اس نوجوان نے کھانا اور کچھ تھیلیاں ہمارے سامنے رکھیں جن میں ہم سب احباب کے لئے ایک ایک سو دینار تھے، ہم سب یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

میں نے اس نوجوان سے کہا: "یہ سب کیا قصہ ہے اور تمہارے حاکم کو ہمارے بارے میں کس نے خبر دی ہے؟" تو وہ نوجوان کہنے لگا: "میں اپنے حاکم کا خادم خاص ہوں۔ آج صبح جب میں اس کی محفل میں گیا تو اس کے پاس اور بھی بہت سے خدام اور درباری موجود تھے، کچھ دیر بعد ہمارے حاکم "طولون" نے کہا: " میں کچھ دیر خلوت

چاہتا ہوں لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم سب اسے تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے ، میں گھر پہنچا اور ابھی میں بیٹھا بھی نہ تھا کہ امیر طولون کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے آتے ہی کہا:" تمہیں امیر طولون بلا رہے ہیں، جتنا جلدی ہوسکے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔" میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو وہاں سے آیا ہوں پھر ایسی کیا بات ہو گئی کہ مجھے طلب کیا گیا ہے بہر حال میں جلدی سے حاضر دربار ہوا جب میں اس کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اکیلا ہی کمرے میں موجود ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا ہوا ہے اور شدید تکلیف کی حالت میں ہے۔ امیر طولون کے پہلو میں شدید درد ہو رہا تھا جیسے ہی میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے:" کیا تم حسن بن سفیان اور ان کے رفیق طلباء کو جانتے ہو ؟" میں نے عرض کی:" نہیں۔"

تو کہنے لگے:" فلاں محلہ کی فلاں مسجد میں جاؤ، یہ کھانا اور رقم بھی لے جاؤ اور بصد احترام ان لوگوں کی بارگاہ میں پیش کرنا، وہ دین کے طالب علم تین دن اور تین راتوں سے بھوکے ہیں، اور میری طرف سے ان سے معذرت کرنا کہ میں ان کی حالت سے ناواقف رہا حالانکہ وہ میرے شہر میں تھے میں اپنی اس حرکت پر بہت شرمندہ ہوں، کل میں خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگوں گا۔" اس نوجوان نے ہمیں بتایا کہ جب میں نے امیر طولون سے یہ باتیں سنیں تو میں نے عرض کی:" حضور! آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے اور آپ کو یہ کمر کی تکلیف یکدم کیسے ہو گئی حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے ؟

امیر طولون نے مجھے بتایا کہ "جب تم لوگ یہاں سے چلے گئے تو میں آرام کے

لئے اپنے بستر پر لیٹا، ابھی میری آنکھیں بند ہی ہوئی تھیں کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار کو دیکھا جو ہوا میں اس طرح اڑتا آرہا تھا جیسے کوئی شہسوار زمین پر چلتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ اڑتا ہوا میرے دروازے پر آیا پھر گھوڑے سے اترا اور نیزے کی نوک میرے پہلو میں رکھ دی اور کہنے لگا: "فوراً اُٹھو اور حسن بن سفیان اور ان کے رفقاء کو تلاش کرو، جلدی اُٹھو، جلدی کرو، وہ دین کے طلباء راہِ خدا عزوجل کے مسافر تین دن سے بھوکے ہیں اور فلاں مسجد میں قیام فرما ہیں۔"

میں نے اس پر اسرار شہسوار سے پوچھا: "آپ کون ہیں؟" اس نے کہا: "میں جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، اور تمہیں ان دین کے طلباء کی حالت سے خبر دار کرنے آیا ہوں، فوراً ان کی خدمت کا انتظام کرو۔" اتنا کہنے کے بعد وہ سوار میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور میری آنکھ کھل گئی بس اس وقت سے میرے پہلو میں شدید درد ہو رہا ہے۔ تم جلدی کرو اور یہ سارا مال اور کھانا وغیرہ لے کر ان دین کے طلباء کی خدمت میں پیش کر دو تاکہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔

حضرت سیدنا حسن بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "اس نوجوان سے یہ باتیں سن کر ہم سب بڑے حیران ہوئے اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس رحیم وکریم مالک کی عطا پر سر بسجود ہو گئے۔

پھر ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابھی رات ہی کو ہمیں اس جگہ سے کوچ کر جانا چاہیے ورنہ ہمارا واقعہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور حاکم شہر ہماری حالت سے واقف ہو کر ہمارا ادب واحترام کریگا، اس طرح لوگوں میں ہماری نیک نامی ہو جائے گی،

ہو سکتا ہے پھر ہم ریاکاری اور تکبر کی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ ہمیں لوگوں سے عزت افزائی نہیں چاہیے، ہمیں تو اپنے رب عزوجل کی خوشنودی چاہیے۔ ہم اپنا عمل صرف اپنے مالک حقیقی کے لئے ہی کرنا چاہتے ہیں، لوگوں کے لئے ہم عمل کرتے ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے اعمال سے لوگ واقف ہوں۔

چنانچہ ہم سب دوستوں نے راتوں رات وہاں سے سفر کیا، اس علاقے کو خیر باد کہا ،اور ہم مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ علمِ دین کی راہ میں ایسی مشقتوں اور تکالیف پر صبر و شکر کرنے کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے دور کا بہترین محدث اور ماہر فقیہہ بنا اور علم دین کی برکت سے ہمیں بارگاہ خداوندی عزوجل میں اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا۔

پھر جب صبح امیر طولون اس محلے میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں سے جا چکے ہیں تو اس نے اس تمام محلے کو خریدا اور وہاں ایک بہت بڑا جامعہ بنوا کر اسے ایسے طالب علموں کے لئے وقف کر دیا جو وہاں دین کا علم سیکھیں، پھر اس نے تمام طلباء کی خوراک اور دیگر ضروریات اپنے ذمہ لے لیں اور سب کی کفالت خود ہی کرنے لگا تاکہ آئندہ کسی طالب علم کو کبھی ایسی پریشانی نہ ہو جیسی ہمیں ہوئی تھی ، ہمیں جو سعادتیں ملیں وہ سب علم دین کی برکت اور ہمارے یقین کامل کا نتیجہ تھیں۔ ہمیں اپنے رب کریم پر مکمل بھروسہ ہے وہ اپنے بندوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، وہ ہم سب کا والی و مالک ہے۔[1]

۞۞۞

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:181

ویرانے میں ملاقات

حضرتِ سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں حجاز مقدس کے ارادے سے سفر پر نکلا تو میں نے کسی کو اپنا ہمسفر نہ بنایا۔ سفر کے دوران جب میں ایک بیابان میں پہنچا تو میرا زادِ راہ ختم ہو گیا۔ جب میں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تو اچانک مجھے صحراء میں ایک گھنا درخت نظر آیا جس کی شاخیں زمین پر لٹک رہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ مجھے اس درخت کے سائے میں بیٹھ جانا چاہیے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم پورا ہو جائے (یعنی مجھے موت آجائے)۔ جب میں اس درخت کے قریب پہنچا اور اس کے سائے میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی نے میرے چمڑے کا تھیلا پکڑ لیا جس کی وجہ سے اس میں بچا کھچا پانی بہہ گیا جس سے مجھے بچنے کی کچھ امید تھی۔ اب تو مجھے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، لہٰذا! میں اس درخت کے سائے میں گر کر ملک الموت علیہ السلام کا انتظار کرنے لگا تاکہ وہ آکر میری روح قبض فرمالیں۔

اچانک میں نے ایک غمگین آواز سنی جو کسی غمزدہ کے دل سے نکل رہی تھی وہ شخص کہہ رہا تھا کہ "اے میرے اللہ، اے میرے آقا و مولا عزوجل! اگر تیری رضا اسی میں ہے تو اس میں اضافہ فرما، تاکہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو جائے۔" یہ سن کر میں اٹھا اور اس آواز کی سمت چل دیا تو میں نے ایک حسین و جمیل شخص کو دیکھا جو ریت پر پڑا ہوا تھا اور بہت سے گدھ اسے گھیرے ہوئے تھے اور اس کا گوشت نوچنا چاہتے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب

دے کر کہا کہ "اے ذوالنون !جب زادِ راہ ختم ہو گیا اور پانی بہہ گیا تو تُو نے ہلاکت اور فنا کا یقین کر لیا۔"

میں اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس کی حالت دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا۔ اچانک کھانے کا ایک پیالہ میرے سامنے رکھ دیا گیا پھر اس شخص نے اپنی ایڑھی زمین پر رگڑی تو ایک چشمہ پھوٹ پڑا اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا:" اے ذوالنون! کھاپی لو کیونکہ تمہارا بیت الحرام پہنچنا نہایت ضروری ہے، مگر اے ذوالنون! میرا ایک کام ضرور کرنا اگر تم میرا کام کر دوگے تو تمہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔"میں نے پوچھا:"وہ کام کیا ہے؟" فرمایا:"جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے کر دفنا دینا اور ان وحشی پرندوں سے چھپا کر یہاں سے چلے جانا پھر جب تم حج ادا کر لو تو بغداد شہر چلے جانا، جب تم باب زعفران میں داخل ہوگے تو تمہیں وہاں کچھ بچے کھیلتے ہوئے نظر آئیں گے انہوں نے مختلف رنگوں کے لباس پہن رکھے ہوں گے تم وہاں ایک کمسن جوان کو پاؤ گے جسے اللہ عزوجل کے ذکر سے کوئی چیز غافل نہ کرتی ہو گی، اس نے کپڑا کمر پر باندھ رکھا ہو گا اور دوسرا کندھے پر رکھا ہو گا، اس کے چہرے پر آنسوؤں کی وجہ سے لکیریں پڑ گئی ہوں گی، تم اس سے ملنا وہ میرا بیٹا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے میرا سلام کہنا۔"

حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب وہ بات کر کے فارغ ہوئے تو میں نے انہیں یہ کلمہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ پڑھتے ہوئے سنا پھر انہوں نے ایک آہ بھری اور اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے۔" میں نے اِنَّا لِلہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ میرے سامان میں ایک قمیص تھی جسے میں نے

بہت سنبھال کر رکھا تھا۔ پھر میں نے انہیں اس پانی سے غسل دیا اور کفن پہنا کر ریت میں دفنا دیا اور بیت الحرام کی طرف چل دیا۔ مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔

زیارت سے فارغ ہونے کے بعد میں نے بغداد شہر کا رُخ کیا اور عید کے دن بغداد پہنچا۔ میں نے وہاں کچھ بچوں کو کھیلتے ہوئے پایا، انہوں نے مختلف رنگوں کے لباس پہن رکھے تھے۔ جب میں نے نظر دوڑائی تو اس نوجوان کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے پایا جسے کوئی قیمتی چیز بھی علاَّم الغیوب عزوجل کے ذکر سے غافل نہ کر سکتی تھی۔ اس کے چہرہ پر غم کے آثار واضح تھے اور اس کے رخساروں پر آنسوؤں کی وجہ سے دو لکیریں پڑ گئیں تھیں وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ لِلْعِیْدِ قَدْ فَرِحُوْا ۔۔۔ وَقَدْ فَرِحْتُ اَنَا بِالْوَاحِدِ الصَّمَدِ

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ لِلْعِیْدِ قَدْ صَبَغُوْا ۔۔۔ وَقَدْ صَبَغْتُ ثِیَابَ الذُّلِّ وَالْکَمَدِ

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ لِلْعِیْدِ قَدْ غَسَلُوْا ۔۔۔ وَقَدْ غَسَلْتُ اَنَا بِالدَّمْعِ لِلْکَبِدِ

ترجمہ: (۱) تمام لوگ عید کی خوشیوں میں مگن ہوگئے اور میں واحد و بے نیاز اللہ عزوجل سے خوش ہوں۔

(۲) سب لوگوں نے عید کے لئے کپڑے رنگے اور میں نے ذلت اور بدلی رنگت والے کپڑے رنگے ہیں۔

(۳) تمام لوگوں نے عید کے لئے غسل کیا ہے اور میں نے جگر کو آنسوؤں کے ساتھ غسل دیا ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسے سلام

کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا:"والد گرامی کے قاصد کو خوش آمدید۔"میں نے پوچھا:"تمہیں کس نے بتایا کہ میں تمہارے والد صاحب کا قاصد ہو ں؟"اس نے جواب دیا:"اسی نے جس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ نے انہیں صحراء میں دفن کیا تھا۔"پھر وہ کہنے لگا:"اے ذوالنون! کیا آپ یہ گمان کر رہے ہیں کہ آپ نے انہیں صحراء میں دفن کر دیا تھا، خدا عزوجل کی قسم! میرے والد صاحب کو سدرۃ المنتہٰی پر اٹھالیا گیا ہے، اب آپ میرے ساتھ میری دادی کے پاس چلئے۔"

پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے گھر لے گیا جب وہ مکان کے دروازے پر پہنچا تو آہستہ سے دستک دی۔ ایک بوڑھی عورت باہر نکلی، جب اس نے مجھے دیکھا تو بولی:"میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی زیارت سے مشرف ہونے والے کو خوش آمدید۔" میں نے پوچھا:"آپ کو کس نے بتایا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے؟" وہ کہنے لگی:"اسی نے جس نے یہ بتایا ہے کہ تم نے اسے دفن کیا ہے اور تمہارا کفن تمہیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔ اے ذوالنون! مجھے اپنے رب عزوجل کی عزت وجلال کی قسم! اللہ عزوجل میرے بیٹے کے بوسیدہ لباس پر فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔" پھر اس نے پوچھا:"اے ذوالنون! یہ تو بتاؤ کہ تم نے میرے بیٹے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ٹکڑے کو کیسے رخصت کیا تھا؟" میں نے کہا کہ "میں نے اسے بے آب و گیاہ جنگل میں ریت اور پتھروں کے درمیان تنہا چھوڑ دیا تھا، اس نے اپنے پروردگار، ربِّ غفار عزوجل سے جو امید باندھ رکھی تھی وہ پوری ہوگئی۔"

جب اس بڑھیا نے یہ بات سنی تو اس نوجوان کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ میں نہیں جانتا کہ انہیں آسمان نے اٹھالیا، یا زمین شق

ہوئی اور دونوں اس میں سما گئے۔ میں انہیں گھر کے مختلف گوشوں میں تلاش کرتا رہا مگر وہ نہ ملے۔ پھر میں نے ہاتف غیب سے آواز سنی، ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: "اے ذوالنون! خود کو مت تھکاؤ۔" میں نے پوچھا: "وہ کہاں چلے گئے؟" جواب ملا: "شہداء مشرکین کی تلواروں سے مرتے ہیں جب کہ یہ محبین ربُّ العالمین عزوجل کے شوق میں مرتے ہیں تو انہیں نور کی سواریوں پر بٹھا کر عزت والے بادشاہ کی بارگاہ میں لے جایا جاتا ہے۔" حضرتِ سیِّدُنا ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "پھر مجھے میرا چمڑے کا گمشدہ تھیلا بھی مل گیا اور جس طرح کا کفن میں نے اس بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنایا تھا وہ بھی اسی طرح لپٹا ہوا مل گیا جیسے پہلے تھا۔[1]

مسجد میں غیبت کرنے والوں کی توبہ

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسجد میں چند نوجوانوں کو دیکھا جو غیبت اور گمراہی کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ تو میں نے ان سے کہا: "کیا تم میں سے کوئی اپنے دوست کی مخالفت کرنا پسند کریگا کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا دوست بنالے۔" نوجوان کہنے لگے: "نہیں۔" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "(پھر بھی) تم اللہ عزوجل کے گھر میں بیٹھ کر اس کے حکم کی مخالفت کر رہے ہو اور لوگوں کی غیبت کر رہے ہو۔" نوجوانوں نے کہا: "ہم توبہ کرتے ہیں

(1)...ابن جوزی، بحرالدموع، ص:49

۔"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"میرے بھائیو! وہ تمہارا رب عزوجل ہے اور تمہارا دوست ہے جب تم اس کی نافرمانی کروگے اور دوسرے لوگ اس کی فرمانبرداری کریں گے تو تمہیں نقصان ہو گا اور دوسرے لوگ فائدہ اٹھالیں گے تو کیا یہ تمہیں گراں نہ گزرے گا؟"نوجوانوں نے عرض کیا:"جی ہاں گراں گزرے گا۔"تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اور جو اس کے حکم کی نافرمانی کریگا تو اللہ عزوجل اگر چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا فرمائے گا تو کیا تم اپنی جوانی پر غیرت نہ کھاؤ گے کہ تم کس طرح جہنم میں جل رہے ہو اور عذاب میں مبتلا ہو اور دوسرے لوگ جنت اور ثواب کا مزہ لوٹیں۔"نوجوانوں نے عرض کیا:"جی ہاں۔" اور پھر ان لوگوں نے توبہ کر کے اللہ عزوجل سے لو لگالی۔[1]

❖❖❖

نورانی راتیں

شیخ ابو بکر ضریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میرے ہمسائے میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان رہتا تھا۔ پرہیزگار اور عبادت گزار اتنا کہ ہر دن روزہ رکھتا اور شب بھر مشغول عبادت رہتا۔ ایک روز اس نے بیان کیا کہ آج کی شب میں غفلت میں سو گیا۔ خواب کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے محراب کی دیوار شق ہوئی اور وہاں سے چند حسین و جمیل لڑکیاں نمودار ہوئیں۔ انہیں کے ساتھ ایک نہایت کریہہ المنظر لڑکی بھی

---

(1)...المرجع السابق، ص:194

ہے۔ میں نے ان لڑکیوں سے پوچھا تم لوگ کون ہو اور کس کے لیے پیدا کی گئی ہو اور یہ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم تمہاری روشن و منور عبادت کی راتیں ہیں اور یہ بد شکل تمہاری آج کی رات ہے۔ اگر تم آج کی رات مر جاؤ، یہ تمہارے حصے میں آئے گی۔ یہ خواب بیان کرنے کے بعد اُس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور انتقال کر گیا۔[1]

❁❁❁

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

حضرت سیدنا شفیق بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حج کے ارادے سے سفر پر روانہ ہوا۔ مقام قادسیہ میں ہمارا قافلہ ٹھہرا وہاں اور بھی بہت سے عازمینِ حرمینِ شریفین موجود تھے، بہت سہانا منظر تھا، بہت سے حجاج کرام وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یہ خوش قسمت لوگ سفر و ہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے رب عزوجل کی رضا کی خاطر حج کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: "اے میرے پروردگار عزوجل! یہ تیرے بندوں کا لشکر ہے، انہیں ناکام نہ لوٹا بلکہ حج قبول فرماتے ہوئے کامیابی کی دولت سے ہمکنار فرما۔"

دعا کے بعد میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے گندمی رنگ میں ایسی نورانیت تھی کہ نظریں اس کے چہرے سے ہٹتی ہی نہ تھیں۔ اس نے اُون کا لباس

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:87

زیبِ تن کیا ہوا تھا اور سر پر عمامہ سجایا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیطانی وسوسہ آیا کہ یہ اپنے آپ کو صوفی ظاہر کرنا چاہتا ہے تا کہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور اسے اپنے قافلے کے ساتھ حج کے لئے لے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے دل میں کہا: "اللہ عزوجل کی قسم! میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا اور اسے ملامت کروں گا کہ اس طرح کا بناوٹی انداز درست نہیں۔" چنانچہ میں اس نوجوان کے قریب گیا جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا، اس نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لے کر کہا: "اے شفیق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرنے لگا:

﴿اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾

ترجمہ کنز الایمان: بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔[1]

اتنا کہنے کے بعد وہ پُر اسرار نوجوان مجھے وہیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: "یہ تو بہت حیران کن بات ہے کہ اس نوجوان نے میرے دل کی بات جان لی اور مجھے میرا نام لے کر پکارا حالانکہ میری کبھی بھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ ضرور اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے میں نے خواہ مخواہ اس کے بارے میں بدگمانی کی ، میں ضرور اس نوجوان سے ملاقات کروں گا اور معذرت کروں گا۔" چنانچہ میں اس نوجوان کے پیچھے ہو لیا لیکن کافی تگ و دو کے بعد بھی میں اسے نہ ڈھونڈ سکا۔

پھر ہمارے قافلے نے مقام "واقصہ" میں قیام کیا وہاں میں نے اس نوجوان

---

(1)... الحجرات: 12

کو حالتِ نماز میں پایا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا اور اس کے قریب گیا تاکہ اس سے معذرت کروں، وہ نوجوان نماز میں مشغول تھا۔ میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا نماز سے فراغت کے بعد وہ میری جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اے شفیق! یہ آیت پڑھو:

﴿وَ اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔[1]

اِتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ میں نے کہا: "یہ نوجوان ضرور اَبدالوں میں سے ہے۔" دو مرتبہ اس نے میرے دل کی باتوں کو جان لیا اور مجھے میرے نام کے ساتھ مخاطب کیا۔ میں اس نوجوان سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔

پھر جب ہمارے قافلے نے مقام "ربال" میں پڑاؤ کیا تو وہی نوجوان مجھے ایک کنوئیں کے پاس نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک تھیلا تھا اور وہ کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ سے وہ تھیلا چھوٹ کر کنوئیں میں گر گیا، اس نوجوان نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور عرض کی: "اے میرے پروردگار عزوجل! "جب مجھے پیاس ستاتی ہے تو تُو ہی میری پیاس بجھاتا ہے، جب مجھے بھوک لگتی ہے تو تُو ہی مجھے کھانا عطا فرماتا ہے، میری اُمید گاہ بس تُو ہی تُو ہے، اے میرے پروردگار عزوجل! میرے پاس اس تھیلے کے سوا اور کوئی شے نہیں، مجھے میرا تھیلا واپس لوٹا دے۔"

---

(1)... طٰہٰ: 82

حضرت سیدنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل کی قسم! ابھی اس نوجوان کے یہ کلمات ختم ہی ہوئے تھے کہ کنوئیں کا پانی اُوپر آنا شروع ہوگیا۔ اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھایا، آسانی سے تھیلا نکالا اور اسے پانی سے بھرلیا کنوئیں کا پانی واپس نیچے چلا گیا۔ نوجوان نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گیا۔ میں بھی چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا۔ وہاں جاکر اس نے ریت اٹھائی اور اس تھیلے میں ڈالنے لگا پھر تھیلے کو ہلایا اور اس میں موجود ریت ملے ہوئے پانی کو پینے لگا۔ میں اس کے قریب گیا اور سلام عرض کیا۔ اس نے جواب دیا۔

پھر میں نے کہا: "اے نیک سیرت نوجوان! جو رزق اللہ عزوجل نے تجھے عطا کیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کر۔" یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: "اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ہر وقت فضل و کرم فرماتا رہتا ہے، کوئی آن ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ پاک پروردگار عزوجل اپنے بندوں پر نعمتیں نازل نہ فرماتا ہو، اے شفیق! اپنے رب عزوجل سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہے۔" اِتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے وہ چمڑے کا تھیلا میری طرف بڑھایا جیسے ہی میں نے اس میں سے پیا تو وہ شکر اور خالص ستو ملا ہوا بہترین پانی تھا۔ ایسا خوش ذائقہ پانی میں نے آج تک نہ پیا تھا، میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

میں حیران تھا کہ ابھی میرے سامنے اس تھیلے میں ریت ڈالی گئی ہے لیکن اس نوجوان کی برکت سے وہ ریت ستو اور شکر میں بدل گئی ہے، وہ پانی پینے کے بعد کئی دن تک مجھے پانی اور کھانے کی طلب نہ ہوئی۔

پھر ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا وہاں میں نے اسی نوجوان کو ایک کونے میں آدھی رات کو نماز کی حالت میں دیکھا۔ وہ بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا تھا، آنکھوں

سے سیلِ اَشک رواں تھا۔ اس نے اسی طرح نماز کی حالت میں ساری رات گزار دی پھر جب فجر کا وقت ہوا تو وہ اپنے مصلّے پر ہی بیٹھ گیا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرنے لگا، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے طواف کیا اور ایک جانب چل دیا میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ اس مرتبہ میری نظروں کے سامنے ایک حیران کُن منظر تھا، اس نوجوان کے اِرد گرد کئی خُدام ہاتھ باندھے کھڑے تھے اور لوگ جوق در جوق اس کی دست بوسی اور سلام کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ میں یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان کھڑا تھا۔

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا: "یہ عظیم نوجوان کون ہے؟" اس نے جواب دیا: "یہ حضرت سیدنا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔" میں نے کہا: "اتنی کرامات کا ظاہر ہونا اس سید زادے کی شان کے لائق ہے، یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اتنی کرامات سے نوازتا ہے۔[1]

❖❖❖

کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر

حضرت سیدنا حامد اسود علیہ رحمۃ اللہ الصمد، حضرت سیدنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو کسی کو بھی اطلاع نہ دیتے اور نہ ہی کسی کو اپنے ساتھ سفر پر چلنے کے لئے کہتے۔ جب کبھی سفر

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:238

کا اِرادہ ہوتا تو ایک برتن اپنے ساتھ لے جاتے جو وضو اور پانی پینے کے لئے استعمال فرماتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا برتن اٹھایا اور ایک سمت چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ہولیا۔ ہمارا سفر جاری رہا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دورانِ سفر مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "قادسیہ" کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہوکر پوچھنے لگے: "اے حامد! تم یہاں کیسے آئے؟" میں نے عرض کی: "حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ ساتھ ہی سفر کرتا آرہا ہوں۔ میں سارے سفر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہا ہوں۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میرا اِرادہ توجہ کرنے کا ہے، اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو اب میں مکہ مکرمہ کی طرف جاؤں گا۔" تو میں نے عرض کی: "حضور! ان شاء اللہ عزوجل میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مکہ شریف چلوں گا۔" چنانچہ ہم سوئے حرم روانہ ہوئے اور مسلسل دن رات سفر کیا۔

ہمارا سفر اسی طرح جاری وساری تھا۔ مکہ مکرمہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا تھا۔ اچانک ہمیں راستے میں ایک نوجوان ملا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ ہمارے ساتھ ایک دن اور ایک رات سفر کرتا رہا لیکن راستے میں اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: "اے نوجوان! تُو کل سے ہمارے ساتھ ہے لیکن تُو نے ایک بھی نماز نہ پڑھی

حالانکہ نماز حج سے بھی زیادہ اَہمیت کی حامل ہے۔"اس نوجوان نے جواب دیا:"اے شیخ! مجھ پر نماز فرض نہیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:"کیاتُو مسلمان نہیں؟" اس نے جواب دیا:"نہیں، بلکہ میں نصرانی ہوں اور میں اس جنگل بیابان میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ مَیں توکُّل میں کتنا کامل ہوں اور مجھے میرے پروردگار عزوجل پر کتنا بھروسا ہے کیونکہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تو توکُّل میں بہت کامل ہے لیکن میں نے نفس کی بات پر یقین نہ کیا اور یہ تہیہ کرلیا کہ اپنے آپ کو آزماؤں گا اور کسی ایسی جگہ جاؤں گا جہاں میرے اور میرے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ ہو پھر وہاں دیکھوں گا کہ میرے اندر کتنا توکُّل ہے۔ چنانچہ میں اس جنگل بیابان میں آگیا ہوں اوراپنے آپ کو آزمارہاہوں۔

اس نوجوان کی یہ بات سن کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے اٹھے اور چلتے ہوئے مجھ سے فرمایا:"اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔"نوجوان بھی ہمارے ساتھ ہی چلنے لگا۔ حرم شریف سے قریب "وادی مُرّ"میں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پرانے کپڑے اُتار کر دھوئے پھر وضو کرنے کے بعد اس نوجوان سے پوچھا:"تمہارانام کیاہے؟"اس نے جواب دیا:"عبدالمسیح" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اے عبدالمسیح! اب حرم شریف کی حد شروع ہونے والی ہے اور کفار کا داخلہ

حرم شریف میں حرام ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾

ترجمہ کنزالایمان: مشرک نرے ناپاک ہیں تواس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔[1]

لہٰذا تم اب یہیں رکو اور ہر گز ہر گز حرم شریف میں داخل نہ ہونا اگر تم داخل ہوئے تو ہم حُکّام سے تمہاری شکایت کر دیں گے۔"

اِتنا کہنے کے بعد ہم نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑا اور ہم مکہ مکرمہ کی نور بار مشکبار فضاؤں میں داخل ہو گئے۔ پھر ہم میدانِ عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں حاجیوں کا ہجوم تھا اچانک ہم نے اسی نوجوان کو میدانِ عرفات میں دیکھا اس نے حاجیوں کی طرح اِحرام باندھا ہوا تھا اور بے تابانہ نظروں سے کسی کو تلاش کر رہا تھا جونہی اس نے ہمیں دیکھا فوراً ہمارے پاس چلا آیا اور حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دینے لگا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:" اے عبد المسیح! تم یہاں کیسے آگئے ؟" اس نوجوان نے عرض کی:" حضور! اب میرا نام عبد المسیح نہیں بلکہ عبد اللہ ہے (یعنی اب وہ عیسائی مسلمان ہو چکا تھا)۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:" اپنا پورا واقعہ بیان کرو کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے، تمہاری زندگی میں یہ انقلاب کیسے آیا؟" اس نوجوان نے عرض کی:" حضور! جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے چھوڑ کر آگئے تھے تو میں وہیں موجود رہا اور میرے دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کہ آخر مَیں بھی تو دیکھوں کہ وہ مکہ مکرمہ کیسی جگہ

---

(1)... توبہ :28

ہے جس کی طرف مسلمان سفر و ہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہر سال حج کے لئے آتے ہیں۔ آخر اس میں ایسی کیا عجیب بات ہے۔" اسی خواہش کی بناء پر میں نے بھیس بدلا اور مسلمانوں جیسی حالت بنالی۔ میری خوش قسمتی کہ وہاں ایک قافلہ پہنچا جو "حرمین شریفین" آرہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس قافلے میں شامل ہو گیا۔

جوں جوں ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ سے قریب ہوتا جارہا تھا میرے دل کی دنیا بدلتی جارہی تھی۔ عجیب و غریب کیفیت کا عالم تھا پھر جونہی میری نظر "خانہ کعبہ" پر پڑی تو میرے دل سے تمام اَدیانِ باطلہ کی محبت نکل گئی اور "دینِ اسلام" کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ مَیں نے فوراً "عیسائیت" سے توبہ کر کے محمد رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی غلامی اِختیار کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ اس وقت میرا دل بہت خوشی محسوس کر رہا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد میں نے غسل کیا احرام باندھا اور دعا کی:" اے اللہ عزوجل! آج میری ملاقات حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہو جائے۔" بارگاہِ خداوندی عزوجل میں میری دعا قبول ہوئی اور میں اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اسے خوب شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:" اے حامد! دیکھ لو سچائی میں کتنی برکت ہے۔ اس نوجوان کو حق کی تلاش تھی اور یہ اپنی طلب میں سچا تھا لہٰذا اسے حق مل گیا یعنی یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔" پھر وہ نوجوان ہمارے ساتھ ہی رہنے لگا اور بہت بلند مرتبہ حاصل کیا۔ بالآخر وہ دارِ فنا سے دارِ بقاء کی

طرف روانہ ہو گیا۔[1]

۞۞۞

وہ جنہیں دامن محبوب چھپا لیتا ہے

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں بیت المقدس کی قریبی پہاڑیوں سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی یوں عرض کر رہا تھا:

بندوں کے اجسام سے مصائب کی کلفتیں دھل گئیں۔ وہ طاعت خداوندی میں کھو کر خورد و نوش سے بے نیاز ہو گئے اور اُن کے پیکر جسمانی مالک حقیقی کے حضور قیام کی عادت سے آشنا ہو چکے۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں اس سمت چل دیا جس سمت سے آواز آرہی تھی، تو میں نے وہاں ایک نوجوان کو پایا۔ جس کے رخسار پر ابھی مکمل نوجوانی کا غازہ بھی نمودار نہیں ہوا تھا۔ اس نوجوان کا کمزور بدن، رنگ گندمی مائل، نازک شاخ کی طرح لچکتا قد تھا اور جسم پر چادروں کا لباس تھا۔

میرے قدموں کی آہٹ سن کر چھپنے لگا۔ میں نے اسے آواز دی: کہ اے نوجوان! مجھ سے ہم کلام ہو کر مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔

یہ سن کر وہ نوجوان سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرنے لگا۔

اے اللہ! یہ مقام اس شخص کا جس نے تیرے ساتھ قرار پکڑا، تیری پناہِ معرفت

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:322

میں آیا، تیری محبت کا شیدا ہوا، تو اے مالک! جو مجھے تجھ سے الگ کرنے والے ہیں مجھے ان سے پوشیدہ رکھ۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد وہ میری نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔[1]

❖❖❖

احساس بندگی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دامن کوہ میں مجھے ایک نوجوان نظر آیا، حیرانی و پریشانی کے آثار اس پر واضح تھے اور آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نوجوان نے جواب دیا: میں اپنے مولیٰ کا بھاگا ہوا غلام ہوں۔ تو میں نے کہا: واپس لوٹ جا اور معافی مانگ لے۔ تو اس نوجوان نے کہا: معافی مانگنے کے لیے بھی حجت درکار ہے اور جو قصوروار ہو وہ کیا عذر پیش کر سکتا ہے؟

میں نے کہا: تو کسی سے سفارش کروالے۔ تو نوجوان نے جواب دیا: کہ سفارش کرنے والے بھی اس سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔ تو میں نے کہا: بھلا ایسا تیرا مالک کون ہے؟ نوجوان نے کہا: وہ ہے جس نے مجھے بچپن میں پالا اور بڑے ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی۔ میں بے حد شرمندہ ہوں کہ اس نے میرے ساتھ کیسا حسن سلوک کیا اور میں نے اس کے ساتھ کتنا خراب برتاؤ کیا۔

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص: 370

نوجوان یہ کہتے کہتے گرا اور انتقال کر گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک ضعیفہ آئی اور پوچھنے لگی: اس غم زدہ کے انتقال میں کس نے اس کی مدد کی؟ وہ بزرگ فرماتے ہیں: میں نے اس بوڑھی عورت سے کہا: کہ اس کے کفن و دفن میں میں تیرا ساتھ دوں گا۔ تو ضعیفہ نے کہا: نہیں اسے اپنے مولا کے سامنے ذلیل و خوار پڑا رہنے دو۔ ممکن ہے کہ بے یار و مددگار دیکھ کر ترس کھائے اور اسے قبول کر کے اپنے انعام و اکرام سے نواز دے۔[1]

۞۞۞

نفس کی قربانی دینے والا نوجوان

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ایک نوجوان کو (مقام حج) منیٰ میں دیکھا۔ سب لوگ تو اپنی اپنی قربانیوں میں مشغول تھے۔ مگر وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ یہ کون ہے اور کیا کرتا ہے؟ اچانک اس نے کہا: اے خدا تمام لوگ تو جانوروں کی قربانی دے رہے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کی قربانی تیرے حضور پیش کروں، تو اسے قبول فرمالے۔ اتنا کہنے کے بعد ان نوجوان نے اپنی انگشت شہادت سے اپنے حلق پر اشارہ کیا اور گر پڑا۔ جب میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔[2]

۞۞۞

---

(1)... المرجع السابق، ص:

(2)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:153

رزق کی برکت سے محروم کون...؟

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم فرماتے ہیں،ایک مرتبہ میں اسکندریہ کے ایک شخص سے ملا، جسے اسلم بن زید اَلجُھنی کہا جاتا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا:"اے نوجوان! تم کون ہو؟"میں نے کہا:"میں خراسان کا رہنے والا ہوں۔"اس نے پوچھا:"تجھے دنیا سے بے رغبتی پر کس چیز نے ابھارا؟"میں نے جواب دیا:"دنیوی خواہشات کو ترک کرنے اور ان کے ترک پر اللہ عزوجل کی طرف سے ملنے والے ثواب کی امید نے۔"وہ کہنے لگا:"بندے کی اللہ عزوجل سے اجروثواب کی امید اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنے نفس کو صبر کرنے کا عادی نہ بنالے۔ یہ سن کر اُس کے پاس کھڑے ایک شخص نے پوچھا:"صبر کیا ہے؟"اس نے جواب دیا:"صبر کی سب سے پہلی منزل یہ ہے کہ انسان ان باتوں کو بھی (خوشی سے) برداشت کرلے جو اس کے دل کو اچھی نہ لگیں۔"میں نے کہا:"اگر وہ ایسا کرلے تو پھر کیا ہوگا؟"

اس نے کہا:"جب وہ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرلے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو نور سے بھر دے گا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا:"نور کیا ہے؟"اس نے مجھے بتایا:"یہ اس شخص کے دل میں موجود ایسا چراغ ہوتا ہے جو حق وباطل اور متشابہ میں فرق کرتا ہے۔ اے نوجوان! جب تو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرے یا صالحین سے گفتگو کرے تو ان کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ ان کی ناراضگی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی اور ان کی خوشی میں اللہ عزوجل کی خوشی پوشیدہ ہے۔ اے نوجوان! میری یہ باتیں یاد کرلے، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کر اور سمجھدار ہوجا۔"

یہ نصیحت آموز باتیں سن کر میری آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔ میں نے کہا: "اللہ عزوجل کی قسم! میں نے اللہ عزوجل کی محبت، اس کی رضا کے حصول اور دنیوی خواہشات کو ترک کرنے کی خاطر اپنے والدین اور مال و دولت کو چھوڑا ہے۔" اس نے کہا: "بُخل سے کوسوں دور بھاگنا۔ میں نے پوچھا: "بُخل کیا ہے؟" اس نے کہا: " دنیا والوں کے نزدیک تو بخل یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں کنجوسی کرے جبکہ آخرت کے طلبگاروں کے نزدیک بخل یہ ہے کہ کوئی اپنے نفس کے ساتھ اللہ عزوجل سے کنجوسی کرے۔ یاد رکھ! جب انسان اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنے دل سے سخاوت کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے دل کو ہدایت اور تقوی سے بھر دیتا ہے اور اسے سکون، وقار، اچھا عمل اور عقل سلیم جیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ مسرور و شاداں ان دروازوں کے کھلنے کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔"

یہ سن کر اس کے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: "حضور! اس کی آتشِ عشق کو مزید بھڑکائیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نوجوان کو اللہ عزوجل کی طرف سے ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔

وہ شخص اپنے رفیق کی اس بات سے بہت متعجب ہوا کہ "اسے اللہ عزوجل کی ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔" پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اے عزیز! عنقریب تو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کریگا۔ جب تجھے یہ سعادت نصیب ہو تو ان کے لئے ایسی زمین کی مانند ہو جا کہ اگر وہ چاہیں تو تجھے پاؤں کے نیچے روند ڈالیں۔ اور اگر وہ تجھے ماریں، جھڑکیں یا دھتکار دیں تو تُو اپنے دل میں سوچنا کہ تو آیا کہاں سے ہے؟ اگر تو

غور و فکر کریگا تو اللہ عزوجل کی نصرت تیری مؤید ہو گی اور اللہ عزوجل تجھے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے گا، پھر لوگ دل وجان سے تجھے مان لیں گے۔

اے نوجوان! یاد رکھ، جب کسی انسان کو اچھے لوگ چھوڑ دیں، پرہیز گار اس کی صحبت سے بچنے لگیں اور نیک لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو یہ اس کے لئے نقصان دہ بات ہے۔ اب اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل کو گمراہی اور تاریکی سے بھر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رزق (کی برکت) سے محروم ہو جائے گا اور خاندان والوں کی جفا اور صاحبِ اقتدار لوگوں کا بغض اس کا مقدّر بن جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل جہاں چاہے اسے ہلاک کر دے۔"

میں نے کہا: "ایک مرتبہ میں نے ایک نیک شخص کی ہمراہی میں کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا۔ جب شام ہوتی تو وہ دو رکعت نماز ادا کرتا۔ پھر آہستہ آہستہ کلام کرتا۔ میں دیکھتا کہ ثرید سے بھرا ہوا پیالہ اور پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ اس کے دائیں جانب رکھا ہوتا۔ وہ اس کھانے میں سے خود بھی کھاتا اور مجھے بھی کھلاتا۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص اور اس کے رفقاء رونے لگے۔"

پھر اس نے مجھے بتایا: "اے میرے بیٹے! وہ میرے بھائی داؤد تھے اور ان کی رہائش بلخ سے پیچھے ایک گاؤں میں تھی۔ داؤد کے وہاں سکونت اختیار فرمانے کی وجہ سے وہ گاؤں دوسری جگہوں پر فخر کرتا ہے۔ اے عزیز! انہوں نے تجھے کیا کہا تھا، اور کیا سکھایا تھا؟" میں نے کہا: "انہوں نے مجھے اسمِ اعظم سکھایا۔" اس شخص نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟" میں نے کہا: "اس کا بولنا میرے لئے بہت بڑا معاملہ ہے۔ ایک بار میں

نے اسم اعظم پڑھا تو فوراً ایک آدمی ظاہر ہوا اور میرا دامن پکڑ کر کہنے لگا:"سوال کر، عطا کیا جائے گا۔ "مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ بولا:" گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میں خضر ہوں اور میرے بھائی داؤد نے تمہیں اللہ عزوجل کا اسمِ اعظم سکھایا ہے۔ اس اسم اعظم کے ذریعے کسی ایسے شخص کے لئے کبھی بھی بد دعا نہ کرنا جس سے تمہارا ذاتی جھگڑا اور اختلاف ہو، اگر ایسا کرو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے دنیا و آخرت کی ہلاکت میں مبتلا کر دو اور پھر تم بھی نقصان اُٹھاؤ۔ بلکہ اس اسمِ اعظم کے ذریعے اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دل کو دینِ اسلام پر ثابت رکھے۔ تمہارے پہلو کو شجاعت و بہادری عطا فرمائے، تمہاری کمزوری کو قوت سے بدل دے۔ تمہاری وحشت کو اُنسیَّت سے اور تمہارے خوف کو امن سے بدل دے۔"

پھر مجھ سے کہا:"اے نوجوان! نفس کی خواہشات کو ترک کرنے کی غرض سے دنیا کو چھوڑنے والوں نے اللہ عزوجل کی رضا کو (اپنا) لباس، اس کی محبت کو اپنی چادر اور اس کی عظمت و بزرگی کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے ان پر ایسا فضل وانعام فرمایا کہ ایسا کسی پر نہ فرمایا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ چلا گیا۔ وہ شخص میری اس بات سے بہت متعجب ہوا۔ پھر کہنے لگا:" یقیناً اللہ عزوجل ایسے ہدایت یافتہ لوگوں سے (دین اسلام کی) تبلیغ کا کام لیتا ہے۔ اے عزیز! ہم نے تجھے (ان باتوں سے) نفع پہنچایا اور جو ہم نے سیکھا تھا وہ تجھے سکھا دیا۔ پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا:"خوب سیر ہو کر کھانے کے بعد رات جاگ کر گزارنے کی طمع نہیں کی جاسکتی۔ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہیں کی جاسکتی، تقوی اور پرہیز گاری کو ترک کرنے کے باوجود حکمت کا الہام ہونا محض خام خیالی ہے۔

ظلمت و تاریکی کی راہوں میں گم ہونے کے باوجود تیرے سب کام صحیح ہو جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اور جب تجھے مال سے محبت ہو تو پھر تو اللہ عزوجل سے محبت کی طمع نہ کر۔ لوگوں پر ظلم وجفا کرنے کے باجود تمہارے دل کے نرم ہونے کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔ فضول کلام کرنے کے باوجود رقت قلبی، مخلوق پر رحم نہ کرنے کے باوجود اللہ عزوجل کی رحمت اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مجالس میں نہ بیٹھنے کے باوجود رشد وہدایت کی طمع محض خام خیالی ہی ہے۔[1]

❖❖❖

شرابی نوجوان کی توبہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں ایک شرابی نوجوان رہتا تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات میں کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے شب بیداری فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوراس شرابی کے درمیان ایک دیوار حائل تھی وہ نوجوان شراب پیتا اور یہ شعر پڑھا کرتا:

سَأُنْشِدُهُمْ اِذَا مَاهُمْ جَفَوْنِیْ   اَضَاعُوْنِیْ وَاَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا

ترجمہ: وہ جب بھی مجھ پر ظلم کرتے ہیں میں ان سے یہی کہتا ہوں: "تم نے مجھے ضائع کر دیا اورافسوس! کیسے کڑیل جوان کو ضائع کر دیا۔

وہ اس شعر کو دہراتا رہتا، رفتہ رفتہ امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اس کے اس

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:328

کلام سے مانوس ہو گئے۔ ایک دن امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے اس کی آواز نہ سنی تو فجر کے لئے جاتے وقت اس کے بارے میں معلوم کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا گیا کہ "کوتوال نے اسے نشہ کی حالت میں پایا تو جیل میں ڈال دیا۔" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فجر ادا کرنے کے بعد کوتوال کے گھر تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے آنے کی اطلاع کی تو کوتوال فوراً ننگے سر، برہنہ پا باہر نکلا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ چوم کر عرض کرنے لگا:

"یاسیدی! میں کب سے اتنا معزز ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خود چل کر میرے پاس آنا پڑا؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میرے ایک پڑوسی کو گذشتہ رات قید کر لیا گیا ہے میں اس کے لئے آیا ہوں۔" کوتوال بولا: "یاسیدی! میں اپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے آزاد کر دیا اور گزشتہ رات جتنے لوگوں کو بھی قید کیا گیا میں سب کو آزاد کر دیتا ہوں۔

پھر جب امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم واپس لوٹے تو وہ شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اے میرے بھائی! کیا ہم نے تمہیں ضائع کیا؟" اور کیا ہم نے تمہارے اس قول کہ "انہوں نے مجھے ضائع کر دیا۔" اور "افسوس کیسے کڑیل جوان کو ضائع کر دیا۔" کی رعایت کرتے ہوئے ہم نے تمہارے حق کی پاسداری نہ کی؟" وہ کہنے لگا: "خدا کی قسم! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ضائع نہیں کیا بلکہ میری رعایت کی، اللہ عزوجل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پڑوسیوں کی جانب سے اچھی جزاء دے اور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گواہ بنا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔" پھر وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع

کرنے لگا اور مرتے دم تک اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہا۔[1]

۞۞۞

عرفانی بیان

حضرت ابو الجوال مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں ایک صالح شخص کے ساتھ بیت المقدس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں قریب سے ایک نوجوان آنکلا۔ اس کے پیچھے شریر بچوں کی ٹولیاں تھیں، جو اسے کنکریاں اور ڈھیلے مار رہے تھے اور شور مچا رہے تھے کہ یہ پاگل ہے۔ نوجوان مسجد میں چلا آیا اور پکارا یا اللہ! مجھے اس دار فانی سے راحت دے۔ ابو الجوال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ بات سن کر میں اس نوجوان کے قریب گیا اور اسے کہا: اے نوجوان! یہ بات تو تونے دانشمندی کی کہی۔ یہ کہاں سے سیکھی ہے؟

نوجوان نے کہا: جو انسان خالص اللہ تعالیٰ کے لیے خدمت وعبادت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے حکمت کی نایاب باتیں سیکھا دیتا ہے اور اسباب عصمت سے اس کی حمایت فرماتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ مجھے جنوں ہے۔ بلکہ مجھے تو اضطراب و خوف لاحق ہے۔ اس کے بعد اس نے درد و شوق میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھے۔

حضرت سیدنا ابولجوال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اس نوجوان سے کہا: تم نے تو نہایت عمدہ اشعار پڑھے۔ وہ لوگ تو غلطی پر ہیں جو تمھیں پاگل کہتے ہیں۔ میری یہ

---

(1)... ابن جوزی، بحرالدموع، ص:243

بات سن کر وہ نوجوان آبدیدہ ہو گیا اور بولا آپ جانتے ہیں اہلِ طریقت مرتبہ وصل کو کس طرح پہنچے؟ میں نے کہا: نہیں۔

تو اس نوجوان نے کہا: اِن حضرات نے اپنے اخلاق کو ساری نجاستوں سے پاک کر کے مختصر روزی پر قناعت کی اور اس عالم فانی کو عالم باقی کے بدلے فروخت کر دیا اور ہمت و عزم کو مضبوط پکڑا اور پھر ان کی یہ کیفیت ہوئی کہ انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں اور بیابانوں میں عمر بسر کی۔ مخلوق خدا سے چھپ گئے۔ اِن کی یہ شان ہے کہ اگر وہ موجود ہوں تو کوئی انہیں پہچان نہ سکے۔ غائب ہوں تو کوئی انہیں تلاش نہ کرے۔ مر جائیں تو کوئی جنازے پر نہ آئے۔

حضرت سیدنا ابو الجوال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان چلا گیا اور میری یہ حالت ہو گئی کہ دنیا میری نظروں میں حقیر ہو گئی اور میں نے اس دنیا کو فراموش کر دیا۔ اس نوجوان کی اس عرفانی تقریر کا مجھ پر کافی گہرا اثر پڑا۔[1]

❖❖❖

لاش غائب ہو گئی

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:" میں ایک متقی و پرہیز گار شخص کے جنازہ میں شریک ہوا۔ اسے بصرہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تدفین کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور میں قریبی جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہاں اللہ عزوجل کی قدرت میں غور و فکر کرتا رہا۔ ایک جگہ بہت گھنے

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:109

درخت تھے۔ میں نے جب بغور دیکھا تو ان درختوں کے پیچھے ایک غار نظر آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا:"شاید! یہ غار ڈاکوؤں اور لٹیروں کی آماجگاہ ہے۔ جب میں اس غار کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہاں نورانی چہرے والا ایک حسین و جمیل نوجوان اُون کا جبّہ پہنے بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نوجوان نے رکوع و سجود کے بعد سلام پھیرا اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا:"اے میرے بھائی! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟"اس نے کہا:"میں ملکِ "شام"کا رہائشی ہوں۔"میں نے پوچھا:" آپ شام سے بصرہ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟"اس نے جواب دیا:"میں نے سنا تھا کہ بصرہ اور اس کے قریبی علاقوں میں عابدین وزاہدین اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ میں شام سے بصرہ چلا آیا تاکہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اکتسابِ فیض کر سکوں اور ان سے علم و عمل سیکھوں۔"

میں نے اس سے پوچھا:"اے بندۂ خدا عزوجل! تمہارے کھانے پینے کا اِنتظام کس طرح ہوتا ہے؟ یہاں جنگل میں تمہیں کھانا کیسے میسر آتا ہوگا؟"اس نے جواب دیا:"جب بھوک لگتی ہے تو درختوں کے پتے کھالیتا ہوں اور جب پیاس محسوس ہوتی ہے تو جنگل میں موجود تالابوں سے پانی پی لیتا ہوں۔"میں نے کہا:" اے نوجوان! میری خواہش ہے کہ میں تمہیں عمدہ آٹے کی دو روٹیاں پیش کر دیا کروں تاکہ تم انہیں کھا کر عبادت پر قوت حاصل کر سکو۔"تو وہ نوجوان کہنے لگا:"ایسی باتیں چھوڑو، میں نے کئی سالوں سے کھانا نہیں کھایا، پتے کھا کر ہی گزارہ کر رہا ہوں۔" میں نے کہا:"اے میرے بھائی!"اگر تم ہمارے کھانے کو قبول کر لو گے تو ہماری خوش قسمتی

ہو گی۔ تم ہماری طرف سے کچھ نہ کچھ قبول کرلو تاکہ ہمیں برکتیں حاصل ہوں۔" وہ نوجوان بولا: "اچھا اگر تم بضد ہو تو جَو کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں لے آؤ اور سالن کی جگہ نمک لانا۔"

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: پھر میں اس نوجوان کے پاس سے چلا آیا اور "جَو" کے بغیر چھنے آٹے کی دو روٹیاں پکوائیں، ان پر نمک رکھا اور واپس اسی جنگل کی طرف چل دیا۔ جب میں غار کے قریب پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک خونخوار شیر غار کے دہانے پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے دل میں کہا:- "ایسا نہ ہو کہ اس خوانخوار درندے نے اس نوجوان کو مارڈالا ہو۔" میں بہت پریشان ہو گیا تھا۔ پھر میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا جہاں سے غار کا اندرونی حصہ نظر آرہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! وہ نوجوان صحیح وسالم ہے اور اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سربسجود ہے۔ میں نے بلند آواز سے اسے پکارا: "اے میرے بھائی! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تُو اپنے آس پاس کے حالات سے بے خبر ہے؟ شاید عبادتِ الٰہی عزوجل میں مشغولیت کی وجہ سے تجھے باہر کے حالات کی خبر نہیں۔" میری یہ آواز سن کر اس نوجوان نے نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگا: "اے اللہ عزوجل کے بندے! تم نے ایسی کیا چیز دیکھ لی ہے جس کی وجہ سے تم اتنے پریشان ہو رہے ہو؟" تو میں نے کہا: "وہ دیکھو غار کے دہانے پر ایک خونخوار شیر گھات لگائے بیٹھا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ وہ ابھی حملہ کر دے گا۔

اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے خدا عزوجل کے بندے! اگر تُو اس ذات سے ڈرتا جس نے اس شیر کو پیدا کیا ہے تو یہ تیرے لئے بہت بہتر تھا۔" پھر اس

نوجوان نے شیر کی طرف توجہ کی اور کہا:"اے درندے! بے شک تُو اللہ عزوجل کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اگر تجھے بارگاہِ خداوندی عزوجل سے حکم ملا ہے کہ تُو مجھے کوئی نقصان پہنچائے تو پھر میں تجھے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اگر تجھے اللہ ربُّ العزّت کی طرف سے حکم نہیں ملا تو پھر مجھے تیرا کوئی خوف نہیں۔ پھر تیری بہتری اسی میں ہے کہ تُو یہاں سے چلا جا، تُو خواہ مخواہ میری اور میرے بھائی کی ملاقات میں حائل ہو رہا ہے۔

ابھی اس نیک خصلت نوجوان نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ وہ شیر دہاڑنے لگا اور دم ہلاتا ہوا وہاں سے اس طرح بھاگا جیسے اسے اپنا کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔ جب شیر وہاں سے چلا گیا تو میں اس نوجوان کے پاس آیا اور یہ کہتے ہوئے دونوں روٹیاں اس کے سامنے رکھ دیں کہ "اے میرے دوست! جو چیز تُو نے طلب کی تھی وہ حاضر ہے۔" اس نے روٹیاں لیں اور انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر وہ رونے لگا، روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر اس نے روٹیاں نیچے رکھ دیں اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا:"اے میرے پاک پروردگار عزوجل! میں تجھے تیرے عرشِ عظیم کا واسطہ دے کر التجاء کرتا ہوں کہ اگر تیری بارگاہ میں میرا کچھ مرتبہ ومقام ہے اور میں تیری بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مقبول ہوں تو اے میرے اللہ عزوجل! مجھے اپنے قُربِ خاص میں بُلالے اور میری روح قبض فرمالے۔"

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:" ابھی اس نوجوان نے یہ دعا مکمل ہی کی تھی کہ فوراً اس کی بے قرار روح اس دُنیوی زندگی کی قید سے آزاد ہو کر عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔" میں واپس اپنے علاقے میں آیا اور چند متقی

وپرہیزگار لوگوں کو جمع کیا تاکہ ہم اس نوجوان کی تجہیز و تکفین کرسکیں۔ میں اپنے ان ساتھیوں کو لے کر غار کی طرف چل دیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ غار میں تو کوئی بھی موجود نہیں جس خوش نصیب نوجوان کی لاش کو میں ابھی ابھی یہاں چھوڑ کر گیا تھا اب وہاں اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ میں بہت حیران وپریشان تھا کہ آخر اس کی لاش کہاں غائب ہوگئی۔ اچانک مجھے ایک غیبی آواز سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:"اے ابو سعید (یہ حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کنیت تھی)! اپنے رفقاء سے کہو کہ وہ واپس چلے جائیں اب اس نوجوان کی لاش کبھی نہیں ملے گی کیونکہ اس کی لاش کو یہاں سے اٹھالیا گیا ہے۔[1]

❖❖❖

ایک متحیر نوجوان

حضرت سیدنا القصاب صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ پاگل خانہ کی سیر کے لیے گیا۔ تو ہم لوگوں نے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا، جو عالم تحیر میں گم تھا۔ ہم تمام لوگ اس کے احوال کی جستجو میں مگن ہوگئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ اس نوجوان نے جب ہم لوگوں کو دیکھا، تو کہنے لگا: اے لوگو! ان لوگوں کو دیکھو کہ یہ کیسے جبہ و دستار سے مزین انواع و اقسام کے قیمتی کپڑوں سے آراستہ جسم کو عطر سے بسائے ہوئے ہیں۔ اور یہ لوگ دین و دنیا کا سارا کام چھوڑ کر ایک

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:358

معمولی شئے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور علم سے بالکل دور ہیں۔ ہم لوگوں نے اس کی یہ باتیں سنیں، تو اس نوجوان سے کہا: تم تو صاحب علم ہو اگر ہم کچھ پوچھیں تو اچھے انداز سے جواب دو گے؟

نوجوان نے کہا: واللہ میں بہت اچھا جواب دوں گا، پوچھو تو سہی۔ ہم نے اس سے پوچھا: حقیقی سخی کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا: وہ جس نے تم جیسے لوگوں کو بھی روزی دی، حالانکہ تمہاری حیثیت ایک دن کی خوراک کے برابر بھی نہیں۔ پھر ہم نے اس سے پوچھا: سب سے بڑا ناشکرا کون ہے؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا: سب سے بڑا ناشکرا وہ ہے جو کسی مصیبت سے چھٹکارا پا جائے۔ پھر اسی بلا میں کسی اور کو دیکھ کر نہ عبرت حاصل کرے اور نہ شکر ادا کرے۔ پھر ہم نے اس نوجوان سے کہا: کچھ خصال محمودہ سے ہمیں روشناس کیجئے۔

نوجوان نے جواب دیا: یہ وہی ہیں جن کے خلاف تم جادہ پیما ہو۔

یہ کہہ کر نوجوان رو پڑا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! اگر تو نے مجھے عقل نہیں عطا کرنی، تو مجھے ہاتھ ہی دے دے تاکہ میں اُن لوگوں کو ایک ایک تھپڑ رسید کر سکوں۔

حضرت قصاب صوفی فرماتے ہیں: اُس نوجوان کی یہ گفتگو سن کر ہم واپس لوٹ آئے۔[1]

❁❁❁

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:109

اولیا کا اجتماع

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے مرشد (حضرت ابو الفضل محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ ایک سال جنگل میں اولیاء اللہ کا اجتماع ہوا۔ میرے مرشد حضرت حصری رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ہمراہ وہاں لے گئے۔ میں نے وہاں ایک جماعت دیکھی، جو تخت کے نیچے تھی اور ایک جماعت دیکھی جو تخت پر بیٹھی تھی۔ کوئی اللہ کا ولی اڑتا آرہا تھا اور کوئی کسی طریقے سے۔ میرے مرشد نے کسی کی طرف توجہ نہ کی۔

یہاں تک کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا۔ جس کی جوتیاں پھٹی ہوئی تھیں اور عصا ٹوٹا ہوا تھا۔ پاؤں نکمّے، بدن جھلسا ہوا، جسم کمزور و لاغر۔ جب وہ نمودار ہوا تو حضرت حصری رحمۃ اللہ علیہ دوڑ کر اس کے پاس پہنچے اور اسے بلند جگہ پر بٹھایا۔ فرماتے ہیں: کہ میں یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ اس کے بعد میں نے شیخ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ یہ بندہ ایسا صاحب ولی ہے کہ یہ ولایت کا تابع نہیں۔ بلکہ ولایت اس کے تابع ہے اور یہ کرامتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔[1]

۞۞۞

تین بہادر بھائی

حضرت سیدنا علی بن یزیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے والدِ گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ

---

(1)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:606

علیہ فرماتے ہیں: "ملکِ شام سے مجاہدینِ اسلام کا لشکر دینِ حق کی سربلندی کے مقدس جذبہ سے سرشار دلوں میں شہادت کا شوق لئے روم کے عیسائیوں سے جہاد کرنے روانہ ہوا۔

اس عظیم لشکر میں تین سگے بھائی بھی شامل تھے۔تینوں شجاعت و بہادری، جنگی مہارت ، حسن وجمال اور زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ تھے۔وہ جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ لشکرِ اسلام کفار کی سرکوبی کے لئے منزلوں پر منزلیں طے کرتا روم کی سرحد کی جانب بڑھتا چلا جارہا تھا۔ان تینوں بھائیوں کا انداز ہی نرالا تھا وہ لشکر سے علیٰحدہ ہو کر چلتے، جب لشکرِ اسلام کسی جگہ قیام کرتا تو وہ لشکر سے کچھ دور قیام کرتے۔ اگر کہیں ان کے ہم پلّہ یا ان سے زیادہ طاقتور دشمن نظر آجاتے تو یہ تین افراد پر مشتمل مختصر سا قافلہ آن کی آن میں انہیں ختم کر دیتا۔

جب مجاہدین کا لشکر رومی سرحد کے قریب پہنچ گیا تو اچانک مسلمانوں کے ایک دستے پر رومی سپاہیوں کے ایک دستے نے حملہ کر دیا۔رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ اسلام کے جیالے اپنی جانوں سے بے فکر مجاہدانہ وار روم کی عیسائی فوج سے برسرِپیکار تھے۔ مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اچانک رومیوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا اور بہت سے مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔جب ان تین بھائیوں کو یہ خبر ملی تو وہ تڑپ اُٹھے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: "اب ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں اور راہِ خدا عزوجل میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں۔

چنانچہ اسلام کے یہ تینوں شیر غیظ وغضب کی حالت میں میدانِ جنگ کی طرف

روانہ ہوئے۔ وہاں مسلمان بہت سختی کی حالت میں تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا: "اے ہمارے مسلمان بھائیو! اب تم نہ گھبراؤ، ہم تمہاری مدد کو پہنچ چکے ہیں۔ سب کے سب جمع ہو جاؤ اور ہمارے پیچھے پیچھے رہو۔ ان شاء اللہ عزوجل ان رومی کُتّوں کو ہم تینوں شیر ہی کافی ہیں۔

یہ سن کر مسلمانوں کا جذبہ بڑھا اور وہ ایک جگہ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ان تینوں بھائیوں نے آندھی وطوفان کی طرح رومیوں کی فوج پر حملہ کیا جس طرف جاتے لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے، ان کی تلواروں اور نیزوں نے ایسے جنگی جوہر دکھائے کہ رومیوں کو اس معرکہ میں منہ کی کھانی پڑی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اپنے لشکر سے جا ملے۔

وہ رومی جو اس بات پر خوش ہو رہے تھے کہ آج ہم مسلمانوں پر غالب آجائیں گے جب ان پر اسلام کے بپھرے ہوئے ان تین شیروں نے حملہ کیا تو رومی، لومڑی کی طرح میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ جب روم کے عیسائی بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ اسلام کے تین شیروں نے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ دیا تو بادشاہ کو ان کی بہادری پر بڑا تعجب ہوا اور اس نے اعلان کیا: "جو کوئی ان تینوں میں سے کسی کو گرفتار کر کے لائے گا میں اسے اپنے خاص عہدے داروں میں شامل کرلوں گا اور اسے گورنر بناؤں گا۔" جب رومیوں نے یہ اعلان سنا تو روم کے بڑے بڑے بہادروں نے ان تین نوجوانوں کو قید کرنے کا ارادہ کیا اور بہت سے لوگ ان جاں نثاروں کو قید کرنے کے لئے میدانِ کارزار کی طرف گئے۔

دوسرے دن دونوں فوجوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ یہ تینوں بھائی سب

میں نمایاں تھے جس طرف رخ کرتے رومیوں کی شامت آجاتی۔ ان کی گردنیں تن سے جدا ہو کر گر پڑتیں۔ جب لالچی رومیوں نے دیکھا کہ یہ تینوں نوجوان اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر مصروفِ جنگ ہیں تو بہت سے رومیوں نے مل کر پیچھے سے ان تینوں بھائیوں کو گھیرے میں لے لیا اور پھندا ڈال کر ان شیروں کو قید کر کے بادشاہِ روم کے دربار میں لے گئے۔ جب بادشاہ نے ان تینوں مجاہدوں کو دیکھا تو کہنے لگا: "ان سے بڑھ کر نہ تو ہمارے لئے کوئی مالِ غنیمت ہے اور نہ ہی ان کی گرفتاری سے بڑھ کر کوئی فتح۔"

پھر ان تینوں مجاہدین کو "قسطنطنیہ" لے جایا گیا اور بادشاہ نے ان کو اپنے دربار میں بلا کر کہا: "تمہاری بہادری قابلِ تعریف ہے لیکن تم نے ہمارے خلاف جنگ کی جرأت کی لہٰذا تمہاری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں! اگر تم اپنے دینِ اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیں گے۔ تمہیں شاہی دربار میں اعلیٰ مقام دیا جائے گا اور میں اپنی شہزادیوں کی تم سے شادی کر دوں گا۔ بس تم دین اسلام کو چھوڑ کر ہمارا دینِ (عیسوی) قبول کر لو۔" بادشاہ کی یہ بات سن کر اسلام کے ان عظیم مجاہدوں نے بہت جرأت مندی کا مظاہرہ کیا اور بڑی بے خوفی اور بہادری سے جواب دیا: "ہم اپنے دین کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے اس دین کی خاطر سر کٹانا ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ تم ہمارے ساتھ جو چاہے کر و ان شاء اللہ عزوجل ہمارے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔" یہ کہہ کر تینوں بھائی بیک وقت شاہِ روم کے دربار میں کھڑے ہو کر اپنے پیارے نبی، دو عالَم کے والی، سلطان دوجہاں، رحمت عالمیاں، نبی آخرالزماں، محمد مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے "یا محمداہ! یا محمداہ! یا محمداہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!" کی

صدائیں بلند کرنے لگے۔

جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو پوچھا: "یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" لوگوں نے بتایا: "یہ اپنے نبی، محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی بارگاہ میں استغاثہ کررہے ہیں۔

اس بدبخت بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ انہیں اپنے نبی سے اتنی محبت ہے کہ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں بلکہ ایسی حالت میں بھی ان کی توجہ اپنے نبی کی طرف ہے پھر اس بدبخت بادشاہ نے ان مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "کان کھول کر سن لو! اگر تم نے میری بات نہ مانی اور دین عیسوی قبول نہ کیا تو میں تمہیں ایسی دردناک سزادوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ابھی موقع ہے کہ تم میری پیشکش قبول کرلو اور خوب عیش وعشرت کی زندگی گزارو۔" ان عاشقانِ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑی بہادری سے جواب دیا: "ہم ایسی عیش وعشرت بھری زندگی پر لعنت بھیجتے ہیں جو ہمیں اسلام کی عظیم دولت سے محروم کردے۔ تم لاکھ کوشش کرلو لیکن ہمارے دلوں میں اسلام کی جو شمع روشن ہے تم اسے کبھی بھی نہیں بجھاسکتے، ہمارے دلوں میں ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی جو محبت ہے تم اسے ہمارے دلوں سے کبھی بھی نہیں نکال سکتے۔ ہم اللہ عزوجل کی وحدانیت کے کبھی بھی منکر نہ ہوں گے۔ ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں، تمہیں جو کرنا ہے کرلو۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے جلاّدوں کو حکم دیا کہ تین بڑی بڑی دیگوں

میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ جلا دو۔ جب تیل خوب گرم ہو جائے اور کھولنے لگے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ جلاد حکم پاتے ہی دوڑے اور تین دیگوں میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ لگادی۔ مسلسل تین دن تک وہ دیگیں آگ پر رکھی رہیں۔ ان مجاہدین کو روزانہ نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور لالچ دیا جاتا کہ تمہیں شاہی عہدہ بھی دیا جائے گا اور شاہی خاندان میں تمہاری شادی بھی کرادی جائے گی لیکن ان کے قدم بالکل نہ ڈگمگائے۔ چوتھے دن بادشاہ نے پھر انہیں لالچ اور دھمکی دی لیکن وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اس نے سب سے بڑے بھائی کو مخاطب کر کے کہا: "اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تجھے اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دوں گا۔" مگر اس عاشقِ رسول، جرأت مند مجاہد پر بادشاہ کی دھمکی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ اسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے اور انہوں نے اس مردِ حق کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا۔ آن کی آن میں اس راہِ خدا عزوجل کے عظیم مجاہد کا سارا گوشت جل گیا اور تیل میں اس کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔ بظاہر تو یہ نظر آرہا تھا کہ اس کا گوشت جل گیا لیکن در حقیقت اس مجاہد نے اس گرم تیل میں غوطہ لگایا اور جنت کی نہروں میں پہنچ گیا اور اسے دائمی حیات کی دولت نصیب ہو گئی اور اس کی جامِ شہادت نوش کرنے کی خواہش پوری ہو گئی۔

پھر بادشاہ نے اس سے چھوٹے بھائی کو بلایا اور اسے بھی لالچ اور دھمکیاں دیں اور کہا: "اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تمہارا حشر بھی تمہارے بھائی جیسا ہی ہو گا۔" اس مردِ مجاہد نے جواب دیا: "ہم تو کب سے جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے بے تاب

ہیں۔ ہمیں نہ تو دولت و شہرت چاہے اور نہ ہی ملک و حکومت بلکہ ہمارا مطلوب تو راہ خدا عزوجل میں جان دے دینا ہے۔ ہمیں موت تو بخوشی قبول ہے لیکن دین اسلام سے انحراف ناممکن۔

بالآخر اس مجاہد کی دلیرانہ گفتگو سن کر بادشاہ نے حکم دیا: "اسے بھی اس کے بھائی کے پاس پہنچا دو۔ حکم پاتے ہی ظالم جلّاد آگے بڑھے اور اس عظیم مجاہد کو بھی اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا اور اس کی روح بھی عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی، اس کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہو گیا کیونکہ اس کی جان رائیگاں نہ گئی بلکہ دین اسلام کی سربلندی اور اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بہر حال جب بادشاہ نے ان مجاہدین کا صبر و استقلال ،بے خوفی و جرأت مندی اور دین اسلام پر استقامت دیکھی تو اسے اپنے اس فعل پر بڑی ندامت ہوئی اور کہنے لگا: "مسلمانوں سے زیادہ بہادر اور عظیم قوم میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ پھر بادشاہ سب سے چھوٹے مجاہد کی طرف متوجہ ہوا جس کا چہرہ عبادت وریاضت کے نور سے چمک رہا تھا اور وہ بالکل وقار واطمینان سے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا، اسے خوب لالچ دیا اور ہر طرح کے حیلے استعمال کر لئے کہ کسی طرح یہ اپنے دین سے منحرف ہو جائے لیکن بادشاہ کی کوئی تدبیر بھی اس نوجوان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکی۔ بادشاہ کو پھر غصہ آنے لگا وہ اس مجاہد کے خلاف بھی کچھ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ ایک گورنر اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا: "بادشاہ سلامت !اگر میں اس نوجوان کو دین اسلام سے منحرف کر دوں تو مجھے کیا انعام ملے گا؟ بادشاہ نے کہا: "میں تجھے مزید ترقی دے دوں گا اور تجھے خوب انعام واکرام سے نوازا جائے گا مگر یہ تو بتاؤ کہ تم اس نوجوان کو کس طرح بہکاؤ گے۔ جب یہ

موت سے بھی نہیں ڈرتا تو پھر ایسی کون سی چیز ہے جو اس مجاہد کو اس کے دین سے پھسلا دے گی؟" وہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے قریب گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا: "بادشاہ سلامت! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ عرب لوگ حسین عورتوں کے بہت شیدائی ہوتے ہیں اوران کی طرف بہت جلد مائل ہوجاتے ہیں۔ بادشاہ سلامت! پورے روم میں کوئی لڑکی میری بیٹی سے زیادہ حسین نہیں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میری بیٹی کے حسن وجمال کے چرچے پورے روم میں ہورہے ہیں۔ آپ اس نوجوان کو میرے حوالے کردیں میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری بیٹی اسے ضرور اپنے حسن وجمال کے ذریعے گھائل کردے گی اور یہ اپنے دین سے ضرور منحرف ہو جائے گا۔"

بادشاہ نے کہا: "ٹھیک ہے، میں تمہیں چالیس دن کی مدت دیتا ہوں اگر تم اسے عیسائی بنانے میں کامیاب ہوگئے تو تمہیں اتنا بڑا انعام دیا جائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ "

چنانچہ وہ بے غیرت گورنر جو ملک ودولت کے لالچ میں اپنی بیٹی کی عزت کا سودا کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا، اس عظیم نوجوان کو لے کر اپنے گھر کی جانب چل دیا۔ گھر جاکر گورنر نے اس نوجوان کو اپنے گھر کے سب سے اچھے کمرے میں رہائش دی اور اپنی بیٹی کو سارا واقعہ بتایا۔ اس کی بیٹی نے کہا: "ابا جان! آپ بے فکر ہو جائیں، میں اس نوجوان کے لئے کافی ہوں، میں چند ہی دنوں میں اسے اپنے دامِ محبت میں پھنسا لوں گی۔" چنانچہ گورنر نے اپنی بیٹی کو اس نوجوان کے پاس بھیج دیا۔ وہ حسین دوشیزہ روزانہ اپنے حسن وجمال کا جال ڈال کر اس شرم وحیا کے پیکر عظیم مجاہد نوجوان کو پھنسانا

چاہتی لیکن صد ہزار آفرین اس نوجوان کی پاکدامنی اور شرم وحیاء پر! اس نے کبھی بھی نظر اٹھا کر اس فتنے باز حسینہ کو نہ دیکھا جس کی ایک جھلک دیکھنے کو روم کے ہزاروں رومیوں کی نگاہیں ترستی تھیں۔ بس یہ سب دینِ اسلام کا فیضان تھا اور اس نوجوان پر نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نظر کرم تھی کہ جن کی نگاہیں ہر وقت حیا سے جھکی رہتی تھیں۔

نیچی نظروں کی شرم وحیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

الغرض! اس لڑکی نے اسلام کے اس مجاہد کو بہکانے کی خوب کوشش کی لیکن وہ سارا دن نماز پڑھتا رہتا۔ اسی طرح پوری رات تلاوت کرتے کرتے اور قیام وسجود میں گزر جاتی ۔ اس نوجوان نے کبھی بھی لڑکی کی طرف نہ دیکھا، بس ہر وقت یادِ الٰہی عزوجل میں مگن رہتا۔ اسی طرح کافی دن گزر گئے۔ مقررہ مدت ختم ہونے والی تھی۔ بادشاہ نے اس گورنر کو بلوایا اور پوچھا: "اس نوجوان کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے دین اسلام چھوڑ دیا ہے؟" گورنر نے کہا: "میں نے اپنی بیٹی کو اسی کام پر لگایا ہوا ہے، میں اس سے معلوم کرلیتا ہوں کہ اسے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟"

گورنر اپنی بیٹی کے پاس آیا اور پوچھا: "بیٹی! اس نوجوان کا کیا حال ہے؟" لڑکی نے جواب دیا: "ابّا جان! یہ تو ہر وقت گُم سُم رہتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر میں اس کے دو بھائیوں کو مار دیا گیا ہے، یہ ان کی یاد میں غمگین رہتا ہے اور میری طرف بالکل متوجّہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو جائے کہ ہمیں اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں منتقل کر دیا جائے اور بادشاہ سے مزید کچھ دنوں کی مہلت لے لی جائے، نئے شہر میں

جانے سے اس نوجوان کا غم کم ہو جائے گا۔، پھر میں اسے ضرور اپنی طرف مائل کرلوں گی۔

اپنی بیٹی کی یہ بات سن کر وہ بے غیرت گورنر بادشاہ کے پاس گیا اور اسے ساری صورت حال بتا کر مدت میں طوالت اوران دونوں کے لئے کسی دوسرے شہر میں رہائش کے انتظام کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے دونوں باتیں منظور کرلیں۔ ان دونوں کو ایک دوسرے شہر میں بھیج دیااور کچھ دنوں کی مزید مہلت دے دی۔ اب ایک ہی کمرے میں ایک حسین وجمیل دوشیزہ اور یہ متقی وپرہیز گار نوجوان ایک ساتھ رہنے لگے۔ وہ لڑکی روزانہ نئے نئے انداز سے بناؤ سنگھار کر کے نوجوان کو مائل کرنے کی کوشش کرتی لیکن اللہ عزوجل کا وہ نیک بندہ نماز و تلاوت میں مشغول رہتا، اس کی راتیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آہ وزاری اور نیاز مندی میں گزر جاتیں۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا مقررہ مدت ختم ہونے میں صرف تین دن باقی تھے۔ اس لڑکی نے جب دیکھا کہ گناہ کے تمام تر مواقع میسر ہونے کے باوجود یہ عظیم نوجوان اپنے رب عزوجل کے خوف سے اوراپنے دین اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لئے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اوراپنے پروردگار عزوجل کی محبت میں مگن رہتا ہے تو وہ لڑکی اس عظیم مجاہد سے بہت متاثر ہوئی اور دینِ اسلام کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

چنانچہ ایک رات وہ اس نوجوان کے پاس آئی اور کہنے لگی: "اے شرم وحیا کے پیکر عظیم و پاک دامن نوجوان! میں تمہاری عبادت وریاضت اور پاکدامنی سے بہت متاثر ہوئی ہوں اوراب میں تمہارے دین سے محبت کرنے لگی ہوں کہ جس کی تعلیمات ہی ایسی ہیں کہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھا جائے تو جس دین میں ایسے اچھے اچھے احکامات

ہوں یقیناوہی دین حق ہے۔ میں آج اور ابھی عیسائیت سے توبہ کرتی ہوں اور تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ مجھے کلمہ پڑھاکر اپنے دین میں داخل کر لیجئے۔ پھر اس لڑکی نے سچے دل سے عیسائیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

اب نوجوان نے اس لڑکی سے کہا: "ہمیں اس ملک سے نکل جانا چاہے ورنہ جیسے ہی تمہارے اسلام کی خبر بادشاہ کو پہنچے گی وہ تمہاری جان کا دشمن ہو جائے گا۔ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم اس ملک سے دور چلے جائیں ؟" اس لڑکی نے کہا: "آپ بے فکر رہیں، میں آج رات ہی سارا انتظام کر لوں گی۔ آپ تیار رہنا ہم آج رات ہی یہاں سے اسلامی ملک کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔" جب رات نے اپنے پر پھیلائے تو نوجوان بالکل تیار تھا کیونکہ آج رات اسے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکی آئی اور کہنے لگی: "جلدی چلئے! باہر ہمارے لئے دو گھوڑے تیار ہیں، ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔" نوجوان کے ترغیب دلانے پر گورنر کی اس لڑکی نے جو مسلمان ہو چکی تھی، اپنے آپ کو سر سے لے کر پاؤں تک چادر میں چھپایا اور نوجوان کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلامی سرحد کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ مجاہد آگے آگے یاد الٰہی عزوجل میں مصروف، بڑی تیز رفتاری سے جانب منزل بڑھتا جارہا تھا۔ پیچھے یہ نو مسلم لڑکی تھی۔ چلتے چلتے جب کافی رات بِیت گئی تو ایک مقام پر انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ آواز سن کر وہ نو مسلم لڑکی گھبرا گئی۔ اس نے سمجھا شاید دشمن ہمارے تعاقب میں آرہے ہیں، وہ کہنے لگی: "اے نیک سیرت نوجوان! اس پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو جس پر ہم ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے چھٹکارا عطا فرمادے۔

ابھی لڑکی یہ بات کہہ ہی رہی تھی کہ چند شہسوار ان کے قریب آ گئے۔ انہیں دیکھ کر یہ دونوں بہت حیران ہوئے کیونکہ آنے والے شہسوار اس نوجوان کے بھائی تھے اوران کے ساتھ چند اور نورانی چہروں والے شہسوار بھی تھے۔ جب نوجوان نے اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فرطِ محبت سے ان کی طرف لپکا، انہیں سلام کیا اور پوچھا: "اے میرے بھائیو! تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟" انہوں نے جواب دیا: "جب ہمیں اُبلتے ہوئے تیل میں غوطہ دیا گیا تو ہم سیدھے جنت الفردوس میں جا کر نکلے اور اللہ عزوجل نے ہمیں اپنا قربِ خاص عطا فرمایا۔ اب اللہ عزوجل نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہمارے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی آئی ہے۔ ہمیں حکم ہوا ہے کہ تیری شادی اس نو مسلم خوش قسمت لڑکی سے کروادیں۔ ہم تمہاری شادی کرانے آئے ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کی نورانی بارات کی موجودگی میں اس عظیم نوجوان اور خوش قسمت نو مسلم لڑکی کا نکاح کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ ایک سمت روانہ ہو گئے۔

دولہا اور دلہن حسرت بھری نگاہوں سے اس نورانی قافلے کو دیکھتے رہے۔ جب یہ قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے بھی ملک شام کی طرف کوچ کیا۔ ملک شام پہنچ کر انہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ لوگوں میں ان کا واقعہ بہت مشہور ہو چکا تھا اور پورے شام میں اس نوجوان کی پاکدامنی، اس کے بھائیوں کی شجاعت و بہادری، اس نیک سیرت نو مسلم لڑکی کی قربانی اوراس کی دینِ اسلام سے محبت کے چرچے ہونے لگے اور آج تک ان کا واقعہ لوگوں میں مشہور ہے۔

پھر کسی شاعر نے ان خوش نصیب عظیم میاں بیوی کے بارے میں چند اشعار

کہے، جن میں سے ایک شعر یہ بھی تھا:

﴿سَیُعْطٰی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ نَجَاۃٌ فِی الْحَیَاۃِ وَفِی الْمَمَاتِ﴾

ترجمہ: عنقریب صادقین کو ان کے صدق کے سبب دنیا اور آخرت میں نجات دی جائے گی۔[1]

۞۞۞

کوہ لکام کا عارف

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ میں کوہ لکام کی پہاڑیوں میں پھر رہا تھا، کہ اچانک میرے کانوں میں آواز ٹکرائی۔ کوئی دل جلا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

ہے تیرا ذکر ہی تسکین میری   رضا ہی تیری میرا مستقر ہے

فنا ہوتا ہے دن، مٹتی ہیں راتیں   چمن ہے عشق کا جو تازہ تر

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آواز سن کر میں اس سمت چل دیا تو میں نے وہاں ایک ایسا نوجوان دیکھا، جس کا چہرہ عبادت و ریاضت کے نور سے چمک رہا تھا۔ دبلا پتلا جسم، لاغری او رکمزوری جسم پر ظاہر تھی، چہرہ زردی مائل، آنکھیں حلقہ چشم میں دھنس گئی تھیں۔ میں نے قریب جا کر اس نوجوان کو سلام کیا، تو اس نے جواب دینے کے بعد پھر اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

ساری دنیا سے پھر کر آنکھیں   ذکر کا نور بسا لیا میں نے

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:374

نیند کیا، رات کیا، اندھیرا کیا　　　ذکر کا نور پالیا میں نے
نیند آتی تو اپنی آنکھوں میں　　　تیرا جلوہ جما لیا میں

اس کے بعد اس نوجوان نے کہا: اے ذوالنون! آپ کو مجھ جیسے مجنون کی کیا حاجت ہے؟ کیوں یہاں آنے کی زحمت کی؟ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اس نوجوان سے کہا: مجھے تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ آخر وہ کون سی بات ہے جس نے تمہیں دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی پر آمادہ کیا؟ نوجوان نے جواب دیا: محبت نے مجھے ویرانوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں سرگرداں کیا، شوق نے مجھے آمادہ کیا اور عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے کہا: اے ذوالنون کیا آپ کو ویرانوں میں رہنے والوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: بخدا مجھے تم جیسے لوگوں کی باتیں بہت پیاری لگتی ہیں اور ان باتوں سے مجھے رقت قلبی میسر آتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہ نوجوان اچانک نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور پھر میں اسے کہیں تلاش نہ کر سکا۔[1]

۞۞۞

مرض کا نام

شیخ محمد بن رافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ملک شام میں مجھے ایک نوجوان ملا۔

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:113

جس نے اُون کا موٹا جبا پہنا ہوا تھا اور ہاتھ میں عصا تھا۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: معلوم نہیں۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: یہ بھی پتا نہیں۔ شیخ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس سے سوال کیا: کہ تمہیں پیدا کس نے کیا؟ اس سوال کا سننا تھا کہ نوجوان کے پورے جسم کا رنگ بدل گیا، یوں لگتا تھا کہ جیسے زعفران میں رنگ دیا گیا ہو۔ پھر وہ نوجوان اپنی کیفیت خوف کی طرف اشارہ کر کے بولا: مجھے اس ذات نے تخلیق فرمایا جس کے علم و قدرت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں۔

شیخ محمد بن رافع فرماتے ہیں: کہ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے خوف زدہ ہو گیا ہے۔ اس لیے میں نے اس نوجوان کو فرمایا: گھبراؤ نہیں، میں تمہارا (دینی) بھائی ہوں۔ نوجوان نے کہا: اللہ کی قسم مجھے لوگوں سے کنارہ کش ہونے کی اجازت ملے تو کسی دشوار گزار پہاڑ کی بلندی پر چلا جاؤں یا کسی غار میں روپوش ہو جاؤں، تاکہ مجھے دنیا اور اہل دنیا سے راحت میسر ہو جائے۔

شیخ فرماتے ہیں: میں نے اس نوجوان سے پوچھا: آخر دنیا نے تجھے کیا نقصان پہنچایا ہے؟ جو تو اس سے اس قدر ناراض ہے؟ نوجوان نے کہا: ایک نقصان تو یہی ہے کہ اس کی مضرتیں ہمیں دیکھائی نہیں دیتیں۔

شیخ محمد بن رافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس سے پوچھا: تیرے پاس اس کی کوئی دوا بھی ہے؟ نوجوان نے کہا: میرے پاس اس کا علاج تو ضرور ہے۔ مگر تم سے ہو نہیں سکے گا، کوئی آسان دوا کر لو۔ شیخ محمد کہتے ہیں: میں نے اس سے کہا: کوئی آسان علاج ہی بتا دو۔ نوجوان نے کہا: مرض بیان کرو۔ میں نے کہا: دنیا کی محبت۔

نوجوان نے کہا: اس سے بڑا کوئی مرض ہی نہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ زہر کے تازم جام پیو، سخت مصیبتیں برداشت کرو۔ میں نے کہا: پھر اس کے بعد کیا کرنا ہو گا؟ نوجوان نے کہا: صبر کے تلخ گھونٹ اس طرح نوش کرتے جاؤ کہ زبان پر حرف شکایت نہ آئے، ایسی مشقت جھیلو جس کے بعد راحت نہ ہو۔ میں نے کہا: بعد ازاں کیا کرنا چاہیے؟ نوجوان نے کہا: اس کے بعد اپنے محبوب سے تسلی اور صبر۔

اگر یہ علاج کرنا چاہتے ہو، تو یہ سب دوائیں استعمال کرو، ورنہ آرام کے گوشہ میں بیٹھ جاؤ اور فتنوں کے طوفان سے کنارہ کش رہو، کیونکہ یہ سب شب دیجور کے ٹکڑوں کی طرح ہیں۔ شیخ محمد بن رافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس نوجوان سے کہا: قرب خداوندی نصیب ہونے کے لیے کوئی عمل تلقین کرو۔

نوجوان نے کہا: میں نے تمام تر عبادت کو آزمالیا ہے جو شئے مجھے سب سے زیادہ نفع بخش ملی ہے، وہ لوگوں سے کنارہ کشی ہے، قلب کے دس حصوں میں سے نو کا تعلق لوگوں سے ہے اور صرف ایک حصہ دنیا سے منسلک ہے۔ لہذا جو تنہائی پر قادر ہو گیا، اس نے قلب کے نو حصوں پر قبضہ کر لیا۔ نوجوان نے یہ باتیں کی اور پھر وہاں سے چلا گیا۔[1]

❖❖❖

ایک دن پہلے بتا دیا میں کل مروں گا

حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں تھا تو

---

(1)... المرجع السابق، ص:126

میرے پاس ایک (نوجوان) فقیر آیا۔ جس کے پاس (ایک) دینار تھا۔ اس نے کہا: کل میں مر جاؤں گا۔ اس میں سے نصف کے ساتھ میری قبر بنوانا اور دوسرا نصف میری تجہیز و تکفین پر خرچ کر دینا۔ فرماتے ہیں: میں نے دل میں کہا: شاید حجاز (مقدس) میں فاقوں کی وجہ سے اس کی عقل میں فتور آگیا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا، تو اس نوجوان نے آکر طواف کیا، پھر جا کر زمین پر لیٹ گیا۔ میں نے کہا: یہ بناوٹی طور پر مردہ بن رہا ہے۔ میں نے اس کو حرکت دی تو دیکھا کہ وہ مردہ پڑا ہے۔ پس میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کو دفن کر دیا۔[1]

۞۞۞

گناہوں کا معالج

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کے ایک کوچہ سے گزر رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک جگہ لوگ جمع ہیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر کسی کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ جا کر دیکھا کہ ایک نوجوان عزت و وقار کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور لوگ اس نوجوان کو اپنی اپنی نبض دیکھا رہے ہیں۔ کچھ لوگ قارورہ کی شیشیاں لیے کھڑے ہیں۔ وہ نوجوان لوگوں کے امراض کی تشخیص کرتا جاتا اور نسخے تجویز کرتا جاتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے قریب جا کر پوچھا: کیا تمہارے پاس جرم عصیاں کے مرض کا بھی کوئی نسخہ ہے؟ اس نوجوان نے یہ سوال سن کر سر جھکا لیا۔

---

(1)... قیشری، رسالہ قیشریہ، ص:532

آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اور پھر تیسری مرتبہ بھی یہی سوال کیا۔ تو اس نے سر اٹھا کر جواب دیا۔

جناب عالی! اس مرض کا علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے بوستان ایمان میں جائیں اور وہاں سے یہ مفردات یکجا کریں۔ بیج نیت، حب ندامت، برگ تدبیر، تخم ورع، ثمر فقہ، شاخ یقین، مغز اخلاص، قشر اجتہاد، بیج توکل، اکمال اعتبار، تریاق تواضع، خضوع قلب، فہم کامل۔ اِن تمام کو کفِ توفیق اور انگشت تصدیق سے پکڑیں، پھر طبق تحقیق میں رکھ کر ندامت کے آنسوؤں سے دھوئیں، پھر امید و رجا کی دیگچی میں رکھیں اور اس قدر آتش شوق کی آنچ دیں کہ کف حکمت ابل کر اوپر آجائے۔ پھر اسے رضا کے پیالے میں انڈیل کر استغفار کے پنکھے سے ٹھنڈا کریں۔

اس طرح ایک لاجواب شربت تیار ہو جائے گا۔ اس کو ایسی جگہ بیٹھ کر استعمال کریں، جہاں اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ ان شاء اللہ مرض عصیاں دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے دو شعر پڑھے، اور دل کی گہرائیوں سے نعرہ لگا کر انتقال کر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعی تو دنیا اور آخرت دونوں کا طبیب تھا۔[1]

❁❁❁

فاحشہ عورت اور باحیا نوجوان

حضرت سیدنا عبد اللہ بن وہب علیہ رحمۃ الرب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم سے نقل فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جو اہلِ دنیا سے الگ

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:127

تھلگ ایک عبادت خانے میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ہر وقت یادِ الٰہی عزوجل میں مشغول رہتا۔کچھ بد باطن لوگ اس نوجوان سے حسد کرنے لگے اورانہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی طرح اس نوجوان کو ذلیل کرنا چاہے۔

بہر حال حاسدین کی وہ جماعت ہر وقت اس عابد وزاہد نوجوان کو ذلیل کرنے کی فکر میں سرگرداں رہنے لگی۔ بالآخر ان کے گندے ذہنوں میں یہ خیال آیا کہ فلاں عورت جو بہت زیادہ حسین و جمیل اور فاحشہ ہے، اس کو لالچ دے کر اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ اس عابد نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کرے۔

چنانچہ ان بدبختوں کی وہ جماعت اس فاحشہ عورت کے پاس آئی اور کہا:"اگر تو اس نوجوان کو اپنے فتنے میں مبتلا کر دے تو ہم تجھے مالا مال کر دیں گے، ہمیں امید ہے کہ تو اسے رسوا و ذلیل کر سکتی ہے۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت اس فعلِ مذموم کے لئے تیار ہوگئی اور ایک رات اس نوجوان کے عبادت خانہ کی طرف چلی۔ رات بہت اندھیری تھی، اُوپر سے بارش شروع ہوگئی۔ عورت نے اس نوجوان کو پکارا:"اے اللہ عزوجل کے بندے ! مجھے پناہ دو۔"نوجوان نے اوپر سے جھانکا تو دیکھا کہ ایک جوان عورت دروازے پر کھڑی ہے اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہی ہے۔"اس نوجوان نے سوچا کہ اس وقت اتنی رات گئے کسی غیر محرم عورت کو داخلے کی اجازت دینا خطرے سے خالی نہیں، چنانچہ وہ نوجوان واپس اندر چلا گیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ عورت نے دوبارہ ندا دی : "اے اللہ عزوجل کے بندے !باہر بہت زیادہ بارش ہو رہی ہے اور سردی بھی بہت زیادہ ہے، خدارا! مجھے ایک رات کے لئے پناہ دے دو۔" بار بار وہ عورت یہی التجاء کرتی رہی آخر کار نوجوان نے ترس کھاتے ہوئے اسے پناہ دے دی

اور خود ذکر واذکار میں مشغول ہو گیا۔

فاحشہ عورت سینہ کھولے نیم عریاں حالت میں اس نوجوان کے سامنے آئی اور گناہ کی دعوت دیتے ہوئے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کر دیا۔ باحیا نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکا لیں اور اس سے دور ہو گیا۔ وہ دوبارہ اس کے پاس آئی اور گناہ کی دعوت دینے لگی، نوجوان نے کہا:

"اللہ عزوجل کی قسم! میں ہر گز یہ گناہ نہیں کروں گا جب تک میں آزمانہ لوں کہ اگر میرا نفس گناہ کرے تو کیا وہ اس گناہ کے بدلے جہنم کی آگ برداشت کر لے گا۔"

پھر وہ نوجوان جلتے ہوئے چراغ کی طرف بڑھا اور اپنی انگلی اس پر رکھ دی یہاں تک کہ انگلی جل گئی۔ پھر وہ عبادت میں مشغول ہو گیا، فاحشہ عورت نے قریب آکر پھر اسے گناہ کی دعوت دی تو نوجوان نے اپنی دوسری انگلی جلا ڈالی، اسی طرح وہ فاحشہ عورت بار بار اسے گناہ کی دعوت دیتی رہی اور نوجوان اپنی انگلیاں جلاتا رہا، بالآخر اس پاکدامن متقی و پرہیز گار نوجوان نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں لیکن غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اپنی عزت کی حفاظت کرتا رہا۔

جب اس فاحشہ نے یہ صورتحال دیکھی کہ اس نوجوان نے ایک گناہ سے بچنے کے لئے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالی ہیں تو اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئی۔[1]

❖❖❖

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:385

اللہ تعالیٰ سے سچی محبت

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ میرے اندر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو میں نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ راستے میں ایک جنگل آیا، میں اس جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس جنگل میں میری ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اُس کا چہرہ چاند کی مانند خوبصورت تھا، اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ غلبہ محبت کے باعث وہ دیوانوں جیسی حرکتیں کرتا تھا۔

میں نے اسے اپنا رفیق سفر بنالیا۔ ایک جگہ میں نے اس سے سفر کی دشواری اور مسافت دوری کی بات کی: تو اُس نوجوان نے کہا: کاہلوں اور آرام طلب لوگوں کے لیے بے شک دشوار اور دور ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے والوں کے لیے یہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔[1]

۞۞۞

جوانی ہو تو ایسی

حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن مُہَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: "دورانِ سفر میں ایک ویران جنگل سے گزرا تو ایک لڑکے کو نماز میں مشغول پایا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو میں نے کہا: "اس ویران جنگل میں تمہارا کوئی مونِس و غمخوار بھی ہے ؟"

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:141

کہا:" کیوں نہیں! بالکل ہے۔" میں نے کہا:" کہاں ہے ؟" کہا:" میرے دائیں ، بائیں ،اوپر، نیچے، آگے پیچھے ہر طرف۔"

میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکا اہلِ معرفت میں سے ہے۔ میں نے کہا:" کیا تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے ؟" کہا:" کیوں نہیں۔" میں نے کہا:" تمہارا زادِ راہ کیا ہے ؟" کہا:" اخلاص، توحید، حضورِ پاک صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کا اِقرار، ایمانِ صادق، اور پختہ تَوَکُّل میرا زادِ راہ ہے۔" میں نے کہا:" میرے بیٹے! کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کروگے ؟" کہا:" جب کسی کو کوئی رفیق مل جائے تو وہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی بھی ایسے شخص کی رفاقت نہیں چاہتا جس کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل ہو کر عبادت کی اس لذّت سے محروم ہو جاؤں جسے میں اب محسوس کر رہا ہوں ۔" میں نے کہا:" اس خطرناک ویران جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے تمہیں وحشت نہیں ہوتی ؟" کہا:" اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی دولت ایسی دولت ہے کہ اس نے مجھ سے ہر وحشت دور کر دی ہے۔ اور اب یہ حال ہے کہ درندوں کے درمیان بھی خوف و وَحُشَت محسوس نہیں ہوتی۔" میں نے کہا:" تم کھاتے کہاں سے ہو ؟" کہا:" جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکیوں میں رزق دیا، وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ اب بھی مجھے رزق عطا فرماتا ہے۔"

میں نے پوچھا:" تمہارے کھانے کا انتظام کب اور کس طرح ہوتا ہے ؟" کہا:" مجھے مقررہ وقت پر کھانا مل جاتا ہے چاہے میں کہیں بھی ہوں، میرا رزق مجھ تک ضرور پہنچتا ہے، میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ مجھے کس وقت کس چیز کی حاجت ہے۔

وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میرے حالات سے بے خبر نہیں، وہ ہر جگہ میرا محافظ و والی ہے۔"میں نے کہا:" تمہاری کوئی حاجت ہے جسے میں پورا کروں ؟" کہا:" ہاں ! ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ اگر دوبارہ مجھے دیکھو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا اور نہ ہی میرے بارے میں کسی کو بتانا۔" میں نے کہا:" جیسے تمہاری مرضی، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہو تو بتاؤ ؟" کہا:" ہاں ! اگر ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھنا، جب بھی غمگین و پریشان ہو کر دعا کرو تو میرے لئے بھی دعا ضرور کرنا۔"

میں نے کہا:"میرے بیٹے ! میں تمہارے لئے کس طرح دعا کروں جبکہ تم مجھ سے افضل ہو کیونکہ خوف خدا عَزَّوَجَلَّ اور توکل تم میں مجھ سے بہت زیادہ ہے۔" کہا:"اس طرح نہ کہیے، کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، آپ کو دولتِ ایمان مجھ سے پہلے نصیب ہوئی، آپ کی نمازیں اور روزے مجھ سے زیادہ ہونگے۔"میں نے کہا:" مجھے بھی تم سے کام ہے ۔" اس نے کہا بتائیے ! کیا کام ہے ؟" میں نے کہا:" میرے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔"اس نے یہ دعا کی:"اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر لمحہ گناہوں سے محفوظ رکھے، ایسا غم عطا فرمائے جس میں اس کی رضا پوشیدہ ہو۔اور اس کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔"میں نے کہا:" اے میرے لختِ جگر ! اب دوبارہ ملاقات کب ہوگی ؟ میں تجھے کہاں تلاش کروں ؟" کہا:" دنیا میں مجھ سے ملاقات کی امید نہ رکھنا، اور آخرت میں مجھ سے ملنا چاہو تو ہر اس کام سے بچنا جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منع فرمایا ہے۔اور کسی بھی ایسے کام میں اس کی نافرمانی نہ کرنا جس کا اس نے حکم دیا۔ آخرت متقین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر وہاں مجھ سے ملنا چاہو تو ان لوگوں میں تلاش کرنا ، جو دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کر رہے ہوں میں آپ کو انہیں لوگوں میں ملوں گا۔"

میں نے کہا: "تجھے کیسے معلوم کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھے یہ مرتبہ ملے گا؟" کہا: "اس لئے کہ میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکھتا ہوں، ہر گناہ اور ہر اس کام سے بچتا ہوں جس سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے جنت میں اپنے دیدار کی دولتِ لازوال عطا فرمائے۔" اتنا کہنے کے بعد اس لڑکے نے چیخ مار کر ایک طرف دوڑ لگا دی اور نظروں سے اَوجھل ہو گیا۔[1]

۞۞۞

نعمت کا شکر

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک بستی میں میں ایک بزرگ سے ملنے گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو ان کا گھر نہایت پاکیزہ دیکھا۔ جس طرح اولیا کا عبادت خانہ ہوتا ہے اور اس مکان میں دو محرابیں تھیں۔ ایک محراب کے ایک گوشہ میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے اور دوسری محراب میں ایک بوڑھی عورت پاکیزہ اور روشن چہرے والی بیٹھی ہوئی تھی اور یہ دونوں کثرت عبادت میں بوڑھے ہو چکے تھے۔

میرے آنے پر انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ میں ان کے گھر تین دن تک رہا، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے اس بزرگ سے پوچھا: یہ پاک دامن خوبصورت چہرے والی عورت کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ ایک رشتہ سے تو میری چچازاد بہن ہے اور دوسرے رشتہ سے یہ میری بیوی ہے۔ میں نے کہا: اِن تین دنوں

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:15

میں میں نے تو آپ کے اندر غیرت اور بیگانگی دیکھی ہے۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے پیسنٹھ سال گزر گئے، اسی طرح رہتے ہوئے۔

میں نے عرض کی: اس کی وجہ بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا: کہ ہم بچپن میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے تھے۔ اس کے والد نے مجھے اسے دینا منظور نہ کیا، کیونکہ ہماری محبت کے بارے اسے معلوم ہو چکا تھا، ایک عرصہ تک محبت کی آگ میں ہم دونوں جلتے رہے، یہاں تک کہ اس کا والد وفات پا گیا۔ میرے والد اس کے چچا تھے، انہوں نے میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ جب پہلی رات ہم دونوں اکٹھے ہوئے، تو انہوں نے کہا: جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسی نعمت سے سرفراز کیا ہے کہ ہم دونوں ایک ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے دلوں کو ناخوش گوار ابتلا و آفت سے نجات دی۔ پھر اس نے کہا: آج کی رات ہم دونوں کو اپنے آپ کو نفسانی خواہش سے باز رکھنا چاہیے اور اس نعمت کے شکرانے میں ہم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ میں نے کہا: ٹھیک کہتی ہو۔

دوسری رات بھی اس نے یہی کہا اور تیسری رات میں نے کہا: گزشتہ دو راتیں میں نے تمہارے کہنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے عبادت میں گزاریں ہیں۔ آج رات تم میرے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رات بسر کرو گی۔ اسی طرح ہمیں پیسنٹھ سال گزر چکے ہیں۔ ہم نے ایک دوسرے کو چھونا تو درکنار کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ساری عمر نعمت الٰہی کے شکرانے میں گزار دی۔[1]

۞۞۞

---

(1)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:533

محبت الٰہی میں شہید ہونے والا نوجوان

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ سفر حج کے دوران میں نے ایسے نوجوان کو دیکھا، جو ذوق و شوق میں جھومتا ہوا پیدل سفر کر رہا تھا۔ اس کے پاس نہ تو کوئی سواری تھی، نہ توشہ دان اور نہ ہی زاد سفر تھا، نہ پانی کی چھاگل تھی۔ میں نے غور سے اس کی حالت کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد میں اس نوجوان کے قریب گیا اور اسے سلام کیا:

نوجوان نے جواب دیا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس نوجوان سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: اسی کے پاس سے۔ پھر میں نے پوچھا: کہاں جانا ہے؟ تو اس نے کہا: اسی کے پاس جانا ہے۔ میں نے پوچھا: تمہارا زاد سفر کہاں ہے؟ نوجوان نے کہا: اسی کے ذمہ۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمہارا سفر پانی اور توشہ کے بغیر کیسے مکمل ہو گا؟ میں تو تجھے خالی ہاتھ دیکھ رہا ہوں۔ نوجوان نے کہا: آپ فکر نہ کریں، گھر سے نکلتے وقت میں نے پانچ حروف کا توشہ ساتھ لے لیا تھا۔ میں نے پوچھا: کون سے پانچ حروف؟ نوجوان نے کہا: کلام ربانی کھیٰعٓص۔

میں نے کہا: ان حروف کا مطلب کیا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: ک کے معانی کافی، ہ کے معانی ہادی، ی کے معانی مئودی (جگہ دینے والا) ہا کا مطلب عالم، ص کا مطلب صادق۔ وہ کافی، ہادی، مئودی، عالم اور صادق ذات جس کی مصاحب ہو، نہ وہ

ضائع ہو سکتا ہے اور نہ اسے کوئی خوف ہو گا اور نہ اسے زادہ سفر اور پانی کی ضرورت ہو گی۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنا کرتہ اتار کر اسے پیش کیا تاکہ وہ پہن لے۔ لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا: اے شیخ! دنیا کے کرتے سے (سوائے بقدر ضرورت) ننگا رہنا اچھا ہے۔ یہاں کے حلال پر حساب ہو گا اور حرام پر عذاب۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس نوجوان کو رات کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھائے یوں مناجات کرتے دیکھا۔

اے رحیم و کریم پروردگار! جسے اطاعت پسند ہے اور گناہ سے اس کا کوئی نقصان نہیں۔ مولا جو تجھے پسند ہے، مجھے عطا فرما اور میرے گناہ جس سے تجھے کوئی نقصان نہیں بخش دے۔

پھر اس کے بعد میقات پر پہنچ کر تمام حاجیوں نے احرام باندھے، مگر وہ نوجوان ویسے ہی کھڑا رہا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا: سب لوگ احرام باندھ کر لبیک پکار رہے ہیں، تم لبیک نہیں کہتے؟

تو اس نوجوان نے جواب دیا: میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک (اے میرے رب میں حاضر ہوں) کہوں اور جواب میں اس طرف سے لا لبیک و لا سعدیک نہ آجائے۔ یہ جواب دے کر وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا۔ پھر میں نے اسے منیٰ میں دیکھا۔ اس نے وہاں چند اشعار پڑھے۔

اشعار پڑھنے کے بعد اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کی: اے

میرے پروردگار! آج لوگوں نے تیرے حضور قربانی پیش کی اور تیرا قرب حاصل کیا۔ میرے پاس تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی تو نہیں۔ ہاں تیرا ہی عطیہ یہ حقیر جان ہے۔ اسے تیرے حضور پیش کرتا ہوں، اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے ایک زوردار چینخ ماری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد لوگوں نے ایک ہاتف غیبی سے آواز سنی۔

خدا کا دوست عشق الٰہی کی تلوار سے قتل ہوا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اور حجاج کرام کے جم غفیر نے اس نوجوان کا نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سپرد خاک کیا۔ میرے قلب پر اس نوجوان کی موت کے صدمے کا گہرا اثر پڑا۔ مجھے بے چینی اور اضطراب کی حالت میں بمشکل نیند آئی تو خواب میں وہی نوجوان ملا۔

میں نے اس سے پوچھا: اے نیک نوجوان رب غفور نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا: اے شیخ فضل و احسان والے رب نے میرے ساتھ وہ معاملہ فرمایا، جو شہدائے بدر کے ساتھ فرمایا تھا، بلکہ اُن سے بھی زیادہ۔ میں نے پوچھا: اُن سے زیادہ کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: اس لیے کہ وہ حضرات کفار کی تلوار سے شہید ہوئے تھے اور میں خدائے جبار کی سیف محبت سے شہید ہوا ہوں۔[1]

❁❁❁

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:139

دریائے رحمت الٰہی کا جوش

حضرتِ سیّدُنا عبد الرحمن بن ابراہیم فِہرِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ "حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُبارَک زمانہ میں ایک نوجوان گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ اسی بد مَسْتی کے عالم میں اسے سخت بیماری لاحق ہوگئی اور مِرگی کے دورے پڑنے لگے۔جب کمزوری حد سے بڑھنے لگی توانتہائی رنج و غم کے عالَم میں بہت ہی خفیف آواز کے ساتھ اپنے رحیم و کریم پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ میں اس طرح التجا کی:

"اے میرے پرورد گار عَزَّوَجَلَّ !میرے گناہوں سے در گزر فرما، مجھے اس بیماری سے چھٹکارا عطا فرما۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ !اب میں کبھی بھی گناہ نہ کروں گا۔

اس کی دعا قبول ہوئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفاء عطا فرمادی ۔ لیکن صحتیابی کے بعد وہ دوبارہ گناہوں میں منہمک ہو گیا۔ اور پہلے سے زیادہ نافرمانی کرنے لگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ اس پر بیماری مسلط فرمادی۔ وہ پھر گڑ گڑانے لگا اور عرض گزار ہوا: "اے میرے پاک پرورد گار عَزَّوَجَلَّ! اس مرتبہ مجھے شفاء عطا فرمادے اب دوبارہ کوئی گناہ نہ کروں گا۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر تندرستی عطا فرمادی۔ لیکن اس کی آنکھوں پر پھر غفلت کا پردہ پڑ گیا اور گناہوں کی طرف مائل ہو کر پہلے سے بھی اور زیادہ نافرمان ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس مرتبہ مرض بہت شدید تھا۔ اس نے بڑی نقاہت بھری غمگین آواز میں خدائے رحمن ورحیم کو پکارا: "اے میرے پرورد گار عَزَّوَجَلَّ !میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما

اور مجھے بیماری سے شفاء عطا فرما۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں پھر کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔"

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم کیا اور پھر صحت عطا فرمادی۔ تندرست ہوتے ہی وہ پھر گناہوں میں مبتلا ہوا اور بہت زیادہ نافرمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ اچانک اس کی ملاقات حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری، ایوب سَختِیَانِی، مالک بن دینار اور صالح مُرّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوئی۔ جب حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس نوجوان کو گناہوں میں منہمک دیکھا تو فرمایا۔"اے نوجوان! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح ڈر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ مت بھول کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا:" اے ابو سعید! مجھ سے دور رہیے، بے شک میں تو مصیبت و آفت میں ہوں اور دنیا کو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہیں۔"حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک اس نوجوان کی موت قریب ہے۔ موت کے وقت اسے بہت پریشانی ہو گی۔ نزع کی سختیاں اسے بہت تنگ کریں گی۔" اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گناہ گار نوجوان کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابو سعید! میں اسی نوجوان کا بھائی ہوں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصیحت فرمائی تھی۔ میرے بھائی پر موت کے سائے گھرے ہوتے جارہے ہیں، اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔"

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:" آؤ! چل کر دیکھتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟" چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو اس کی بوڑھی ماں نے پوچھا:" کون ہے؟" فرمایا:" حسن۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن کر بوڑھی ماں نے کہا:" اے ابو سعید! آپ جیسے نیک شخص کو کیا چیز میرے بیٹے کے پاس کھینچ لائی حالانکہ یہ تو ہمیشہ گناہوں کا مرتکب رہا اور حرام کاموں میں پڑا رہا؟" فرمایا:" محترمہ آپ ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کی اجازت دیں، بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی دروازے پر کھڑے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ کہا:" اے میری پیاری ماں! حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی یا تو میری عیادت کرنے آئے ہیں یا پھر زَجر و تَوبیخ کرنے۔ بہر حال آپ دروازہ کھول دیں۔" جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ نوجوان نزع کی سختیوں میں مبتلا ہے۔ اس پر نا اُمیدی ورَنج واَلم کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:" اے نوجوان! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کر! بے شک وہ رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔" نوجوان نے کہا: اے ابو سعید! اب وہ میرے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔" فرمایا:" اے نوجوان! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے بخل ثابت کرنا چاہتے ہو؟، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو بہت زیادہ کریم و جوّاد ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس کیوں ہوتے ہو۔"

کہا:"اے ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! میں نے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، تو اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔ میں نے شِفا طلب کی تو اس نے شفاء عطا فرمائی۔ میں نے پھر نافرمانی کی تو دوبارہ بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ پھر گناہوں سے معافی طلب کی اور صحتیابی کی دعا مانگی۔ اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفاء عطا فرما دی۔ میں اسی طرح گناہ کرتا رہا اور وہ معاف کرتا رہا۔ اب پانچویں مرتبہ بیمار ہوا ہوں، میں نے اس مرتبہ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور صحتیابی کے لئے عرض گزار ہوا تو اپنے گھر کے کونے سے یہ غیبی آواز سنی۔:"تیری دعا و مناجات قبول نہیں ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمایا مگر ہر مرتبہ تجھے جھوٹا پایا۔

نوجوان کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:"چلو واپس چلتے ہیں۔" یہ کہہ کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا:" اے میری ماں! یہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے شاید یہ میری طرف سے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ناامید ہو گئے ہیں حالانکہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تو گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں سے درگزر فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔

اے میری پیاری ماں! میری موت کا وقت قریب ہے۔ جب سانس اُکھڑنے لگے اور میرا جسم بے جان ہونے لگے، میری آنکھیں بند ہو جائیں، جسم پیلا پڑ جائے، آواز بند ہو جائے اور میری روح دارُ الفناء سے دارُ البقاء کی طرف پرواز کرنے لگے تو میرا گریبان پکڑ کر مجھے گھسیٹنا، میرا چہرہ خاک آلود کر دینا۔ پھر میرے پاک پروردگا

رعَزَّوَجَلَّ سے میرے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔بے شک وہ رحمن ورحیم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں۔ اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہو گیا۔ اس کی بوڑھی ماں نے حسبِ وصیت اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا،اس کے چہرے پر مٹی ڈالی۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرنے لگی:

"اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری اُس رحمت کا سوال کرتی ہوں جو تو نے حضرتِ سیّدُنا یعقوب علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کے بیٹے کو ان سے ملادیا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ !تجھے اسی رحمت کا واسطہ جو تو نے حضرتِ سیّدُنا ایوب علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کی آزمائش کو دور فرمادیا۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ !میرے بیٹے پر بھی رحم فرما۔اس کے گناہوں سے در گزر فرماکر اسے بھی معاف فرمادے۔

جب اس نوجوان کا انتقال ہو گیا تو اس کی والدہ نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سنی "تیرے بیٹے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم فرمایا اور اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے'' اسی طرح ایک آواز حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:" اے ابو سعید ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نوجوان پر رحم فرماکر اس کے گناہوں کو بخش دیا، اب وہ جنتی ہے۔" چنانچہ حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔[1]

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:21

بصری نوجوان

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ شہر بصرہ میں ایک امیر گھرانے کا نوجوان تھا وہ ہمیشہ قیمتی لباس پہنتا، وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے غافل ہو کر عیش و عشرت بھری خوش حال زندگی گزار رہا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو بصرہ سے دور ایک مقام پر بارگاہ خداوندی میں آہ زاری کرتے ہوئے دیکھا، آنسوؤں کے موتی اس کی آنکھوں سے ڈھلک کر دامن کو بھگو رہے تھے۔ پہلے میں نے اسے خوش حال اور تندرست دیکھا تھا۔ مگر اب اس کی حالت بہت بدلی ہوئی تھی، بڑی مشکل سے میں نے اسے پہچانا۔

اس نوجوان نے مجھے دیکھا تو قریب آکر کہنے لگا: آپ اپنے خاص وقت میں میرے لیے دعا ضرور کیجئے گا، کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے تمام گناہ معاف فرمادے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھ پر ضرور کرم فرمائے گا۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر اسی سال میں حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا، طواف کعبہ کے دوران میں نے دیکھا کہ حجاج کے اژدھام میں کوئی زارو قطار رو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے طواف کرنے والے رک رک کر اس کو دیکھ رہے ہیں۔ قریب جا کر دیکھا تو وہی بصری نوجوان تھا۔ اسے دیکھ کر مجھے بڑی خوشی محسوس ہوئی، قریب جا کر میں نے اسے سلام کیا۔ تو اس نے بڑے اچھے انداز میں جواب دیا۔ میں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس پاک پروردگار نے

تیرے خوف کو امن میں تبدیل کر دیا اور تیری خواہشات کو پورا کیا۔ اے نوجوان! بتا اب تیرا کیا حال ہے؟

نوجوان نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا اکرم ہے کہ اس نے مجھے بلایا تو میں چلا آیا۔ تو پھر میں نے جو بھی طلب کیا تو اس نے اپنے فضل سے عطا کر دیا۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ کہ پھر میں طواف کعبہ میں مصروف ہو گیا اور وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد آج تک نہ تو وہ مجھ سے ملا اور نہ ہی اس کے بارے مجھے کوئی خبر ملی۔[1]

بیمار تندرست ہو گیا

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ طریقت میں سے ایک عظیم بزرگ تھے۔ آپ جب اصفہان تشریف لے گئے، تو آپ کی صحبت بابرکت میں ایک نوجوان حاضر ہونے لگا۔ مگر اس نوجوان کا باپ آپ کی صحبت سے منع کرتا تھا۔ وہ نوجوان حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نہ ملنے کے غم میں بیمار ہو گیا اور کافی عرصہ آپ کی صحبت میں حاضر نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقا کے ساتھ اس نوجوان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو اس نوجوان نے شعر سننے کی خواہش کی، تو حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:143

اللہ علیہ کے کہنے پر ایک شاعر کو بلوایا گیا۔ شاعر نے آکر یہ شعر پڑھے:

ترجمہ: میرا عجب حال ہے کہ میں بیمار ہوتا ہوں، تو تم میں سے کوئی میری عیادت کو نہیں آتا اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو میں بیمار پرسی کرتا ہوں۔

اس نوجوان نے جب یہ شعر سنا تو اٹھ کر بیٹھ گیا اور مرض کی شدت میں کافی کمی ہو گئی۔ پھر اُس نے شاعر سے کہا: کوئی اور شعر سناؤ، تو شاعر نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: تمہاری صحبت میں حاضری کی بندش اپنے مرض سے زیادہ سخت ہے اور تمہاری صحبت سے روکنا مجھ پر دشوار ہے۔

یہ سن کر وہ نوجوان اس طرح کھڑا ہو گیا، جیسے کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر اس نوجوان کے باپ نے اس کو حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور آپ کے بارے میں جو دل میں بغض تھا اس کی معذرت کی۔

حضور سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ نوجوان مشائخ طریقت میں شامل ہے۔[1]

لاکھ درہم کے بدلے جنتی محل

حضرتِ سیّدُنا جَعْفَر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ میں حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے ساتھ جارہا تھا۔ ایک جگہ ایک عظیم الشان محل کی تعمیر جاری تھی۔ ایک حسین و جمیل نوجوان مزدوروں، معماروں

---

(1)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:253

کو تعمیر سے متعلق حکم دے رہا تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھ سے فرمایا: "اے جَعْفَر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! دیکھو تو سہی! یہ نوجوان اس محل کی تعمیر میں کتنی دلچسپی لے رہاہے۔ میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے دعا کروں گا کہ وہ اسے دنیوی محبت سے چھٹکارا عطا فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اس نوجوان کو جنتی نوجوانوں کی صف میں شامل فرمائے گا۔ آؤ! ہم اسے نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔"

ہم نوجوان کے پاس آئے اور سلام کیا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دیا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سامنے ایک ولیٔ کامل کھڑا ہے۔ جب لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ہیں تو وہ فوراً کھڑا ہوا اور بڑے مؤدِّبانہ انداز میں عرض گزار ہوا: "حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟" فرمایا: "اے نوجوان! تیرا اس محل کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ ہے؟" کہا: "ایک لاکھ درہم۔" فرمایا: "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ایک لاکھ درہم مجھے دے دو میں یہ تمام رقم اس کے حق داروں، یتیموں اور مساکین میں تقسیم کردوں اور اس کے بدلے ایک ایسے محل کا ضامن بن جاؤں جس میں بہترین خدمت گزار، سرخ یاقوت کے قُبّے اور عمدہ قمقمے ہونگے، وہاں کی مِٹی زعفران کی اور فرش مُشک کا ہوگا، وہ محل تیرے اس محل سے بہت زیادہ وسیع وعالی ہوگا، اس کے درودِیوار میلے نہ ہونگے، اسے معماروں اور مزدوروں نے نہیں بنایا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا اور وہ محل بن گیا۔ بتاؤ تمہیں یہ سودا منظور ہے؟"

نوجوان نے کہا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات کی مہلت دے دیں، کل

صبح میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں نے کیا فیصلہ کیا۔" حضرتِ سیّدُنا جَعْفَر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ: "وہ رات حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بڑی بے چینی کے عالم میں گزاری، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات اسی نوجوان کے بارے میں سوچتے رہے، تہجد کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بار گاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس نوجوان کے لئے خوب دعا کی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم دوبارہ اس کے پاس گئے۔ وہ ہمارا منتظر تھا جیسے ہی اس کی نظر حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار پر پڑی وہ انتہائی خوشی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف لپکا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اے نوجوان! تو نے کیا فیصلہ کیا؟ اس نے ایک لاکھ درہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا:" مجھے جنتی محل کا سودا منظور ہے، آپ مجھے ضمانت نامہ لکھ دیجئے۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلم، دوات منگوا کر ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

"یہ ضمانت نامہ اس بات کا ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں بن فلاں سے یہ اقرار کیا کہ "بے شک میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اس محل کے بدلے ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو اس سے بدرجہا بہتر ہو گا۔ اور اس کی یہ، یہ صفات ہو نگی۔ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے تیرے لئے اس مال کے ذریعے جنت میں ایک ایسا محل خریدا ہے جو عرش کے قریب ہے۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کاغذ نوجوان کو دیا۔ اور شام سے پہلے پہلے تمام

مال فقرا و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ اس واقعہ کے چالیس دن بعد آپ کو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ ملا، دیکھا تو بڑے حیران ہوئے کیونکہ یہ وہی پرچہ تھا جو اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا۔ اس کی دوسری طرف بغیر روشنائی کے یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے:

" یہ براءت نامہ ،خدائے بزرگ و بر تر کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے ہے۔بے شک ہم نے اس نوجوان کو وہ تمام چیزیں دے دیں ہیں جن کا مالک بن دینار نے اس سے اقرار کیا تھا بلکہ ہم نے اس سے ستر گنا زیادہ دیا۔"ہم وہ رقعہ لے کر اس نوجوان کے گھر گئے تو وہاں سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے نوجوان کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ کل اس نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی موت کی خبر سن کر بہت غمگین ہوئے پھر غسّال کو بلا کر پوچھا: کیا تو نے اس نوجوان کو غسل دیا؟" کہا:"ہاں۔" فرمایا:"نوجوان کی موت کا پورا واقعہ بیان کرو۔"

کہا:" مرنے سے پہلے اس نوجوان نے مجھ سے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں اور غسل کے بعد مجھے کفن دینے لگیں تو یہ پرچہ میرے بدن اور کفن کے درمیان رکھ دینا، میں کل بروز قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے وہ چیز طلب کروں گا جس کی ضمانت حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھے دی تھی۔"میں نے حسبِ وصیت پرچہ اس کے کفن میں رکھ دیا، غسّال کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پرچہ نکالا اور غسّال کو دکھایا، وہ پکار اٹھا:" یہ وہی پرچہ ہے، قسم ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ

پرچہ اس نوجوان کے کفن میں رکھا تھا۔"

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار زار وقطار رونے لگے۔لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا:" اے مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! آپ مجھ سے دولاکھ درہم لے لیں اور اس نوجوان کی طرح مجھے بھی ضمانت نامہ لکھ دیں۔"فرمایا:"افسوس! اب وہ وقت گزر چکا، اب جو ہونا تھا وہ ہوگیا، اللہ ربُّ العزت جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق میں فیصلہ فرماتا ہے۔"حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ" حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو جب بھی اس نوجوان کا واقعہ یاد آتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔[1]

۞۞۞

جا ہم نے تیرے گناہ معاف کر دیئے

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں نے خانہ کعبہ کے پاس ایک نوجوان کو دیکھا، جو نماز پڑھ رہا تھا اور مسلسل رکوع وسجود کیے جارہا تھا، روکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ میں اس نوجوان کے قریب چلا گیا اور جاکر اس سے کہا: کہ تم اتنی کثرت سے نماز پڑھ رہے ہو، تو اس نوجوان نے جواب دیا: اے شیخ میں خود بخود واپس کیوں جاؤں، میں تو اس انتظار میں ہوں کہ مجھے اجازت ملے تو جاؤں۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتنے میں میں نے دیکھا کہ اس نوجوان

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:30

کے اوپر کی طرف سے ایک رقعہ گرا، جس پر لکھا ہو تھا:

یہ خط خدائے عزیز و غفار کی جانب سے اس بندہ شاکر و مخلص کے لیے ہے۔ جا واپس چلا جا، ہم نے تیرے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔[1]

۞۞۞

حضرت ضحاک بن مزاہم اور راشد سلیمان کی ملاقات

حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ المنان سے پہلے ایک بار ملاقات کر چکے تھے۔ حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملاقات کے دوران حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہونے والی کرامات کا مشاہدہ بھی کیا تھا۔ اس ملاقات میں حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ گفتگو نہ کی تھی اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ تو ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی۔ اے میرے پروردگار! موت سے پہلے ایک بار حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کروادے۔

حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک سال میں حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا، تو میں نے حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو کعبہ شریف کے سائے میں بیٹھا دیکھا۔ ان کے ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا، لوگ آپ

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:151

رحمۃ اللہ علیہ کو سورہ انعام پڑھ کر سنا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا کر کہنے لگے: یہ علما کی نوازش اور اولیاء اللہ کی انکساری ہے۔ پھر مجھ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ موت سے پہلے ایک بار ملاقات کی دعا قبول ہوئی۔

حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اُن سے کہا: اُس رات جو کچھ آپ نے دیکھا اور سنا تھا، اُس کے متعلق مجھے بھی بتائیے۔ تو آپ نے ایسی زبردست چیخ ماری، جیسے کہ دل کا پردہ شق ہو گیا ہو اور زمین پر تشریف لے آئے۔ جب کچھ دیر بعد افاقہ ہوا، تو ارشاد فرمایا: اِن اسرار کو بیان کرنے میں اولیاء اللہ کے اندر کیسی خوف اور ہیبت ہے یہ آپ سے مخفی نہیں۔

پھر میں نے پوچھا: یہ قرآن مجید سنانے والے لوگ کون تھے؟

حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ جن تھے پرانی شناسائی کی وجہ سے میں اِن کا احترام کرتا ہوں۔ یہ ہر سال حج میں میرے ہمراہ ہوتے ہیں اور مجھے قرآن سناتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں جنت میں جمع فرمائے گا، جہاں جدائی نہیں ہو گی اور نہ ہی وہاں رنج و غم ہو گا۔ حضرت ضحاک بن مزاہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت راشد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا کہا اور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔[1]

---

(1)... المرجع السابق، ص:177

باکرامت نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن داوٗد دِیْنَوَرِی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کہتے ہیں:"میں نے حضرت سیِّدُنا ابو بَکْر مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو فرماتے ہوئے سنا:"کہ ایک مرتبہ جب میں "عسویہ"سے "رملہ"کی طرف جارہا تھا تو راستے میں ایک ایسا شخص ملا جو ننگے پاؤں، ننگے سر تھا۔ اس کے پاس دو چادریں تھیں ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور ایک کندھوں تک اوڑھی ہوئی تھی۔ موسمِ گرما عروج پر تھا میں اس شخص کو دیکھ کر بہت حیران تھا کہ اس قدر گرمی میں اس کی یہ حالت! اس کے پاس نہ تو زادِ راہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسا برتن یا پیالہ وغیرہ جسے بوقت ضرورت استعمال کر سکے۔ میں نے اپنے دل میں کہا:"اگر اس شخص کے پاس رسی اور ڈول ہوتا جس کے ذریعے یہ پانی نکال کر وضو وغیرہ کر سکتا تو یہ اس کے لئے بہتر تھا۔"

میں دوپہر کے وقت اس کے پاس گیا اور کہا:"اے نوجوان! تو نے جو چادر اپنے کندھوں تک اوڑھی ہوئی ہے اگر اسے سر پر اوڑھ لیتا تو سورج کی تپش سے بچ جاتا۔ میری بات سن کر وہ خاموش رہا اور آگے چل دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر کہا: تم اتنی سخت گرمی میں ننگے پاؤں ہو، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ دیر میں جوتے پہن لوں اور کچھ دیر تم؟"اس نے کہا:"تم بہت فضول گُو ہو، کیا تم نے کبھی حدیثِ پاک لکھی ہے؟"میں نے کہا:"ہاں۔"بولا:"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو بات کام کی نہ ہو اُسے چھوڑ دے۔"[1]

---

(1)...الترمذی، السنن، الرقم: 2317

یہ حدیثِ پاک سنا کر وہ کچھ دیر خاموش کھڑا رہا پھر آگے چل دیا۔اب میرے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔جب میں ساحل سمندر کے پاس پہنچا تو پیاس لگنے لگی۔ وہ میری طرف آیا اور کہا:"کیا تم پیاسے ہو؟"میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔یہ دیکھ کر وہ آگے چل دیا چلتے چلتے مجھے بہت زیادہ پیاس محسوس ہونے لگی۔وہ پھر میری طرف آیا اور کہا:"کیا تمہیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے؟" میں نے کہا:"ہاں!لیکن تم یہاں میٹھا پانی کہاں سے لاؤ گے؟"اس نے کوئی جواب نہ دیا اور میرا ڈول اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا اور اسے بھر کر میرے پاس لے آیا پھر کہا:"پانی پی لو۔"میں نے پیا تو سمندر کا وہ کھارا پانی دریائے "نِیل" کے میٹھے اور صاف پانی سے زیادہ شیریں اور عمدہ تھا۔اس ڈول میں تھوڑی سی گھاس پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کہا:"یہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی معلوم ہوتا ہے۔ میں ضرور اس کی صحبت اختیار کروں گا۔

چنانچہ منزل پر پہنچ کر میں نے اس سے کہا:"میں تمہارے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔" کہا:"اچھا تمہیں کیا پسند ہے، تم آگے چلو گے یا میں؟"میں نے کہا:" اگر تم آگے چلو گے تو مجھے بہت پیچھے چھوڑ دو گے۔" چنانچہ، میں آگے آگے چلنے لگا۔ میں تھوڑی دور چل کر آرام کے لئے رُک جاتا پھر چلنے لگتا۔ میں اسی طرح چلتا رہا۔جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے کہا:"میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں، مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے۔"

اس نے کہا:"اے ابو بَکْر!اگر تم اس بات پر راضی ہو کہ تم چلتے رہو اور میں بعض جگہ بیٹھ جاؤں پھر تو ٹھیک ہے ورنہ تم میرے رفیق نہیں بن سکتے۔"پھر وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا اور منزل پر پہنچ کر قیام کیا۔وہاں میرے کچھ دوست رہتے تھے۔ ان کے پاس

ایک بیمار شخص تھا میں نے ان سے کہا: "اس بیمار پر ڈول میں موجود پانی کے کچھ چھینٹے ڈالو۔" انہوں نے جیسے ہی پانی اس کے اوپر ڈالا وہ فوراً صحت یاب ہو گیا اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے دوستوں سے اس شخص کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہے تو انہوں نے جواب دیا ہمیں تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آرہا۔ میں حیران تھا کہ نہ جانے وہ باکرامت بزرگ کہاں چلا گیا تھا۔[1]

۞۞۞

خاموش نوجوان

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے مقام موقوف میں ایک نوجوان کو سر جھکائے کھڑا دیکھا۔ تمام لوگ دعائیں مانگنے میں مصروف تھے، مگر وہ نوجوان خاموش کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا: اے نوجوان تم دعا کیوں نہیں مانگتے اور خوشی کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا: وحشت ہو رہی ہے، جس وقت میں دعا مانگنے کے قابل تھا، وہ وقت تو مجھ سے ضائع ہو گیا، اب میں دعا مانگنے کے قابل نہیں رہا۔ میں نے اس سے کہا: تمہیں دعا مانگنی چاہیے، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اجتماع کے طفیل تمہیں تمہاری مراد عطا فرما دے۔ میرے یہ کہنے کے بعد اس نوجوان نے دعا مانگنے کا ارادہ کیا۔ ابھی ہاتھ بھی نہ اٹھائے تھے کہ اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔[2]

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:47

(2)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:533

رزّاق کی سنوں یا بندہ رزّاق کی؟

مشہور عالم ربانی شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھ سے حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ میں صنعاء کی مسجد میں تھا اور وہاں محدث عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ احادیث بیان فرما رہے تھے اور ہزار ہا سامعین بڑے ذوق و شوق سے درس حدیث سن رہے تھے۔ مگر ایک نوجوان سب سے الگ تھلگ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا مراقبہ کیے ہوئے تھا۔

میں نے اس نوجوان سے کہا: سب لوگ تو محدث عبد الرزاق کا درس سن رہے ہیں اور تم یہاں منہ چھپائے الگ کیوں بیٹھے ہو؟ تم بھی جا کر درس حدیث سنو۔ تو نوجوان نے جواب دیا: وہاں وہ لوگ موجود ہیں، جو بندہ رزاق سے کلام سن رہے ہیں اور یہاں وہ موجود ہے جو رزاق سے سنتا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے بطور امتحان اس نوجوان کو کہا: اگر تم اپنی گفتگو میں سچے ہو، تو بتاؤ میں کون ہوں؟ تو اس نے فوراً جواب دیا: آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔[1]

۞۞۞

خراسانی نوجوان

حضرتِ سیّدُنا احمد بن علی اَخُمیمِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ہم حضرتِ

---

(1)... اعظمی، روحانی حکایات، ص:140

سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کے متعلق ارشادات فرمارہے تھے۔ اتنے میں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: "اے ابوفَیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ !کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی صاحبِ کرامت ولی کو دیکھا ہے؟" یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی یوں گویا ہوئے: " ایک مرتبہ ایک خُرَاسَانی نوجوان سات دن تک میرے ساتھ مسجد میں رہا۔ اس دوران اس نے کچھ بھی نہ کھایا۔ میں نے کئی مرتبہ کھانے کی دعوت دی مگر اس نے ہر بار انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک سائل نے کوئی چیز مانگی تو خُرَاسَانی نوجوان نے کہا: "اگر تو مخلوق کو چھوڑ کر خالق عَزَّوَجَلَّ سے مانگتا تو وہ تجھے مخلوق سے بے نیاز کر دیتا۔"

سائل نے کہا: میں ابھی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ کہا: بتا تو کیا چاہتا ہے؟ کہا: میرا فاقہ دور ہو جائے اور میری ستر پوشی رہے۔" خُرَاسَانی نوجوان نے محراب کی جانب جا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جب واپس آیا تو عمدہ پھلوں سے بھرا ہوا تھال اور بالکل نئے کپڑے اس کے پاس تھے، جو اس نے سائل کو تھما دیئے۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے نوجوان سے کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اتنا بلند مرتبہ ہونے کے باوجود تو نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا حالانکہ تو سات دن سے بھوکا ہے۔" میری یہ بات سن کر اسے متلی سی ہونے لگی۔ پھر مجھ سے کہا: "اے ابوفیض! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دل رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نور سے منور ہو پھر بھی زبان اس سے کوئی چیز طلب کرے؟" میں نے کہا: "جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہوں کیا وہ اس سے سوال نہیں کرتے؟" کہا: "رضا کے کئی

درجے ہیں۔ بعض لوگ اس درجے میں ہیں کہ ولولۂ شوق و محبت میں اس سے سوال کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں کہ کسی طرح سوال نہیں کرتے، بعض ایسے ہیں کہ اپنے لئے تو اس سے کچھ نہیں مانگتے لیکن دوسروں پر رحم کرتے ہوئے ان کے لئے سوال کرتے ہیں۔"

ابھی گفتگو جاری تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی۔ اس نے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی۔ پھر پانی کا برتن اُٹھا کر مسجد سے باہر چلا گیا، ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ طہارت کے لئے جا رہا ہو لیکن پھر وہ واپس نہ آیا اور نہ ہی دوبارہ میں نے کبھی اسے دیکھا۔[1]

چور اندھا ہو گیا

مدینہ منورہ کی پر کیف فضاؤں میں کچھ بزرگانِ دین بیٹھ کر اولیاء اللہ کا ذکر اور اُن سے سرزد ہونے والی کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ان لوگوں کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور ان کی باتیں غور سے سننے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نابینا شخص ان بزرگوں کے بالکل قریب چلا گیا اور کہنے لگا: میں ایک عیال دار آدمی تھا۔ ایک دن بقیع کی جانب لکڑی لینے کی غرض سے گیا، تو وہاں میں نے ایک نوجوان کو اکیلے دیکھا، جس نے نہایت ہی قیمتی لباس پہنا ہوا تھا اور اس کا جوتا اس کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ کوئی سرگرداں آدمی ہے، جس کے دماغ میں فتور آ گیا ہے۔

میرے دل میں آیا کہ اس کے کپڑے چھین لوں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص: 62

سے کہا: کہ اپنے کپڑے اتار دے۔ اس نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اوراس کی حفاظت میں یہاں سے چلا جا۔ میں نے پھر اس سے کپڑے اتارنے کا کہا اور یہ بات دو تین مرتبہ دہرائی۔ اس نے کہا: کیا تو میرے کپڑے ضرور اتروائے گا؟ میں نے کہا: ہاں میں تمہارے کپڑے ضرور لوں گا۔ چنانچہ اس نوجوان نے اپنی دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، تو میری دونوں آنکھیں نکل کر باہر گر پڑیں اور میں اندھا ہو گیا۔ میں چیخا، چلایا اور اس سے کہا: اپنا نام تو بتا دے۔ تو اس نے کہا: میرا نام حضرت ابراہیم خوص ہے۔[1]

❖❖❖

شعر کا اثر

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں اور حضرت دراج ابن القرطی رحمۃ اللہ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے بصرہ اور رملہ کے درمیان جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک محل کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص چھت پر بیٹھا ہوا، سامنے لونڈی سے شعر سن رہا ہے۔ لونڈی یہ شعر پڑھ رہی تھی:

ترجمہ: میں تو تجھ سے خدا کے لیے محبت کرتا تھا اور اس کے ساتھ تیرا ہر روز ایک نئے انداز اور رنگ میں بدلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

میں نے ایک نوجوان کو اس محل کے نیچے گڈری اور لوٹا لیے کھڑے دیکھا۔ اس نے کہا: اے لونڈی تجھے خدا کی قسم یہ شعر دوبارہ پڑھ، کیونکہ میری زندگی صرف ایک

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:181

سانس رہ گئی ہے اور اس شعر کے سننے سے ختم ہو جائے گی۔ لونڈی نے جب شعر دوبارہ پڑھا، تو نوجوان نے نعرہ مارا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ لونڈی کے مالک نے جب یہ منظر دیکھا تو اس لونڈی سے کہا: کہ تو آزاد ہے اور خود محل سے نیچے اتر کر اس نوجوان کے کفن و دفن میں مشغول ہو گیا۔ سب بصرہ والوں نے مل کر اس نوجوان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اہل بصرہ! میں فلاں بن فلاں ہوں۔ تم گواہ ہو جاؤ میں نے اپنی تمام جائیداد راہ خدا میں وقف کر دی ہے اور غلاموں کو آزاد کر دیا ہے۔

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا اور کسی کو اس کا پتا نہ چلا۔[1]

۞۞۞

باحیا نوجوان

حضرتِ سیّدُنا احمد بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید اپنے والدِ محترم سے نقل کرتے ہیں: "کوفہ میں ایک عبادت گزار، خوبصورت و نیک سیرت نوجوان رہتا تھا۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتا اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ ایک مرتبہ ایک حسین و جمیل اور عقل مند عورت نے اسے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئی اور اسی کے خیال میں گم رہنے لگی۔ بالآخر جب اس کی محبت شدت اختیار کر گئی تو وہ راستے میں کھڑی ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ عبادت گزار نوجوان مسجد کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ وہ اس کی طرف لپکی اور کہا: " اے نوجوان! میں تجھ سے ایک بات کرنا

---

(1)... ہجویری، کشف المحجوب، ص:643

چاہتی ہوں، میری بات سن لو، پھر جو چاہے کرنا۔"اس شرم وحیا کے پیکر نوجوان نے جب ایک غیر محرم اجنبیہ عورت کی آواز سنی تو اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوا اور نگاہیں جھکائے تیزی سے مسجد کی طرف بڑھ گیا۔"

جب مسجد سے گھر کی طرف آنے لگا تو وہی عورت ملی اور کہنے لگی:"اے نوجوان! میری بات سن! میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"نوجوان نے نگاہیں جھکائے جواب دیا:"یہ تہمت کی جگہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ پر تہمت لگانے میں مبتلا ہوں۔" عورت نے کہا:"وَاللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری حالت سے اچھی طرح خبر دار ہوں، لیکن میں اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آئی ہوں، میں خوب جانتی ہوں کہ اتنا معمولی سا تعلق بھی لوگوں کے نزدیک بہت بڑا ہے، تجھ جیسے نیک خصلت اور پاکیزہ لوگ آئینہ کی مثل ہوتے ہیں کہ ادنی سی غلطی بھی ان کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ لیکن کیا کروں میں اس معاملے میں بے بس ہوں، میرے دل کا حال یہ ہے کہ ہر وقت تیری یاد میں تڑپتا ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء تیری ہی طرف متوجہ ہیں۔"نوجوان اس کی یہ گفتگو سن کر کچھ کہے بغیر اپنے گھر کی جانب چلا گیا۔ گھر جا کر اس نے نماز پڑھنا چاہی لیکن اسے خشوع و خضوع حاصل نہ ہو سکا۔ بالآخر اس نے ایک خط لکھا اور باہر آیا تو دیکھا کہ وہ عورت اسی جگہ کھڑی ہے۔ نوجوان نے جلدی سے خط اس کی طرف پھینکا اور واپس چلا گیا۔ عورت نے خط اٹھایا اور بے تاب ہو کر پڑھنے لگی تو اس میں لکھا تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

"اے عورت! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس سے درگزر فرماتا ہے۔ جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن جب بندہ اتنا نافرمان ہو جاتا ہے کہ گناہوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کو زمین وآسمان، پہاڑ، جانور، شجر و حجر کوئی بھی چیز برداشت نہیں کرسکتی پھر کس میں ہمت ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کا سامنا کرے۔ اے عورت! اگر تو اپنے بیان میں جھوٹی ہے تو میں تجھے وہ دن یاد دلاتا ہوں کہ جس دن آسمان پگھل جائے گا اور پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے، اور تمام مخلوق اللہ جبّار وقہّار کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تو اپنی اصلاح میں کمزور ہوں پھر بھلا میں دوسروں کی اصلاح کیسے کرسکتا ہوں؟ اور اگر تو اپنی باتوں میں سچی ہے اور واقع تیری کیفیت وہی ہے جو تو نے بیان کی، تو میں تجھے ایک ایسے طبیب کا پتہ بتاتا ہوں جو اُن دلوں کا بہترین علاج جانتا ہے جو مرضِ عشق کی وجہ سے زخمی ہو گئے ہوں اور ان زخموں کا علاج کرنا بھی خوب جانتا ہے جو رنج والم کی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ جان لے! وہ طبیبِ حقیقی ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، تو سچی طلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جا۔ بے شک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے تجھ سے تعلق نہیں رکھ سکتا:

﴿وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ یَعْلَمُ خَآىٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی

سفارشی جس کا کہامانا جائے اللہ جانتاہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپاہے۔[1]

رکھو۔ جہاں تم دیکھو کہ خرچ کرنا مناسب ہے بلا جھجک خرچ کرنا اور جو تمہیں مستحق نظر آئے اسے دے دینا۔" چنانچہ، میں نے تجارت شروع کر دی۔ جتنا نفع ہوتا میں اس میں سے نصف اسے بھجوا دیتا اور وہ اتنا ہی مال مزید اس میں شامل کر کے واپس میری طرف بھیج دیتا۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ معاہدے کا آخری سال آیا تو وہ تاجر میرے پاس آیا اور کہا:"میں اکثر سمندری سفر میں رہتاہوں۔ بے شک مجھے بھی موت آنی ہے جو وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مقرر کیا ہے وہ ضرور مجھ پر بھی آئے گا۔ یہ سارا مال تم رکھ لو، اس میں سے صدقہ کرو، مساجد بناؤ اور خیر کے کاموں میں خرچ کرو۔" اتنا کہا اور بے انتہا مال چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ بس اس طرح میرے پاس یہ سارا مال آیا اور میں اِسے ایسے ہی نیک کاموں میں خرچ کر تاہوں۔ سارا واقعہ سنانے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا دَعْلج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اے ابو موسیٰ !جب تک میں زندہ رہوں تب تک یہ بات کسی کو نہ بتانا۔

اے عورت!جب یہ معاملہ ہے تو خود سوچ لے کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے اور راہِ فرار کیوں کر ممکن ہے؟ عورت نے خط پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ دنوں بعد پھر اسی راستے پر کھڑی ہو گئی۔ جب نوجوان کی نظر اس پر پڑی تو وہ واپس اپنے گھر کی طرف جانے لگا۔ عورت نے پکار کر کہا:"اے نوجوان!واپس نہ جا، اس ملاقات کے بعد پھر کبھی ہماری ملاقات نہ ہو گی، سوائے اس کے کہ بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں

---

(1)... المؤمن:18-19

ہماری ملاقات ہو۔ اتنا کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی۔ اور روتے ہوئے کہنے لگی: "جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں تیرے دل کے اختیارات ہیں، میں اسی سے سوال کرتی ہوں کہ تیرے بارے میں مجھ پر جو معاملہ مشکل ہو گیا ہے وہ اسے آسان فرمادے۔" پھر وہ عورت نوجوان کے قریب آئی اور بولی: "مجھ پر احسان کر اور کوئی ایسی نصیحت کر جس پر عمل کر سکوں۔ باحیا نوجوان نے سر جھکائے نگاہیں نیچی کئے جواب دیا: خود کو اپنے نفس سے باز رکھ، نفس کی خواہشات سے بچ۔ میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ۔[1]

یہ آیتِ کریمہ سن کر عورت نے اپنا سر جھکا لیا اور پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے رونے لگی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ نوجوان جا چکا تھا۔ وہ اپنے گھر چلی آئی اور پھر عبادت وریاضت کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہنے لگی۔ جب بھی نوجوان کی یاد آتی اس کا خط منگوا کر آنکھوں سے لگا لیتی۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: "تجھے اس طرح کرنے سے کیا ملتا ہے؟" کہا: "کیا کروں، کیا میرے لئے اس کے علاوہ بھی کوئی علاج ہے؟" وہ دن بھر یادِ الٰہی عَزَّوَجَلّ میں مصروف رہتی۔ جب رات ہو جاتی تو نوافل میں مشغول ہو جاتی اور بالآخر اسی طرح عبادت وریاضت کرتے

---

(1)... الانعام:60

کرتے اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئی۔"

یہ بھی منقول ہے کہ وہ عورت ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئی جس کی وجہ سے اس کے جسم سے متاثرہ حصہ کاٹ دیا جاتا۔ ورنہ وہ بیماری پورے جسم میں پھیل جاتی۔ طبیب اس کے جسم سے گوشت کاٹتے تو عورت کو بہت تکلیف ہوتی اور وہ انہیں روک دیتی لیکن جب اس کے سامنے نوجوان کا ذکر کیا جاتا تو اسے تکلیف محسوس نہ ہوتی اور طبیب آرام سے اس کا گوشت کاٹ لیتے۔ بالآخر اسی بیماری میں اس کی موت واقع ہو گئی۔[1]

۞۞۞

شہباز ولایت

شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک شہبار میرے دروازے پر آیا مگر میں اسے پکڑ نہ سکا۔ میری خواہش ہے کہ وہی یا اس جیسا دوسرا شہباز میسر آئے، مگر ابھی تک نامراد ہوں۔

لوگوں نے شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کی وضاحت چاہی، تو آپ نے فرمایا: ایک دفعہ میرے مہمان خانہ میں نماز عصر کے بعد ایک نوجوان شخص آیا۔ اس کا رنگ زرد، بال بکھرے ہوئے تھے۔ ننگے سر اور برہنہ پاؤں تھا۔ وضو کر کے اس نے نماز ادا کی اور مغرب تک گریبان میں سر ڈالے بیٹھا رہا۔ اس روز خلفیہ کے ہاں ہم لوگوں کی دعوت تھی، تو بادشاہ کا قاصد ہم لوگوں کو بلانے کے لیے آگیا۔ میں

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:42

نے اس نوجوان سے کہا: تم بھی ہمارے ساتھ بادشاہ کی دعوت پر چلو۔ اس نے گریبان سے سر نکال کر کہا: میں خلیفہ کے دربار میں نہیں جانا چاہتا، البتہ تم میرے لیے حلوہ لے آنا۔ اس نے چونکہ ہمارے ساتھ جانے سے انکار کیا تھا، اس لیے میں نے اس کی بات پر توجہ نہیں دی اور اپنے دل میں کہا: ابھی یہ نوجوان راہ سلوک میں نیا نیا داخل ہوا ہے، ادب سے واقف نہیں، ورنہ دعوت میں جانے سے انکار نہ کرتا۔

پھر ہم دعوت پر چلے گئے، رات کے پچھلے پہر ہماری واپسی ہوئی، جب میں مہمان خانے میں داخل ہوا، تو میں نے اس نوجوان کو اسی طرح گریبان میں سر ڈالے درود شریف پڑھتے دیکھا۔ میں بھی کچھ دیر بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہا۔ پھر مجھے نیند آگئی جیسے ہی میری آنکھ لگی، تو میں نے خواب میں ایک بہت بڑا اجتماع دیکھا۔ اس میں ایک سب سے زیادہ بزرگ شخصیت جلوہ فرما تھی۔ مجھے کسی نے بتایا کہ یہ نورانی چہرے والے بزرگ حضور تاجدار کائنات ﷺ ہیں اور ان کے دائیں بائیں اور پیچھے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہے۔ میں نے فرط محبت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ السلام نے اپنا رخ انور مجھ سے دوسری طرف پھیر لیا۔ میں نے دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ السلام نے اپنا رخ انور اس طرف سے بھی پھیر کر دوسری جانب کر لیا۔ میں بہت پریشان ہوا اور دل میں سوچنے لگا۔ آخر مجھ سے کون سی غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے حضور ﷺ مجھ سے ناراض ہیں۔ آخر کار میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آخر مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟ جس کی وجہ سے آپ ﷺ اپنا رخ انور مجھ سے پھیر لیتے ہیں۔

تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت کے ایک درویش نے تم سے کھانے کی ایک چیز طلب کی تو تم نے وہ بھی نہ اسے عطا کی۔ یہ سن کر میں بیدار ہو گیا، مجھ پر ہیبت طاری تھی۔

میں فوراً اس نوجوان فقیر کے پاس گیا، مگر وہ وہاں نہیں ملا۔ میں نے کسی کو دروازے سے باہر نکلتے دیکھا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو وہ وہی نوجوان تھا۔ میں نے اس کو آواز دی: کہ اے صالح نوجوان! میری بات سنو، واپس آجاؤ تم نے جو کھانے کی چیز طلب کی تھی، میں ابھی لا کر دیتا ہوں۔ تو اس نے میری طرف مڑ کر کہا: کہ میں نے تم سے ایک کھانے کی چیز طلب کی تو تم نے نہیں دی۔ اب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سفارش ہوئی تو تم تیار ہوئے ہو، اب مجھے اس کی حاجت نہیں۔ یہ کہہ کر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔[1]

❖❖❖

ایک نوجوان کا توکل

حضرت ابرہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شام کے راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا، جو کہ خوش اخلاق تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ میری صحبت میں رہ سکتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: میں تو بھوکا رہوں گا۔

اس نے کہا: اگر آپ بھوکے رہیں گے تو آپ کے ساتھ میں بھی بھوکا رہوں گا۔ ہم نے بھوک کی حالت میں چار دن گزار دیئے۔ پھر ہمارے پاس کوئی چیز آئی، میں نے

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:219

اس سے کہا: آؤ کھانا کھالیں۔ اس نے کہا: میں تو عہد کر چکا ہوں کہ میں کسی واسطے سے ملنے والی چیز نہیں لوں گا۔

میں نے کہا: اے غلام تم نے بہت باریک بات کہی۔

اس نے کہا: اے ابراہیم! میری جھوٹی تعریف نہ کریں، کیونکہ پرکھنے والا آپ کے مال اور توکل کو خوب جانتا ہے۔

پھر اس نے کہا: توکل کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ اگر آپ پر فاقہ آئے، پھر بھی آپ کا دل اسی ذات کی طرف متوجہ رہے، جو کفایتوں کا مالک ہے۔[1]

۞۞۞

اولیا مرتے نہیں زندہ ہیں

حضرت شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں مکہ مکرمہ میں باب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کہ میں نے راستے میں ایک لاش رکھی ہوئی دیکھی۔ جب میں نے اسے قریب جا کر دیکھا، تو وہ ایک نوجوان کی لاش تھی۔ یکایک وہ نوجوان مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا: اے ابو سعید! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں، وہ تو صرف ایک جہاں سے دوسرے جہاں منتقل ہوتے ہیں۔[2]

۞۞۞

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:316

(2)... قیلوبی، نوادرالقیلوبی، ص:17

ایک نوجوان عالم دین

شہر بغداد میں ایک نہایت نیک سیرت نوجوان عالم دین رہتا تھا۔ وہ لوگوں کو کھلے عام گناہوں سے روکتا اور انہیں نیکی کی دعوت دیتا تھا، یہاں تک کہ خلیفہ بغداد ہارون رشید کو بھی اس کے غلط کاموں سے ٹوک دیا کرتا تھا۔ ایک بار خلیفہ کو سخت غصہ آیا اور اس نے نوجوان صالح عالم دین کو ایک ایسی کوٹھری میں قید کروادیا، جو بہت زیادہ تنگ تھی اور اس کے تمام سوراخوں کو بھی بند کروادیا۔ تاکہ یہ کسی طرح سانس نہ لے سکے اور بھوک وپیاس اور دم گھوٹنے کی حالت میں اسی کوٹھری میں مر جائے۔

مگر چند دنوں بعد خلیفہ بغداد یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس نوجوان کو اس نے قید کروایا تھا، وہ بڑی اچھی حالت میں ایک باغ میں ٹہل رہا ہے۔ خلیفہ نے اپنے سپاہیوں کو بھیج کر اس نوجوان کو پکڑواکر اپنے شاہی دربار میں بُلاکر پوچھا کہ تم کو کوٹھری سے کس نے نکالا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: جس نے مجھے قید کیا تھا۔ خلیفہ نے پھر پوچھا: تم کو کوٹھری میں بند کس نے کیا تھا؟ نوجوان نے کہا: جس نے مجھے نکالا ہے۔

یہ سن کر خلیفہ بغداد تعجب سے حیران رہ گیا، اور نوجوان کی حق گوئی کی ہیبت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے حکم دیا: کہ اس صالح عالم دین کو گھوڑے پر سوار کر کے سارے شہر میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ یہ وہ شخص ہے جس کو خدا نے عزت دی ہے، مگر اس کو خلیفہ ذلیل کرنا چاہتا تھا مگر جس کو اللہ تعالیٰ عزت دے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔[1]

---

(1)... اعظمی، روحانی حکایات، ص:117

شیخ شجاع رضی اللہ عنہ کی توبہ کا سبب

حضرت شیخ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ بہت بلند پائے کے ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر کرمان کے بادشاہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکار کے ارادے سے نکلے۔ جنگل میں شکار کرتے کرتے تنہا دور نکل گئے۔ وہاں جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیران کن منظر دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے درندے جمع ہیں۔ ان درندوں میں سے ایک درندے پر ایک نوجوان سوار ہے۔ درندوں نے جب حضرت شیخ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ مگر اس نوجوان نے انہیں روک دیا۔

پھر نوجوان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا اور کہا: اے شیخ آپ اپنے پروردگار سے اس قدر غافل ہیں؟ اور دنیا کے لیے آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ لذت و خواہشات کی پیروی میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے بھاگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت اس لیے دی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے اس کی طاعت میں مدد حاصل کر سکو۔ مگر آپ نے اسے عیش و عشرت میں لگا رکھا ہے۔

نوجوان ابھی یہ باتیں کر رہی رہا تھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لیے نمودار ہوئی اور نوجوان کو دے دیا۔ نوجوان نے اس پیالے میں سے پہلے خود پانی پیا اور پھر شیخ شجاع کرمانی کو دیا۔ اس کے بعد بڑھیا وہاں سے غائب ہو گئی۔

حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان سے کہا: اتنا لذیذ اور مزیدار پانی میں نے آج تک نہیں پیا اور یہ بڑھیا کون تھی؟ نوجوان نے کہا: یہ بڑھیا جسے

آپ نے دیکھا تھا، یہ دنیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میری خدمت کے لیے متعین فرمادیا ہے۔ جب بھی مجھے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے دل میں خیال کرتا ہوں تو یہ بڑھیا فوراً لے کر حاضر ہو جاتی ہے۔

پھر اس نوجوان نے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو تخلیق فرمایا تھا تو اس وقت اسے حکم دیا تھا کہ جو میری خدمت کرے، تو اس کی خدمت کرنا اور جو تیری خدمت کرے تو اس سے مزید اپنی خدمت لینا۔

حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی اور بلند مقام پر فائز ہو گئے۔[1]

۞۞۞

خوبصورت دولہا اور بدصورت دولہن

حضرتِ سیّدُنا محمد بن نُعَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرتِ سیّدُنا ابو عثمان حِیرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیّدَتُنا مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ کہتے ہوئے سنا:" ایک مرتبہ مجھے میرے سرتاج حضرتِ سیّدی ابو عثمان حِیرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ تنہائی میسر آئی تو میں نے موقع غنیمت جان کر پوچھا: اے ابو عثمان! اپنی زندگی کا کون سا عمل آپ کو سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے؟ فرمایا:" اے مریم! جب میں عالمِ شباب میں تھا تو اس وقت میری رہائش "رَے" میں تھی۔ لوگ مجھے بہت پسند کرتے۔ سب کی خواہش

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:223

تھی کہ میری شادی ان کے گھر ہو جائے لیکن میں سب کو انکار کر دیتا۔ ایک دن ایک عورت میرے پاس آئی اور یوں گویا ہوئی: "میں تیری محبت میں بہت زیادہ بے قرار ہو گئی ہوں، میری رات کی نیندیں اور دن کا چین برباد ہو گیا ہے، میں تجھے اس کا واسطہ دے کر التجا کرتی ہوں جو دلوں کو پھیرنے والا ہے کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔"

اس کے یہ جذبات دیکھ کر میں نے پوچھا: "کیا تمہارا باپ زندہ ہے ؟" اس نے کہا: "جی ہاں، میرا باپ درزی ہے اور فلاں محلے میں رہتا ہے۔ میں نے اس کے والد کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو وہ بہت خوش ہوا، اس نے فوراً گاؤں کے معزز لوگوں کو بلا کر میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔ جب میں حجرۂ عروسی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میری نئی نویلی دلہن ایک آنکھ سے محروم، پاؤں سے لنگڑی اور انتہائی بدشکل تھی، اسے دیکھ کر میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: "اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو نے جو میرا مقدر بنایا میں اس پر تیرا شکر گزار ہوں۔" پھر جب میرے گھر والوں کو میری زوجہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو مجھے برا بھلا کہا اور خوب ڈانٹا۔ لیکن میں نے اپنی زوجہ سے کبھی کوئی ایسی بات نہ کی جو اسے بری لگتی بلکہ میں اس پر بہت زیادہ مہربان ہو گیا اور اسے ضرورت کی ہر شئے مہیا کرتا۔

میری محبت وشفقت کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی کہ لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدائی برداشت نہ کرتی۔ چنانچہ، اپنی اس مجبور و بے کس، محبت کی پیاسی اور معذور بیوی کی خاطر میں نے دوستوں کی محفل میں جانا چھوڑ دیا اور زیادہ وقت اسی کے پاس گزارنے لگا، تاکہ اس بیچاری کا دل خوش رہے اور یہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو۔ اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سال اپنی اس معذور بیوی کے ساتھ گزار دیئے۔

بعض اوقات مجھے اتنی تکلیف ہوتی جیسے مجھے سُلگتے اَنگاروں پر ڈال دیا گیا ہو لیکن میں نے کبھی بھی اس کیفیت کا اظہار اس پر نہ کیا۔ یہاں تک کہ پندرہ سال بعد وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئی۔ میری اس معذور بیوی کو مجھ سے جو محبت تھی اسے نبھانے اور اس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی خاطر میں نے جو عمل کیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔[1]

۞۞۞

قرآن سن کر روح نکل گئی

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ایک نوجوان کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ خوف خداوندی سے کانپ رہا تھا اور اس کی نماز کا طریقہ اہلِ خشوع جیسا تھا۔ میں نے دل میں سوچا یقیناً یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ چنانچہ میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز ختم کر چکا تو میں نے اسے سلام کیا اور کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے، وہ اس شخص کو پکڑ لے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوگی۔ مال و دولت کو جمع کر رکھا ہوگا۔ (یعنی اس کی زکوۃ ادا نہ کی ہوگی) جب اس نوجوان نے یہ باتیں سنیں، تو غش کھا کر زمین پر تشریف لے آیا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے کہا: کچھ اور سنائیں۔

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:64

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرّر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔[1]

یہ آیت کریمہ سن کر وہ نوجوان انتقال کر گیا۔ میں نے اس کے سینے کی طرف دیکھا، تو اس پر قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا۔

﴿فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ﴾

وہ تو من مانتے عیش میں ہیں۔[2]

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس نوجوان کو انتقال کے بعد تیسری شب خواب میں دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور سر پر موتیوں کا تاج چمک رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا: کہ غفور ورحیم پروردگار نے مجھے بخش دیا اور اہل بدر کے جیسا ثواب عطا کیا، بلکہ اور زیادہ بھی دیا۔ اس لیے کہ اہلِ بدر تو کفار کی شمشیر سے شہید ہوئے تھے اور میں کلام ربانی سے شہید ہوا ہوں۔[3]

۞۞۞

---

(1)... التحریم:6

(2)... القارعۃ:6

(3)... یافعی، روض الریاحین، ص:234

سچی توبہ

خاندان بنو امیہ کا خوبصورت حسین و جمیل نوجوان موسی بن محمد بن سلیمان ہاشمی خوش لباسی، عیش و عشرت، کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں سر مستی حیات کا عادی تھا۔ اس نوجوان کا دستر خوان ہر وقت لذیذ کھانوں سے سجا رہتا۔ شارع عام پر اس نے ایک نہایت خوبصورت محل بنا رکھا تھا۔ محل کے ایک جانب خوبصورت باغ تھا، جس میں نہایت خوبصورت خوش نما کیاریاں تھیں۔ اس باغ میں اکثر بیشتر مجلس سجاتا، تو کبھی اپنے محل میں بیٹھ کر وسیع گزر گاہ سے محظوظ ہوتا۔

اس نوجوان کے محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبہ بھی تھا، جس میں چاندی کی میخیں تھیں۔ قبہ کے بالکل درمیان میں شہزادے کے لیے تخت بچھا ہوا تھا۔ ہر رات یہاں اپنے دوستوں کے ہمراہ محفل سجاتا، اس کی محفل میں گناہوں بھرے افعال ہوتے، کبھی بھولے سے بھی اس کی محفل میں موت وآخرت کا ذکر نہ ہوتا۔

اس نوجوان کی ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی، جو کہ ساری عیش و عشرت اور لہو و لعب کی محفلوں میں لگ جاتی تھی۔ ایک رات حسب سابق یہ محفل سجائے اپنے محل میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک اس کے کانوں میں دردناک خوف و گھبراہٹ سے بھری ہوئی آواز آئی۔ جب موسی بن محمد ہاشم نے یہ آواز سنی تو فوراً اس نے اپنے غلاموں کو کہا: کہ اس آواز کا تعاقب کرو اور یہ چینخ جس شخص کی ہے اسے میرے پاس لاؤ۔

خدام محل سے باہر اس شخص کو تلاش کرنے کے لیے چل پڑے، جس کی چینخ

نے شہزادے کے ہوش و حواس اڑا دیئے تھے۔ خدام تلاش کرتے کرتے قریب ہی ایک مسجد میں پہنچے، دیکھا کہ ایک نوجوان عبادت میں مشغول ہے۔ یہ نوجوان انتہائی کمزور اور لاغر تھا، جسم پر گوشت نام کی کوئی چیز نہ تھی، بدن گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، رنگ زرد، لب خشک، بال بکھرے ہوئے، دو پرانی چادروں میں لپٹا ہوا تھا۔

خدام نے اس نوجوان کو ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسی کے پاس لے آئے۔ موسی نے پوچھا: آخر کیا وجہ تھی، جس نے تمہیں اس طرح چیخ پر مجبور کیا؟ نوجوان نے کہا: میں مسجد میں تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھا۔ قرآن مجید کے اندر ایک ایسا مقام آیا، جس نے مجھے تڑپا دیا۔ موسی نے کہا: ذرا میں بھی تو سنوں۔ نوجوان نے تعوذ و تسمیہ کے بعد یہ آیات تلاوت کیں:

﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَؕ (۱۳) كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۱۴) كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَؕ (۱۵) ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِؕ (۱۶) ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَؕ (۱۷) كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَؕ (۱۸) وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں، کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے، ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں۔ پھر بے شک انہیں جہنم میں داخل ہونا۔ پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل عِلّیّین میں ہے۔ اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے۔

نوجوان نے کہا: یہی وہ آیات تھیں، جس نے مجھے تڑپا دیا تھا۔ پھر نوجوان شہزادہ

کی طرف مخاطب ہوا اور کہا: اے دنیا کے فریب میں آنے والے! تیری یہ محفل کہاں اور اس جنت کی نعمتیں کہاں؟ جو مومنین کے لیے تیار ہیں۔ جنتی تخت کچھ اور ہی ہو گا۔ اس پر نرم و نازک بستر ہوں گے اور سبز قالینوں اور بستروں پر تکیہ لگائے لوگ آرام کریں گے۔ وہاں دو نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں اور ہر پھل دو دو قسم کا ہے۔ وہاں کے میوے نہ تو ختم ہوں گے اور نہ ہی جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہو گا۔ اہلِ جنت جنت کے پسندیدہ عیش میں ہوں گئے، وہاں انہیں کوئی ناگوار بات سنائی نہیں دے گی۔ وہاں اونچے اونچے تختوں کے ارد گرد آبخورے قطار سے رکھیں ہوں گئے۔

موسی نے کہا: یہ نعمتیں تو متقی لوگوں کے لیے ہوں گی، نافرمانوں کے لیے کیا ہو گا؟ نوجوان نے کہا: نافرمان جہنم میں جائیں گے۔ وہاں اُن کے لیے آگ ہی آگ ہو گی، جو کبھی سرد نہ ہو گی، انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، اُن کا کھانا تو عذاب، پینا تو عذاب، انہیں کسی طرح راحت نہ ہو گی۔

جب ہاشمی شہزادے موسی نے نوجوان کی یہ باتیں سنیں، تو ایک زور دار چیخ مار کر رونا شروع کر دیا۔ فوراً تخت سے نیچے اترا اور نوجوان کے ساتھ لپٹ گیا۔ پھر اس نے اپنے غلاموں اور خادموں سے کہا: چلے جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ پھر شہزادہ نوجوان کو لے کر ایک پرانی بوریہ پر جا بیٹھا اور اپنی ضائع ہونے والی جوانی پر آنسو بہاتا رہا۔ اس صالح نوجوان نے اس کو دلاسا دیا اور کہا: کہ پروردگار رحمن ورحیم ہے تو اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

پھر اس ہاشمی شہزادے نے سچی توبہ کی، جن جن کے حقوق دینے تھے۔ انہیں ادا کیا، اپنی ساری دولت کو صدقہ و خیرات کر ڈالا۔ اپنے غلاموں اور کنیزوں میں بعض کو

آزاد اور بعض کو فروخت کر دیا۔ ایک موٹا لباس زیب تن کر کے عبادت الٰہی کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ اتنی کثرت سے مجاہدہ و ریاضت کرتا کہ دیکھنے والوں کو اس پر ترس آتا۔ اگر کو کوئی کثرت مجاہد سے روکتا تو اپنے گزرے ہوئے ایام کو یاد کر کے خوب روتا۔ پھر حج کے دنوں میں اس نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور وہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ اس ہاشمی شہزادے موسیٰ نے اپنی زندگی کے باقی ایام خانہ کعبہ کے پاس ہی گزار کر اس دار فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔[1]

۞۞۞

اُستاد ہو تو ایسا

حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر "طَرَسُوس" کی طرف جاتے اور وہاں ایک مسافر خانے میں ٹھہرتے، ایک نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث سنا کرتا، جب بھی آپ "رِقَّہ" (نامی شہر میں) تشریف لاتے وہ نوجوان حاضرِ خدمت ہو جاتا۔ ایک مرتبہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "رِقَّہ" پہنچے تو اس نوجوان کو نہ پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت جلدی میں تھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے گیا ہوا تھا آپ بھی اس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر میں شامل ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مسلمانوں کو فتح ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غازی بن کر واپس طَرَسُوس آئے اور "رِقَّہ" پہنچ کر اپنے اس نوجوان

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:

شاگرد کے بارے میں پوچھاتوپتا چلا کہ نوجوان مقروض تھااور اس کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ قرض ادا کرتا لہٰذا قرض ادانہ کرنے کی وجہ سے اسے گرفتار کرلیا گیاہے۔"

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:"میرے اس نوجوان شاگرد پر کتنا قرض تھا ؟"کہا:" دس ہزار درہم۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوچھتے پوچھتے قرض خواہ کے گھر پہنچے، اسے دس ہزار درہم دے کر اپنے شاگرد کی رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا:"جب تک میں زندہ رہوں اس وقت تک کسی کو بھی اس واقعہ کی خبر نہ دینا۔" پھر راتوں رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے رخصت ہوگئے۔ قرض خواہ نے صبح ہوتے ہی مقروض نوجوان کو رہا کر دیا۔ نوجوان جب باہر آیاتو لوگوں نے کہا:"حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، اب وہ واپس جا چکے ہیں، یہ سن کر نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں نکل پڑا اور تین دن کی مسافت طے کرکے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھا تو پوچھا:" اے نوجوان ! تم کہاں تھے ؟میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں پایا۔"نوجوان نے کہا:"اے ابو عبد الرحمن علیہ رحمۃ اللہ المنّان !مجھے قرض کے عوض قید کرلیا گیا تھا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:"پھر تمہاری رہائی کا کیا سبب بنا؟" کہا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی نیک بندے نے میرا قرض ادا کر دیا، اس طرح مجھے رہائی مل گئی۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اے نوجوان !اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی اور تجھے رہائی عطا فرمائی۔"

راوی کہتے ہیں: جب تک حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ رہے تب تک اس قرض خواہ نے کسی کو بھی خبر نہ دی کہ نوجوان کا قرض کس نے

ادا کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اس نے سارا واقعہ لوگوں کو بتا دیا۔[1]

۞۞۞

درسِ زہد و توکُّل

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَوَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابو سلمان علیہ رحمۃ الرحمن کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ایک مرتبہ میں "لُکام" کے پہاڑوں میں گیا، وہاں ایک نوجوان اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح مناجات کر رہا تھا: "اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اے امیدوں کو پورا کرنے والے! اے امید دلانے والے! اے وہ ذات جس کی عطا سے میرے اعمال مکمل ہوتے ہیں! میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دعا سے جو تیری بارگاہ تک نہ پہنچے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بدن سے جو تیری عبادت کے لئے کھڑا نہ ہو۔ الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو تیرا مشتاق نہ ہو، میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے۔"

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلمان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "جب میں نے اس کا یہ جملہ سنا "میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے" تو میں سمجھ گیا کہ اس شخص کو مقامِ معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا: "اے نوجوان! بے شک عارفین کے لئے مقامات و مراتب اور مشتاقوں کے لئے نشانیاں ہیں۔" نوجوان نے پوچھا: وہ

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:85

علامتیں اور مراتب کیا ہیں ؟ میں نے کہا:"مصائب کو چھپانا، کرامات دکھانے سے بچنا ۔" کہا:"مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے۔"

میں نے کہا:" ابھی تشریف لے جایئے اور اُس (پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ) کے علاوہ کسی کی طرف نہ جاؤ اور اُس کے علاوہ کسی سے اُمید نہ رکھو۔ اس راستے میں فقر غِناء ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائش در حقیقت شفاء ہے۔ اور توکُّل زندگی کا بہترین سرمایہ ہے، بے شک ہر مصیبت کا ایک مقررہ وقت ہے۔نہ اس کی طرف سے ملنے والی خیر کو ٹھکرا، نہ ہی اس کی عطا کردہ اشیاء میں بخل کر۔ دنیوی خواہشات کی طرف ہر گز نہ جا۔ میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور آہ وزاری کرنے لگا۔ میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دور مجھے ایک اور نوجوان سویا ہوا نظر آیا، میں نے اسے جگا کر کہا:" اے نوجوان! اب بیدار ہو جا، بے شک مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آنا، مرنے کے بعد آرام کرلینا۔"

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

نوجوان نے میری آواز سن کر اپنا سر اٹھایا اور کہا:" اے ابو سلمان علیہ رحمۃ ا لرحمن! مرنے کے بعد موت سے بھی زیادہ سختیاں ہیں۔"میں نے کہا:"اے نوجوان! جو موت پر یقین رکھتا ہے وہ اعمالِ صالحہ کے لئے ہر دم کوشاں رہتا اور اپنے آپ کو تیار رکھتا ہے اور پھر اسے دُنیوی نعمتوں کی خواہش نہیں ہوتی۔[1]

❁❁❁

---

(1)... المرجع السابق، ص:91

فاتح عیسائیت کی دعا

فاتح عیسائیت پیر ابو النصر منظور احمد شاہ علیہ الرحمہ نے حج کے موقع پر میدان عرفات میں اجتماعی دعا کروائی۔ آپ اور آپ کے رفقا بڑی آہ وزاری کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں مناجات کر رہے تھے۔ ایک نوجوان بھی اس اجتماعی دعا میں شامل تھا۔ وہ نوجوان دوران دعا اس قدر بے تاب ہوا کہ اس نے فقط رونے پر ہی اکتفانہ کیا، بلکہ بچوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واویلا کرنے لگا۔ اے میرے پروردگار! میں چور ہوں، شرابی ہوں، جواری ہوں، بہت بڑا مجرم ہوں۔ میرے تمام گناہ معاف کر دے۔ نوجوان کی اس کیفیت کو دیکھ کر باقی حجاج کرام کو بھی اپنے جرم بیان کرنے کی ہمت ہوئی۔ دعا کے بعد اس نوجوان نے فاتح عیسائیت پیر ابو النصر منظور رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی۔

راوی کہتے ہیں: کہ دوران دعا اس نوجوان سے تمام پردے اور حجابات اٹھا دیئے گئے تھے۔

❖❖❖

زندگی کی امید نہ رکھنے والا نوجوان

حضرت بنان مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک نوجوان بھی میرے سامنے تھا۔ وہاں ایک شخص آیا، اس کے پاس درہموں کی تھیلی تھی، جو اس نے نوجوان کے سامنے رکھ دی۔ اس نوجوان نے کہا: ابھی مجھے اس

کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ان درہموں کو مسکینوں میں تقسیم کر دیں۔

حضرت بنان مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اسی نوجوان کو عشاء کے وقت وادی میں اپنے لیے کوئی چیز مانگتے دیکھا۔ میں نے اس سے کہا: جو درہم تمہیں ملے تھے۔ اگر تم ان میں سے کچھ اپنے لیے رکھ لیتے تو (تمہارے لیے بہتر تھا)۔ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اس وقت تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔[1]

۞۞۞

شیطان میرا خادم ہے

حضرتِ سیّدُنا ایوب حَمَّال علیہ رحمۃ اللہ الغفّار سے منقول ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مُتَوَکِّل (مُ.تَ.وَکْ.کِ.لْ) نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت وریاضت اور تَوَکُّل (تَ.وَکْ.کُ.لْ) کے معاملے میں بہت مشہور تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی حاجت ہوتی اپنے سامنے سِکّوں سے بھری ایک تھیلی پاتا۔ اسی طرح وہ اپنے شب وروز عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گزارتا اور اسے غیب سے رزق دیا جاتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اس سے کہا: "اے نوجوان! تو سِکّوں کی وہ تھیلی لینے سے ڈر! ہو سکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔"

نوجوان نے کہا: "میری نظر تو اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی طرف ہوتی ہے، میں اس کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا، جب میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ مجھے رزق عطا فرماتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔ بالفرض اگر وہ سکوں کی تھیلی میرے دشمن

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:480

شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ میرا دشمن میرے لئے مُسَخَّر کر دیا گیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے میرا خادم بنائے رکھے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن خادم بن کر میری خدمت کرے اور میں اس کی طرف نظر نہ رکھوں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے دشمن کے ذریعے رزق عطا فرمارہا ہے۔ اور واقعی تمام جہانوں کو وہی خالقِ کائنات رزق عطا فرماتا ہے جو میرا معبود ہے۔" متوکل نوجوان کی یہ بات سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے کہ اس کو واقعی غیب سے رزق دیا جاتا ہے۔[1]

❖❖❖

قابل رشک زندگی

حجۃ الاسلام شہناہ تصوف امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا استاد شیخ ابو بکر امام بن فورک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں: کہ زمانہ طالب علمی میں ان کے ساتھ ایک اور نوجوان تھے، جو ابھی ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہایت ہی متقی، پرہیز گار اور پڑھنے میں بڑے محنتی تھے۔ مگر انہیں حاصل بہت کم ہوتا تھا۔ اچانک وہ نوجوان بیمار ہو گیا، مگر علاج کروانے کے لیے کسی طبیب کے پاس نہیں جاتا تھا، بلکہ درسگاہ میں ہی رہتے تھے۔

شیخ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ہی رہتے تھے۔ علالت کی حالت میں ایک روز اس نوجوان نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور شیخ ابو بکر بن فورک

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:105

رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا: اے بن فورک

﴿لِمِثۡلِ هٰذَا فَلۡيَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ﴾

ترجمہ کنز الایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔[1]

اور فوراً اُن کا انتقال ہو گیا۔[2]

۞۞۞

حضرت جنید بغدادی اور صاحب کشف نوجوان

حضرت ابو عمرو بن علوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک نوجوان نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ وہ نوجوان صاحب کشف تھا، لوگوں کے دلوں کے حالات کی خبریں دے دیا کرتا تھا۔ اس نوجوان کے اس مقام کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان سے کہا: کہ لوگ تمہارے بارے میں اس اس طرح کہتے ہیں۔ نوجوان نے کہا: لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ اپنے دل میں کوئی بات رکھیں میں اس کی خبر دے دوں گا۔

چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں ایک بات رکھ لی۔ نوجوان نے کہا: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں فلاں بات دل میں رکھی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں۔

نوجوان نے تھوڑی دیر بعد کہا: اب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں بات دل میں

---

(1)... الصفت: 61

(2)... یافعی، روض الریاحین، ص:241

رکھی ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں غلط ہے۔

نوجوان نے پھر تیسری مرتبہ کہا: اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات ہے۔ تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نہیں تم غلطی پر ہو۔

نوجوان نے کہا: عجیب بات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی سچے آدمی ہیں اور میں بھی اپنے دل کی حالت سے واقف ہوں تو پھر جھوٹا کون ہے؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو نے تینوں بار سچ کہا تھا۔ لیکن میں یترا امتحان لے رہا تھا کہ کیا (میرے انکار کی وجہ سے) تیرے دل میں کوئی تبدیلی تو نہیں آتی۔[1]

۞۞۞

خوف خدا سے موت

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ دوران واعظ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اے لوگو! اللہ کی ہیبت اور خوف کو اپناؤ۔ اس مجلس وعظ میں ایک نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نوجوان نے یہ جملہ سنا تو ایک زوردار چینخ ماری اور وہیں وفات پا گیا۔ اس نوجوان کے رشتہ داروں نے بادشاہ کے دربار میں حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف شکایت کی، کہ انہوں نے ہمارے لڑے کو مار ڈالا ہے۔

جب حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے پوچھا گیا، تو آپ رحمۃ

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:423

اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ دنیا کے قید خانہ میں ایک روح تھی۔ جب اسے بلایا گیاتو اس نے لبیک کہا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ چنانچہ بادشاہ نے کہا: اِن کا کوئی گناہ نہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا۔[1]

جان کی قربانی دینے والی مؤمنہ

حضرتِ سیّدُنا سَدِی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ "ایک بادشاہ بڑی عیش وعشرت سے شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام "خِضَر" تھا۔ وہ بہت مُتّقِی وپرہیز گار تھا۔ ایک دن بادشاہ کے پاس اس کا بھائی الیاس گیا اور کہا: "بھائی جان! اب آپ کی عمر بہت ہو گئی ہے، آپ کا بیٹا خضر حکومت میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، آپ خضر کی شادی کرادیں تاکہ اس کی اولاد میں سے کوئی آپ کا جانشین بن کر تختِ شاہی سنبھال لے اور اس طرح حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے۔"

بھائی کی بات بادشاہ کو پسند آئی اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا: "بیٹا! تم شادی کرلو۔" شہزادے نے انکار کیا تو بادشاہ نے کہا: "تمہیں شادی ضرور کرنا پڑے گی۔ سعادت مند بیٹے نے جب باپ کا اصرار دیکھا تو شادی کے لئے تیار ہو گیا۔ بادشاہ نے ایک دوشیزہ سے اس کی شادی کر دی۔ شہزادہ اپنی رفیقۂ حیات کے پاس گیا اور کہا: "مجھے عورتوں میں کچھ رغبت نہیں، اگر تو چاہے تو میرے ساتھ رہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر، تیرا نان ونفقہ شاہی خزانے سے ادا کیا جائے گا۔ لیکن ہمارے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہ

---

(1)... قیلوبی، نوادرالقیلوبی، ص:71

ہو سکے گا، اگر اس بات پر راضی ہے تو میرے ساتھ رہ اور اگر چاہے تو میں تجھے طلاق دے دیتاہوں؟"

سعادت مند بیوی نے کہا:"میرے سر تاج! آپ سے دوری مجھے گوارا نہیں، میں آپ کے ساتھ رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کروں گی۔" شہزادے نے کہا:"اگر یہی بات ہے تو میرا راز کسی پر ظاہر نہ کرنا، اگر تو میرا راز چھپائے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے گا۔ اگر میرا راز فاش کرے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے ہلاکت میں مبتلا کر دے گا۔" اس نے یقین دہانی کرائی کہ میں یہ راز پوشیدہ رکھوں گی۔ چنانچہ، دونوں میاں بیوی دن رات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ ایک سال گزرنے کے باوجود ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو بادشاہ نے اپنی بہو کو بلایا اور کہا:"میرا بیٹا بالکل نوجوان ہے تم بھی جوان ہو، پھر بھی تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی؟" سعادت مند و وفاشِعار بیوی نے کہا:" اولاد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا اولاد عطا فرمائے گا۔" پھر بادشاہ نے اپنے بیٹے خضر کو بلایا اور کہا:" ایک سال گزرنے کے باوجود تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی؟" کہا:" اولاد حکمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا عطا فرمادے گا۔"

پھر بادشاہ سے کہا گیا: شاید! یہ عورت بانجھ ہے اسی لئے اولاد نہ ہوئی، آپ شہزادے کی شادی کسی ایسی عورت سے کرائیں جو بانجھ نہ ہو اور اس کے ہاں اولاد ہو چکی ہو۔ بادشاہ نے شہزادے کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، شہزادے نے کہا:"ابا جان! اسے مجھ سے جدا نہ کریں، وہ بڑی بابرکت اور قابلِ رشک عورت ہے۔" بادشاہ نے کہا:" تجھے میری بات ماننا پڑے گی، بالآخر شہزادے نے

سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے مجبوراً طلاق دے دی۔" بادشاہ نے شہزادے کی شادی ایک بیوہ سے کرادی جس کے ہاں پہلے بھی اولاد ہو چکی تھی۔ شہزادہ جب اپنی اس نئی دلہن کے پاس پہنچا تو اس سے بھی وہ بات کہی جو پہلی بیوی سے کہی تھی۔ اس نے بھی شہزادے کے ساتھ رہ کر عبادت کرنا منظور کرلی، دن رات دونوں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے، ان کے درمیان ایک مرتبہ بھی ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا۔ سال گزرنے کے باوجود جب اولاد کے آثار نظر نہ آئے تو بادشاہ نے اس عورت کو اپنے پاس بلایا اور کہا: "اپنے پہلے خاوند سے تیرے ہاں اولاد ہوئی، اب میرے بیٹے کی اولاد تجھ سے کیوں نہ ہوئی، حالانکہ میرا بیٹا خوبرو نوجوان ہے اور تو بانجھ بھی نہیں۔" اس نے کہا: "اولاد جبھی ہوتی ہے جب میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہو آپ کا بیٹا تو ہر وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتا ہے، اس نے ایک مرتبہ بھی وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا۔"

بادشاہ یہ سن کر بہت غصہ ہوا، اس نے خادم بھیج کر شہزادے کو بلوایا، لیکن شہزادہ وہاں سے بھاگ گیا۔ تین سپاہی اس کے پیچھے گئے تو شہزادہ مل گیا۔ سپاہیوں نے بادشاہ کے پاس لے جانا چاہا تو اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ دو سپاہی لے جانے پر بضد رہے تو تیسرے نے کہا: "شہزادے پر سختی نہ کرو، اگر ہم اس وقت اسے بادشاہ کے پاس لے گئے تو ہو سکتا ہے کہ بادشاہ غصہ میں آکر اپنے اس نیک بیٹے کو قتل کروادے۔ بہتری اسی میں ہے کہ شہزادے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ دونوں سپاہی تیسرے کی بات سے متفق ہوگئے اور شہزادے کو وہیں چھوڑ کر بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے شہزادے کے متعلق پوچھا: تو دو سپاہی کہنے لگے: عالی جاہ! ہم نے تو

اسے پکڑ ا لیا تھا لیکن ہمارے رفیق نے اسے چھڑوا دیا۔ بادشاہ نے غصہ میں آ کر تیسرے سپاہی کو قید میں ڈال دیا۔ پھر بادشاہ شہزادے کے متعلق سوچنے لگا، اچانک اس نے دونوں سپاہیوں کو بلوایا جب وہ سامنے آئے تو کہا: "تم دونوں نے میرے بیٹے کو خوفزدہ کیا اسی لئے وہ مجھ سے دور چلا گیا، اے جَلَّاد! انہیں پکڑ کر لے جا اور ان کے سر قلم کر دے۔" پھر شہزادے کی دوسری بیوی کو بلوایا اور کہا: "تو نے میرے بیٹے کا راز فاش کیا تیری وجہ سے وہ مجھ سے دور چلا گیا اگر تو اس کے راز کو چھپاتی تو آج وہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتا، اے جلاد! اسے بھی قتل کر دے۔" پھر بادشاہ نے تیسرے سپاہی اور شہزادے کی مُطَلَّقَہ کو بلایا اور کہا: "تم دونوں جہاں چاہو جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔"

وہ نیک سیرت عورت اپنے شہر کے دروازے کے پاس ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہنے لگی۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتی اور اپنا گزارہ کرتی۔ ایک دن ایک غریب شخص اس طرف آنکلا اس نے جھونپڑی دیکھی تو قریب آیا اور "بسم اللہ" شریف پڑھنے لگا، عورت اس کی آواز سن کر باہر آئی اور کہا: "اے مسافر! کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے متعلق جانتا ہے؟ کیا تو اس "وَحدَہٗ لاَشریک" ذات پر ایمان رکھتا ہے؟" اس نے کہا: "ہاں! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو مانتا ہوں، میں شہزادہ خضر کا دوست ہوں۔" عورت نے یہ سنا تو کہا: "میں خضر کی مُطَلَّقَہ ہوں۔" پھر ان دونوں نے شادی کر لی، اللہ ربُّ العزّت نے انہیں اولاد کی دولت سے نوازا اس طرح ان کی زندگی کے شب وروز خیریت سے گزرتے رہے۔

اس عورت کو فرعون کی بیٹی نے اپنی خادمہ رکھ لیا ایک دن اس کے سر میں کنگھی

کرتے ہوئے کنگھی ہاتھ سے گر گئی، تو اس نیک سیرت عورت کی زبان سے بے اختیار "سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ" کی صدا بلند ہوئی، فرعون کی کافرہ بیٹی نے جب یہ آواز سنی تو کہا: "کیا تُو نے میرے باپ فرعون کی تعریف کی ہے؟" اس مؤمنہ نے جواباً کہا: "نہیں! میں نے تیرے باپ کی تعریف نہیں کی بلکہ میں نے تو اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی ہے جو میرا، تیرے باپ فرعون کا اور تمام کائنات کا خالق ہے، عبادت کے لائق صرف وہی "وَحدَہٗ لاشریک" ذات ہے۔" اس مؤمنہ کی ایمان بھری گفتگو سن کر فرعون کی بیٹی نے کہا: "میں تمہارے بارے میں اپنے والد کو بتاؤں گی کہ تم اسے خدا نہیں مانتی۔" عورت نے کہا: "بے شک بتادو۔" فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو بتایا تو اس نے نیک سیرت مؤمنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا: "ہم نے سنا ہے کہ تُو ہمارے علاوہ کسی اور کو خدا مانتی ہے، تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تُو اس نئے مذہب کو چھوڑ کر ہماری عبادت کر اور ہمیں خدا مان ورنہ تجھے دردناک سزا دی جائے گی۔" عورت نے کہا: "جو چاہے کر، میں کبھی بھی شرک کی طرف نہ آؤں گی۔" فرعون نے جب ایک ایمان دار اور نیک سیرت عورت کی ایمان افروز گفتگو سنی تو بہت غضب ناک ہوا اور تانبے کی دیگ میں تیل گرم کرنے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب کھولنے لگا تو اس کے بچے کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا، کچھ ہی دیر میں بچے کی ہڈیاں تیل پر تیرنے لگیں۔ ظالم فرعون نے عورت سے کہا: "کیا تو مجھے خدا مانتی ہے؟" اس نے کہا: "ہر گز نہیں، میرا خدا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خالق ومالک ہے۔

فرعون نے اس کا دوسرا لڑکا منگوایا اور اُبلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا۔ پھر اس عورت کو شرک کی دعوت دی اس نے صاف انکار کر دیا۔ فرعون نے اس کے ایک اور

بچے کو تیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح اس باہمت صابرہ وشاکرہ عورت کے تمام بچوں کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا لیکن اس نے اپنا ایمان نہ چھوڑا۔

ظالم فرعون نے حکم دیا کہ اسے بھی اس کے بچوں کی طرح تیل میں ڈال دو! سپاہی جب اسے لے جانے لگے تو فرعون نے کہا:" اگر تمہاری کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔" کہا:" ہاں! میری ایک خواہش ہے اگر ہو سکے تو یہ کرنا کہ جب مجھے تیل کی ابلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا جائے اور میرا سارا گوشت جل جائے تو اس دیگ کو شہر کے دروازے پر بھجوا دینا وہاں میری ایک جھونپڑی ہے دیگ اس میں رکھوا کر جھونپڑی گرا دینا تاکہ ہمارا گھر ہی ہمارے لئے قبرستان بن جائے۔" فرعون نے کہا:"ٹھیک ہے، تمہاری اس خواہش کو پورا کرنا ہمارے ذِمَّہ ہے۔" پھر اس جرأت مند، مؤمنہ کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا کچھ ہی دیر بعد اس کی ہڈیاں بھی تیل کی سطح پر تیرنے لگیں۔

حضرت سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ " نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم، شافعِ اُمَم رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"شبِ معراج، میں نے ایک بہترین خوشبو سونگھی تو کہا: اے جبریل (علیہ السلام)! یہ خوشبو کیسی؟ کہا: فرعون کی بیٹی کی خادمہ اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے۔"[1]

علم دین کے لیے مالی قربانی

مسند العراق حضرت علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث حاصل کرنے کا بے

(1)... متقی، کنزالعمال، ج:14 کتاب الفضائل،باب فی فضائل من لیسوا من الصحابۃ وذکرہم، الرقم:37834

حد شوق تھا۔ عین جوانی کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب علم حدیث حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے تو والد ماجد نے ایک لاکھ درہم دے کر ارشاد فرمایا: کہ یہ تمام رقم علم دین حاصل کرنے میں خرچ کرنا۔ مگر یاد رہے کہ ان ایک لاکھ درہموں کا معاوضہ یہ ہے کہ تم اپنے سینے میں ایک لاکھ حدیثیں محفوظ کر کے لوٹنا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کے حکم کے مطابق اتنی محنت کی کہ ایک لاکھ سے بھی زائد حدیثیں حفظ ہو گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عالیشان کے محدث ہوئے کہ دنیائے اسلام میں مسند العراق کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔[1]

۞۞۞

بلند ہمت شہزادی

حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جوان بیٹی تھی، جو کہ بہت خوبصورت، عابدہ، زاہدہ، متقی و پرہیز گار تھی۔ بادشاہ کرمان نے آپ کی صاحبزادی سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہلا بھیجا: مجھے تین دن کی مہلت دیجئے۔ اس دوران آپ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح نوجوان کو ڈھونڈنے لگے۔ ایک مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نوجوان نظر آیا۔ جس کے چہرے سے عبادت و ریاضت کا نور ٹپک رہا تھا اور وہ نوجوان بڑے خشوع و خضوع سے نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قریب بیٹھ گئے۔

---

(1)... اعظمي، روحانی حکایات، ص:54

جب نوجوان نماز سے فارغ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا تم شادی کرنا چاہتے ہو؟ نوجوان نے کہا: بھلا مجھ غریب سے کون اپنی بیٹی کا رشتہ کرے گا۔ حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں کروں گا۔ لڑکی خوبصورت ہے، قرآن مجید پڑھتی ہے، نماز و روزے کی پابند اور متقی و پرہیز گار ہے۔ کیا تمہیں یہ رشتہ منظور ہے؟ نوجوان نے کہا: منظور ہے۔

حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ درہم دیتے ہوئے نوجوان کو ارشاد فرمایا: ایک درہم کا کھانا، ایک درہم کی خوشبو لے آئے اور بقیہ حق مہر ادا کر دینا۔ چنانچہ حضرت شیخ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس صالح نوجوان سے کر دیا۔ جب نئی نویلی دلہن اپنے نیک خصلت شوہر کے گھر داخل ہوئی، تو اس نے دیکھا کہ گھر میں صرف پرانی چٹائی اور ایک پانی کی صحرائی رکھی ہوئی تھی، جس پر ایک خشک روٹی ہے۔ لڑکی نے پوچھا یہ روٹی کیسی ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: کل کی باسی روٹی ہے، جو میں نے افطار کے لیے رکھی ہے۔ لڑکی یہ سن کر واپس لوٹنے لگی تو نوجوان نے کہا: مجھے معلوم تھا کہ شیخ کرمانی کی لڑکی مجھ جیسے غریب کے گھر نہیں ٹھہر سکتی۔ لڑکی نے کہا: یہ بات نہیں ہے۔ میرے باپ نے کہا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی نیک شخص سے کروں گا۔ مگر تمہارے اندر تو نیکی کے آثار نظر نہیں آتے۔ تمہارا رزق کے معاملے میں اپنے رب پر توکل اتنا کمزور ہے کہ کل کی روٹی بچا کر رکھتے ہو۔ یا تو اس گھر میں میں رہوں گی یا پھر یہ روٹی۔

اُس بلند ہمت لڑکی کی یہ گفتگو سن کر اس نوجوان نے روٹی صدقہ کر دی۔[1]

دوزخ سے آزادی

ایک نوجوان کعبہ شریف کے پردوں کے ساتھ لٹک گیا اور اپنے پروردگار سے یوں مناجات کرنے لگا۔ الٰہی تیرا کوئی شریک نہیں، جسے لایا جائے اور تیرا کوئی وزیر نہیں، جسے ہم رشوت دے سکیں۔ اگر میں تیری اطاعت کروں تو یہ تیرے فضل کی وجہ سے ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے اور اگر تیری نافرمانی کروں تو یہ میری جہالت کی وجہ سے ہے اور تیری حجت مجھ پر قائم ہے۔ تیری اس حجت کی قسم جو مجھ پر ہے اور میری اس حجت کی قسم جو تیرے ہاں منقطع ہو چکی ہے تو مجھے بخش دے۔

نوجوان نے اتنا کہا ہی تھا کہ اچانک ہاتف (غیب کی آواز دینے والے) سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا: یہ نوجوان دوزخ سے آزاد ہے۔[2]

کفن چور کا انکشاف

حضرتِ سیّدُنا اِبنِ حُبَیق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ "حضرتِ سیّدُنا یوسف بن اَسبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد ایک ایسے نوجوان سے ملاقات

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:249

(2)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:472

کے لئے جاتے جو تنِ تنہا ایک جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ دس سال تک اس نے حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے گفتگو نہ کی۔ جب کبھی دن یا رات میں آپ اس سے ملنے جاتے اسے روتا گڑ گڑاتا ہوا پاتے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: "اے نوجوان! کیا بات ہے؟ میں ہر وقت تجھے روتا اور گڑ گڑاتا ہوا دیکھتا ہوں، آخر تم اتنا کیوں روتے ہو؟" نوجوان نے اپنا حالِ دل بیان کرتے ہوئے کہا: "توبہ سے قبل میں لوگوں کے کفن چُرایا کرتا تھا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: "جب تُو قبر کھودتا تو مردے کو کس حالت میں پاتا؟" کہا: "میں نے جب بھی قبر کھودی سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سنا تو بہت غمگین ہوئے اور آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا: "سوائے چند کے اکثر کے منہ پھرے ہوئے تھے!"

اس خبر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دماغ پر بہت اثر ہوا حتیٰ کہ صدمے کی وجہ سے آپ کی عقل زائل ہوگئی۔ اب ضرورت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کروایا جائے۔ چنانچہ، ہم نے مشہور طبیب سلیمان کو بلایا۔ طبیب نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب بھی افاقہ ہوتا یہی کہتے: "سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔" طبیب نے آپ کا علاج شروع کیا: اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آپ کو شفاء مل گئی۔ صحتیابی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم سے پوچھا: "میرا علاج کرنے پر طبیب کو کیا دو گے؟" ہم نے کہا: "حضور! وہ طبیب آپ کے علاج پر کچھ بھی اُجرت نہیں چاہتا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! تم میرے علاج کے لئے شاہی طبیب لے کر آئے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اسے کچھ

بھی نہ دوں۔" ہم نے کہا:" اگر دینا ہی چاہتے ہیں تو سونے کی ایک اشرفی دے دیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھیلی ہماری طرف بڑھاتے ہوئے کہا:" یہ اس طبیب کو دے دینا اور کہنا کہ اس وقت میرے پاس صرف اتنا ہی مال ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم مُرُوَّت میں بادشاہوں سے کم ہیں، اگر میرے پاس اس وقت مزید مال ہوتا تو تیری اجرت میں اضافہ کر دیتا۔" جب ہم نے تھیلی کھول کر دیکھی تو اس میں پندرہ (15) اشرفیاں تھیں، ہم نے وہ رقم طبیب کو دے دی۔

راوی کہتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسبَاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق اپنے ہاتھوں سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر رزقِ حلال کمایا کرتے اور مرتے دم تک یہی کام کرتے رہے۔[1]

۞۞۞

تین بھوکے طلبہ

امام طبرانی، علامہ ابن المقری اور امام ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیھم یہ تینوں بزرگ عہد شباب میں جب علم حدیث کی طلب میں مدینہ منورہ کی درسگاہ میں پڑھتے تھے۔ تو ان پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ دین کے ان طلبہ کو کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ تین دن بھوک و پیاس کی حالت میں گزار دیئے، ان پر کمزوری کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا مگر پھر بھی کھانے کا ایک دانہ بھی نہ ملا۔ مگر جب بھوک کی شدت نے بلکل ہی بے قرار کر دیا اور طاقت

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:1، ص:143

جواب دینے لگی۔ تو ان تین طلبہ نے سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر اس طرح فریاد کی:

یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہم بھوک سے نڈھال ہیں ہمیں کھانا عطا کیجیے۔

یہ کہہ کر امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ تو واپس اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے۔ مگر امام طبرانی علیہ الرحمۃ اللہ القوی یہ کہہ کر وہیں بیٹھے رہے کہ یا تو اس در پر موت آئے گی یا روزی۔

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علوی خاندان کے ایک بزرگ تشریف لائے، ان کے ساتھ دو غلام تھے۔ جنہوں نے کھانے کے تھال سر پر اٹھائے ہوئے تھے۔ اس علوی بزرگ نے فرمایا: کہ آپ لوگوں نے جب حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں فریاد کی، تو سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا: کہ دین کے ان تینوں طلبہ کو کھانا پہنچاؤ۔ چنانچہ میرے پاس فی الحال جو کچھ میسر تھا۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے، اسے قبول فرمائیں۔[1]

عاشق کی موت

حضرت مزین کبیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ اچانک میرے دل میں ایک بے قراری سی پیدا ہو گئی، چنانچہ میں نے مدینہ شریف جانے

---

(1)... اعظمی، روحانی حکایات، ص:56

کے ارادے سے سفر شروع کر دیا۔ جب میں بئر میمون تک پہنچا، تو میں نے ایک نوجوان کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھا۔ میں اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ نوجوان تو حالت نزع میں ہے۔ میں نے اس سے کہا: لا الہ الا اللہ پڑھو۔ اُس نے اپنی کھولیں اور یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: اگر میں مر جاؤں تو بھی میرے دل کو کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ عشق نے میرے دل کو بھر دیا ہے اور شرفاء مرض عشق سے ہی وفات پاتے ہیں۔

یہ شعر پڑھنے کے بعد اس نوجوان نے زبردست چینخ ماری اور انتقال کر گیا۔ میں نے اس کے غسل و کفن کا انتظام کر کے نماز جنازہ پڑھا کر دفنا دیا۔ جب میں اس نوجوان کو دفن کر کے فارغ ہوا، تو میرے دل میں وہ بے قراری جس نے مجھے سفر پر آمادہ کیا تھا ختم ہو گئی اور میں وہیں سے مکہ مکرمہ واپس لوٹ آیا۔[1]

بادشاہوں کی ہڈیاں

منقول ہے کہ ایک بادشاہ ایک روز شکار کے لیے باہر نکلا۔ ایک مقام پر وہ اپنے سپاہیوں سے جدا ہو گیا۔ بادشاہ پھرتا پھراتا دور ایک سنسان مقام پر پہنچا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان انسانی ہڈیوں کو اُلٹ پلٹ کر رہا ہے۔ وہ نوجوان انتہائی کمزور، اداس چہرہ اور رنگ پیلا پڑ چکا ہے۔ بادشاہ نے اسے اس حال میں دیکھ کر پوچھا: اے بھائی جان! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ اور آپ کی حالت کیوں اتنی خراب ہے؟

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:531

نوجوان نے جواب دیا: کہ میری حالت اس وجہ سے خراب ہے کہ مجھے ایک طویل سفر درپیش ہے اور دو موکل بھی میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں، جو مجھے خوف زدہ کرکے آگے دوڑا رہے ہیں۔ سامنے تنگ و تاریک تکلیفوں والا مکان ہے۔ جب موت آئے گی تو مجھے زیر زمین سڑنے، گلنے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔ وہیں تنگی اور پریشانی کے باوجود مجھے کیڑوں کی خوراک بننا پڑے گا اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہو کر الگ ہو جائیں گئی۔ اتنے ہی پر بس نہیں۔ اس کے بعد صدائے محشر ہو گی اور پھر وہاں جانا ہو گا اور وہ نہایت کٹھن مرحلہ اور سنگین مقام ہو گا۔ معلوم نہیں بعد میں مجھے کس گھر میں بھیجا جائے گا، جنت میں یا جہنم میں ؟

اب تم ہی بتاؤ! جس کا انجام یہ ہو، بھلا وہ کیسے خوشی منائے؟ بادشاہ نے جب اس نوجوان کی فکر آخرت سے معمور گفتگو سنی تو پریشانی کے عالم میں گھوڑے سے نیچے اتر کر کہنے لگا: اے بندہ خدا! تیری ان باتوں نے میرا چین و سکون چھین لیا ہے۔ ذرا ان باتوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کرو۔

نوجوان نے کہا: میرے سامنے جو ہڈیاں جمع ہیں، انہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ ایسے بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں، جنہیں دنیا نے اپنی زینت میں اُلجھا کر دو کھا دیا اور اُن کے دلوں پر حکمرانی کی۔ یہ آخرت سے غافل رہے، یہاں تک کہ انہیں اچانک موت آگئی۔ اس وقت ان کی آرزوئیں دھری کی دھری رہ گئیں، نعمتیں سلب کر لی گئیں، عنقریب ان کی ہڈیوں کو پھر زندگی ملے گی یا تو یہ نعمتوں والے گھر جنت میں جائیں گئے یا پھر عذاب کی جگہ جہنم۔

اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان بادشاہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ معلوم نہیں کہاں

چلا گیا۔ اُدھر بادشاہ کے خدام اسے ڈھونڈتے ہوئے بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے بادشاہ کو دیکھا، تو سب حیران ہو گئے کہ بادشاہ کی حالت پہلے سے بدلی ہوئی ہے۔ بادشاہ پہلے ہنسی خوشی شکار کے لیے آیا تھا۔ مگر اب اس کا چہرہ اداس اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ خدّام بادشاہ کو لے کر شاہی محل میں واپس آ گئے۔ جب رات نے اپنے پر پھیلائے، تو بادشاہ نے شاہی لباس اُتار کر دو پرانی چادریں جسم پر اُڑھ کر بادشاہت کو خیر آباد کہا اور کسی نامعلوم مقام کی طرف نکل گیا۔[1]

۞۞۞

عقل مند شہزادہ

حضرتِ سیّدُنا بَکْر بن عبد اللہ مُزَنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ "بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کو کثرتِ مال واولاد اور بہت لمبی عمر عطا کی گئی۔ اس کی اولاد میں یہ عادتِ حسنہ تھی کہ جب بھی ان میں سے کوئی جوان ہوتا اُون کا لباس پہن کر پہاڑوں میں چلا جاتا، دنیوی رونقوں کو خیر باد کہہ کر دُرویشانہ زندگی اختیار کرلیتا، درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر اپنا گزارہ کرتا اور اسی حالت میں اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر جاتا۔ سب شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب بادشاہ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی اور اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو بُلا کر کہا: " اے میری قوم! دیکھو میری عمر اب بہت ہو گئی ہے، اس عمر میں مجھے بیٹے جیسی

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:260

نعمت نصیب ہوئی، میں تم لوگوں سے جتنی محبت کرتا ہوں تم خوب جانتے ہو، مجھے ڈر ہے کہ میرا یہ بیٹا بھی اپنے دوسرے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کرلے ، اگر ایسا ہوا تو ہمارے خاندان میں سے میرے بعد تمہارا کوئی حاکم نہ رہے گا اور پھر تم ہلاکت میں پڑجاؤ گے۔ اگر بہتری چاہتے ہو تو اس شہزادے کو چھوٹی عمر ہی میں سنبھال لو، اسے دنیوی نعمتوں اور آسائشوں کی طرف مائل کرو، اگر ایسا کروگے تو شاید میرے بعد یہ تمہارا حاکم بن جائے، جتنا ہو سکے اس کا دل دنیا میں لگا دو۔"

یہ سن کر لوگوں نے کئی میل لمبا چوڑا ایک خوبصورت قلعہ بنایا اس میں دنیوی آسائش کا تمام سامان شہزادے کو مہیا کیا۔ شہزادے نے کئی سال اس وسیع وعریض قلعے کی چار دیواری میں گزار دیئے یہاں اسے ہر طرح کی سہولت میسر تھی۔ اس کے سامنے کوئی غم وپریشانی کی بات نہ کی جاتی۔ لوگوں کو اس سے دور رکھا جاتا، ہر وقت خُدَّام اس کی خدمت پر مامور رہتے۔ ایک مرتبہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت چل دیا جب آگے دیوار دیکھی تو خادموں سے کہا:"میرا گمان ہے کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور ایک نیا جہاں ہو گا وہاں ضرور آبادی ہو گی مجھے یہاں سے باہر نکالو تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہو سکے اور میں لوگوں سے ملاقات کروں۔" جب شہزادے کی یہ خواہش بادشاہ کو بتائی گئی تو بادشاہ ڈر گیا کہ باہر جاکر کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح دَرویشانہ زندگی اختیار نہ کرلے۔ اسی خوف کے سبب اس نے حکم دیا کہ شہزادے کو ہر دنیوی کھیل کود کا سامان مہیا کرو جس طرح بھی ہو اسے دنیوی مشاغل میں مصروف رکھو تا کہ اسے باہر جانے کا خیال ہی نہ آئے۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شہزادے کو دوبارہ دنیوی عیش وعشرت میں اُلجھا دیا گیا۔

اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن وہ پھر دیوار کی طرف گیا اور کہا: "اب تو میں ضرور باہر جا کر دیکھوں گا، مجھے جلدی سے اس دیوار کے پار لے چلو۔ جب بادشاہ کو شہزادے کی ضد کا بتایا گیا تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔ لوگ شہزادے کو ایک بہترین سواری پر بٹھا کر باہر لے گئے۔ سواری کو سونے چاندی سے خوب مُزَیَّن کیا گیا، لوگ اس کے ارد گرد ننگے پاؤں چلنے لگے۔ شہزادہ گرد و پیش کے مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا یکایک اسے ایک بہت ہی بیمار شخص نظر آیا، بیماری کی وجہ سے وہ انتہائی لاغر و کمزور ہو چکا تھا، پوچھا: "اس کو کیا ہوا؟" لوگوں نے بتایا کہ یہ بیماری میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ شہزادے نے پھر پوچھا: "کیا اس کی طرح دوسرے لوگ بھی بیمار ہوتے ہیں؟ کیا تمہیں بھی بیماری لاحق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے؟" لوگوں نے کہا: "ہاں۔" شہزادے نے پوچھا: "کیا میں جس سلطنت میں ہوں وہاں بھی یہ بیماری آسکتی ہے؟" کہا: "ہاں! بالکل آسکتی ہے۔" عقل مند شہزادے نے کہا: "اے لوگو! تمہاری یہ دنیوی عیش و عشرت بد مزہ ہے۔" یہ کہہ کر شہزادہ غم والم میں واپس لوٹ آیا۔ جب اس کی یہ حالت بادشاہ کو بتائی گئی تو اس نے کہا: "شہزادے کو ہر طرح کا سامانِ لہو و لعب مہیا کرو، اسے دنیوی آسائشوں میں ایسا مگن کر دو کہ اس کے دل سے سب رنج و ملال جاتا رہے۔"

لوگ شہزادے کو دنیوی مشاغل میں اُلجھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ شہزادے نے پھر باہر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے مُرَصَّع سواری پر سوار کر کے اسے قلعے سے باہر لے جایا گیا۔ شہزادہ مختلف مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا

جارہا تھا۔ آگے پیچھے خادموں اور سپاہیوں کا ہجوم تھا، یکایک ایک بوڑھے پر نظر پڑی ،بڑھاپے نے اس کا برا حال کر رکھا تھا، منہ سے رال ٹپک رہی تھی، جسم کانپ رہا تھا۔ شہزادے نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا:"اسے کیا ہوا؟"لوگوں نے کہا:" حضور! ایامِ جوانی گزار کر اب یہ بڑھاپے کی زَد میں آچکا ہے۔"شہزادے نے کہا:"کیا دیگر لوگ بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں؟ کیا ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے ؟"لوگوں نے کہا:"ہم میں سے ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے۔"شہزادے نے کہا: تمہاری یہ عیش و عشرت کتنی بد مزہ اور کیسی بھیانک ہے کہ کسی ایک کو بھی اس کے فساد سے چھٹکارا نہیں۔"

یہ کہہ کر شہزادہ مغموم و پریشان واپس اپنے قلعے کی طرف آگیا۔ بادشاہ کو جب شہزادے کی یہ کیفیت بتائی گئی تو اس نے نے پھر وہی حکم دیا کہ اسے دنیوی آسائشوں میں الجھا دو تاکہ غم وملال اس کے دل سے جاتا رہے۔ ایک سال پھر شہزادے نے قلعے میں گزار دیا،اس کے بے قرار دل میں پھر باہر جانے کی خواہش ابھری۔ چنانچہ، خادموں اور سپاہیوں کے ہجوم میں اسے باہر لے جایا گیا۔ راستے میں کچھ لوگ ایک جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جارہے تھے، شہزادے نے لوگوں سے پوچھا:"یہ شخص چارپائی پر اس طرح کیوں لیٹا ہوا ہے ؟۔"لوگوں نے کہا:"یہ شخص موت کا شکار ہو چکا ہے۔" شہزادے نے پوچھا:" موت کیا چیز ہے ؟ مجھے اس شخص کے پاس لے چلو۔" شہزادے کو مردے کے پاس لے جایا گیا تو کہا:"لوگو! اس سے کہو کہ یہ بیٹھ جائے۔" لوگوں نے کہا: "حضور! اس میں بیٹھنے کی طاقت نہیں۔"شہزادے نے کہا:"اس سے کہو کہ بات کرے۔"لوگوں نے کہا:"موت نے اس کی زبان بند کر دی

ہے، اب یہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔" شہزادے نے پھر پوچھا:" اب تم اسے کہاں لے جارہے ہو ؟" لوگوں نے کہا:" قبر میں دفنانے کے لئے لے جار ہے ہیں۔" شہزادے نے پوچھا:" اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟" لوگوں نے کہا:" موت کے بعد "حشر" ہوگا۔" شہزادے نے پوچھا:" یہ حشر کیا ہے؟" لوگوں نے کہا:" حشر وہ دن ہے کہ اس دن سب لوگ، خالقِ کائنات عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے، وہ خالِقِ لَمْ یَزِلْ ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا اور اس دن ہر شخص سے ذرّے ذرّے کا حساب لیا جائے گا۔" شہزادے نے کہا:" کیا اس دنیا کے علاوہ بھی کوئی ایسا جہان ہے جہاں تم دنیا کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے ؟" لوگوں نے کہا:" ہاں! دنیا میں جو بھی آیا اسے آخرت کی طرف ضرور کوچ کرنا ہے۔"

یہ سن کر شہزادہ گھوڑے سے نیچے گر کر تڑپنے لگا، وہ روتا جاتا اور اپنے چہرے کو مِٹی سے رگڑتا جاتا، پھر اس نے روتے ہوئے کہا:" اے لوگو! مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ جس طرح یہ شخص موت کا شکار ہوا، اسی طرح مجھے بھی اچانک موت آجائے گی اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔ اس خدائے بزرگ وبَرتر کی قسم جو بروزِ قیامت تمام لوگوں کو جمع فرما کر جزاوسزا دے گا! میرے اور تمہارے درمیان یہ آخری عہد ہے، آج کے بعد تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے۔" لوگوں نے کہا:" ہم آپ کو واپس آپ کے والد کے پاس لے جائیں گے، ان کی اجازت کے بغیر آپ کہیں بھی نہیں جاسکتے۔" پھر شہزادے کو بادشاہ کے پاس اس حالت میں لے جایا گیا کہ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا، بادشاہ نے شہزادے سے کہا:" میرے لال! تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو اور یہ رونا کس لئے ؟" شہزادے نے کہا:" ابا حضور! میں اس دن کے خوف سے رو رہا ہوں جس

دن ہر ایک کو اس کے اچھے، برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔" پھر شہزادے نے اُون کا لباس منگوا کر پہنا اور کہا:" آج رات میں اس محل کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔" پھر واقعی آدھی رات کو وہ سمجھ دار شہزادہ تاج و تخت ٹُھکرا کر دَرْوِیشانہ لباس پہنے آخرت کی تیاری کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا، جب قصرِ شاہی سے نکلنے لگا تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی:

"اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسی زندگی مانگتا ہوں جس میں میری سابقہ زندگی کی آسائشوں میں سے کچھ نہ ہو اور میں پسند کرتا ہوں کہ چاہے دُنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے مگر میں لمحہ بھر کے لئے بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نظر نہ کروں۔" پھر وہ شہزادہ تمام دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو خیر باد کہہ کر اُخروی نعمتوں کے حصول کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔"

حضرت سیِّدُنا بَکْر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:" یہ شہزادہ گناہوں کے خوف سے دنیوی نعمتوں کو چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ اسے معلوم بھی نہ تھا کہ کس گناہ کی کتنی سزا ہے؟ اس شخص کا کیا حال ہو گا جو درد ناک سزائیں جانتے ہوئے بھی گناہوں سے کنارہ کشی نہیں کرتا، نہ گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے نفرت عطا فرما کر اپنا ڈر اور خوف عطا فرمائے۔"(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم)(1)

۞۞۞

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:162

میں تمہارے درہموں کا محتاج نہیں

حضرت آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم لوگ عسقلان (شام کا ایک شہر) میں تھے۔ ایک نوجوان ہمارے پاس آتا، ہمارے پاس بیٹھتا اور ہمارے ساتھ باتیں کرتا تھا۔ جب ہم فارغ ہوتے تو وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا اور نماز پڑھتا۔

فرماتے ہیں: ایک دن وہ ہم سے رخصت ہوا اور کہنے لگا: میں اسکندریہ جانا چاہتا ہوں۔ میں بھی اس کے ساتھ نکلا اور اسے چند درہم دے دیئے۔ مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا، تو اس نے اپنے چمڑے کے تھیلے میں سے ریت کی ایک مٹھی نیچے ڈالی اور سمندر کا پانی پیا اور کہنے لگا: اس کو کھاؤ، میں نے دیکھا تو وہ ستو تھے جن میں بہت زیادہ شکر تھی۔ اس نے کہا: جس شخص کا اللہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو، وہ بھلا تمہارے درہموں کا محتاج ہو گا؟[1]

❖❖❖

دو راستے

حضرت ابو القاسم بن مروان نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں: میں حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ مقام صیدا کی طرف جاتے ہوئے ساحل سمندر پر چل رہے تھے۔ انہوں نے دور سے ایک شخص کو دیکھا تو فرمایا: بیٹھ جاؤ، یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہو سکتا

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:620

ہے۔ حضرت ابو القاسم بن مروان نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تھوڑی دیر بعد ایک خوبصورت چہرے والا نوجوان آیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹوکری اور دوات تھی اور اس نے گدڑی پہن رکھی تھی۔

حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ کیونکہ اس نے ٹوکری کے ساتھ دوات اٹھا رکھی تھی۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اے نوجوان اللہ کی طرف جانے کا کیا طریقہ ہے؟ نوجوان نے کہا: اے ابو سعید! مجھے اللہ کی طرف جانے کے دو طریقے معلوم ہیں۔ ایک خاص طریقہ اور دوسرا عام طریقہ۔ عام طریقہ وہ ہے جس پر آپ ہیں اور آئیں آپ کو خاص طریقہ بتاؤں۔ پھر وہ پانی پر چلا اور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔[1]

حضرت سہل بن عبد اللہ اور پُر اسرار نوجوان

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ابتدائی دور کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے جامعہ مسجد گیا، تو دیکھا کہ مسجد میں ہجوم بہت ہے اور جگہ بھی کم ہے۔ خیر مجھے جہاں جگہ ملی، میں بیٹھ گیا۔ میری دائیں جانب ایک خوبصورت اور نورانی چہرے والا نوجوان تھا۔ اس نے سادہ صوف کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے بدن سے بڑی اعلیٰ خوشبو

---

(1)... المرجع السابق، ص:333

آرہی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھاتو کہا: سہل کیا حال ہے؟ میں نے کہا: الحمد اللہ خیریت سے ہوں۔ لیکن دل ہی دل میں بڑا حیران تھا کہ آج سے پہلے میری اور اس نوجوان کی کہیں ملاقات نہیں ہوئی۔ پھر بھلا اسے میری پہچان کیسے ہوئی اور اس نے میرا نام لے کر میرا حال پوچھا؟

خیر میں بیٹھا رہا کہ اچانک مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی اور یہ حاجت اتنی شدت سے ہوئی کہ بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ خلقت بہت زیادہ تھی اور جماعت کا وقت بھی قریب تھا، ایسی حالت میں میں نہ تو باہر جاسکتا تھا اور نہ ہی بیٹھا جاسکتا تھا۔ میں اسی کشمکش میں تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں وہی خوبصورت نوجوان مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: کیا آپ کو پیشاب کی حاجت ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، تو اس نے اپنی چادر اتار کر میرے منہ پر ڈال دی اور کہا: پیشاب کر کے جلدی فارغ ہو جایئے کہ جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔

جیسے ہی میرے منہ پر وہ چادر آئی تو مجھے فوراً غنودگی نے گھیر لیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے سامنے ایک دروازہ کُھلا ہوا پایا۔ جس کے اندر سے آواز آئی کہ اندر آجایئے۔ میں اندر داخل ہو تو ایک عظیم الشان محل دیکھا۔ جس میں ہر قسم کی سہولت میسر تھی۔ وہاں ایک درخت نظر آیا، جس کے ساتھ ہی غسل خانہ بنا ہوا تھا، جس میں ایک تولیہ بھی موجو تھا۔ ایک کوزہ پانی کا بھر ہوا تھا اور ساتھ ہی مسواک بھی تھی۔ میں نے وہاں پیشاب کیا اور اس کے بعد وضو اور غسل بھی کیا، ابھی فارغ ہوا ہی تھا کہ اتنے میں آواز آئی کہ کیا آپ فارغ ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو فوراً میرے منہ سے چادر اتار لی گئی، تو میں نے دیکھا کہ میں اسی جامعہ مسجد میں ہوں، وہی صف وہی جگہ اور

وہی نوجوان میرے ساتھ بیٹھا ہے اور وہی وقت تھا ابھی جماعت بھی کھڑی نہ ہوئی تھی۔

میرے اس واقعہ کا کسی کو بھی پتانہ چلا۔ میں یہ سب کچھ دیکھ کر حیران تھا اور کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ یہ سب کیا اور کیسے ہوا؟ جب اس واقعہ کی طرف دھیان کرتا تو یقین کرنا پڑتا۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی، نماز ادا کرنے کے بعد وہی نوجوان میرے ساتھ مسجد سے نکلا اور مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اسے سہل! شاید جو کچھ تم نے دیکھا اس پر تمہیں یقین نہیں آرہا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: آپ میرے ساتھ آیئے۔ میں اس کے ہمراہ چل پڑا، اتنے میں وہی دروازہ سامنے آگیا۔ جب ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی محل ہے، وہی غسل خانہ، وہ پانی کا کوزہ اور وہی مسواک وہاں موجود ہے اور وہی تولیہ جو ابھی تک بھیگا ہوا ہے۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھ کر کہا: (امنت باللہ) اس نوجوان نے کہا: اسے سہل جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ اسے تلاش کرو، ضرور ملے گا۔

میں نے یہ سن کر رونا شروع کر دیا۔ تو اس نوجوان نے میرے آنسو صاف کیے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر اور بھی حیران ہوا کہ نہ میرے سامنے وہ نوجوان تھا اور نہ ہی محل۔ بس اسی دن سے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور زیادہ مشغول ہو گیا۔[1]

❖❖❖

---

(1)... قیلوبی، نوادرالقیلوبی، ص:98

چاندی کے بدلے سونا

حضرتِ سیّدُنا احمد بن فَیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ "حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم بیتُ المقدس جانا چاہتے تھے۔ آپ کی رفاقت کے خواہش مند ایک نوجوان نے عرض کی: "حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ بیتُ المقدس جاؤں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا: "آؤ! پہلے ہم حجامت کروالیں پھر سفر پر روانہ ہوں گے۔" چنانچہ، دونوں حجام کے پاس گئے حجامت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان سے فرمایا: "اے نوجوان! تیرے پاس کتنا زادِ راہ ہے؟" عرض کی: "حضور! اٹھارہ (18) درہم ہیں۔" فرمایا: "یہ سب حجام کو دے دو۔"

نوجوان نے حکم کی تعمیل کی پھر دونوں اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں نوجوان نے کہا: "حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجام کو کم رقم دلوادیتے اور کچھ ہم اپنے پاس رکھ لیتے تو اس میں کیا حرج تھا؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے جانبِ منزل چلتے رہے۔ بیت المقدس پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کے خادم سے کہا: "کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی کھیتی کٹوانا چاہتا ہو؟ ہم دونوں اجرت پر فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں؟" خادم نے کہا: "حضور! ایک نصرانی جاگیر دار کے علاوہ میں کسی اور زمیندار کو نہیں جانتا، اگر کہیں تو اس کے پاس لے چلتا ہوں؟" فرمایا: "ٹھیک ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔"

تینوں اس نصرانی جاگیر دار کے پاس پہنچے اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ نصرانی

جاگیر دار نے اپنے کھیت دکھائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"اس کی کٹائی پر ہمیں کتنی اجرت ملے گی؟" کہا:"ایک دینار۔" فرمایا:"ٹھیک ہے، ہم فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں، تُو ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دے، کام مکمل ہونے پر یہ ہمیں دے دے گا۔" نصرانی نے ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دیا۔ رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے لیکن چودھویں رات کے چاند کی اُجلی اُجلی روشنی نے ہر طرف اُجالا بکھیر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفیق سے فرمایا:"اے جوان! میں نماز پڑھوں اور تم فصل کاٹو یا تم نماز پڑھو اور میں فصل کاٹوں، بتاؤ! تمہیں کون سی بات پسند ہے؟" نوجوان نے نماز کی حامی بھر لی اور نماز پڑھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر فصل کاٹنا شروع کی اور صبح تک کاٹتے رہے جبکہ نوجوان نماز میں مشغول رہا۔ فراغت کے بعد جاگیر دار کے پاس پہنچ کر کہا:"ہم نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔"

جاگیر دار بڑا حیران ہوا کہ اتنی جلدی اتنی ساری فصل کس طرح کاٹ لی۔ اس نے متعجب ہو کر کہا:"تم نے ضرور کھیتی خراب کر دی ہو گی ورنہ اتنی جلدی تم کام سے کیسے فارغ ہو سکتے ہو؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"تو جا کر اپنی فصل دیکھ لے تاکہ تجھے اطمینان ہو جائے۔" وہ گیا تو دیکھا کہ بہت اَحسن طریقے سے فصل کاٹی گئی ہے، جب وہ مطمئن ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"مسجد کے خادم سے کہو کہ ہماری اُجرت ہمیں دے دے۔" جاگیر دار نے مسجد کے خادم سے کہا:"ان کی اُجرت ان کے حوالے کر دو۔" جب خادم دینار دینے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:"یہ دینار (یعنی سونے کی اشرفی) میرے رفیق کو دے دو کہ اس نے حجام کو

اٹھارہ(18)درہم(یعنی چاندی کے سکے)دیئے تھے۔"چنانچہ، خادم نے وہ دینار نوجوان کو دے دیا۔[1]

❁❁❁

عارف کی نشانی

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضور عارف کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ایک روز میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوہ طور پر تھا، ہمارے ستر آدمی اور تھے۔ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا، جس پر نیکی کے اثرات ظاہر تھے۔ جب لوگ نماز پڑھتے تو ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔ مگر جب ہم علمی مذاکرہ کرتے تو وہ اس میں بلکل حصہ نہ لیتا۔ بلکہ ایک گوشہ میں بیٹھ کر ہماری گفتگو سنتا رہتا۔ اُن دنوں موسم بہار تھا اور ہر طرف ہریالی تھی۔ ایک روز ہم سبز گھاس پر بیٹھے ہوئے تھے اور میرے مرشد شیخ ابو عبد اللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ معرفت خداوندی کے بارے بیان فرمارہے تھے۔

شیخ کا بیان سن کر وہ نوجوان زمین پر لیٹ گیا اور ایک زور دار آہ کھینچی۔ جس کی گرمی سے سامنے کی ہری گھاس جل گئی، پھر وہ نوجوان غائب ہو گیا اور اس کا کوئی پتانہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔ یہ منظر دیکھ کر میرے شیخ نے ارشاد فرمایا: یہ نوجوان عارف تھا اور گھاس کا جل جانا یہ تھی عارف کی نشانی۔[2]

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:209

(2)... یافعی، روض الریاحین، ص:270

فوت شدہ نوجوان کی کرامت

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک نیک نوجوان نے میری صحبت اختیار کی۔ اچانک کچھ دنوں بعد وہ نوجوان وفات پاگیا، تو مجھے اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔ چنانچہ میں نے خود اسے غسل دیا۔ جب میں نے اس کے ہاتھوں کو دھونے کا ارادہ کیا تو خوف کی وجہ سے میں نے بائیں ہاتھ سے شروع کیا۔ تو اس نوجوان نے میرا ہاتھ پکڑ کر دایاں ہاتھ تھما دیا۔ میں نے کہا: اے میرے بیٹے! تم سچے ہو، مجھ سے غلطی ہوئی۔(1)

❁❁❁

لکڑیاں سونا بن گئیں

ملک شام میں دو نوجوان ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ایک کا نام صبیح اور دوسرے کا نام ملیح پڑ گیا تھا۔ ایک دفعہ ان دونوں کو کئی روز تک کھانے کی چیز نہ ملی تو دونوں نے باہم مشورہ کیا کہ ویرانے میں چل کر کسی کو دین کی تعلیم دیں۔ ممکن ہے اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں نفع پہنچائے۔

یہ دونوں ویرانے کی طرف چل پڑے۔ فرماتے ہیں: ہمیں راستے میں ایک حبشی شخص ملا۔ جب وہ ہمارے قریب آیا تو ہم نے اس سے پوچھا: تمہارا رب کون ہے؟ یہ سوال سن کر اس نے لکڑی کا گھٹا جو وہ اٹھائے جا رہا تھا۔ اس کو اس نے زمین پر رکھا اور

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:634

اس کے اوپر بیٹھ گیا۔

پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا یہ مت پوچھو تمہارا رب کون ہے؟ بلکہ یہ پوچھو کہ تمہارے دل میں ایمان کا مقام کیا ہے؟ ہم دونوں اس کا یہ جواب سن کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پھر اس نے کہا: پوچھو پوچھو مزید پوچھو، مرید کو اپنا سوال نہیں روکنا چاہیے۔ اس نے جب دیکھا کہ ہم اس سے کچھ بھی نہیں پوچھ رہے بلکہ خاموش کھڑے ہیں تو آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا:

اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ تیرے بعض بندے تجھ سے جو طلب کرتے ہیں تو انہیں عطا فرماتا ہے۔ میرا یہ لکڑیوں کا گھٹا سونے کا کر دے تو فوراً وہ لکڑیاں سونا بن گئیں۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ تیرے بعض بندے گمنامی کو پسند کرتے اور شہرت سے بچتے ہیں تو اس سونے کو پھر لکڑیاں بنا دے۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ وہ سونا پھر سے لکڑیوں میں تبدیل ہو گیا۔ جسے اس نے سر پر اٹھایا اور چل پڑا۔ اس کے بعد ہمیں اس کے پیچھے جانے کی جرات نہ ہوئی۔[1]

۞۞۞

بابرکت اجتماع کے صدقے مغفرت

حضرت سیِّدُنا رَجاءبنُ مَیْسُوْر مُجَاشِعِی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے: ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں موجود تھے، آپ رحمۃ

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:272

اللہ تعالیٰ علیہ وعظ و نصیحت سے ہمارے دِلوں کو منور فرمارہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نوجوان سے فرمایا:"اے بندۂ خدا! قرآنِ پاک کی کچھ آیات تلاوت کرو۔ نوجوان نے پڑھنا شروع کیا:

﴿وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ﲼ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔[1]

جیسے ہی نوجوان نے یہ آیت مکمل کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:" بھلا ظالم کا شفیع ودوست کون ہو گا، کیسے کوئی اس کی شفاعت کریگا جبکہ خود ربُّ العٰلَمین اسے سزا دینا چاہے۔ خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! بروزِ قیامت ظالموں اور گناہ گاروں کا بہت برا حال ہو گا۔ تُو دیکھے گا کہ انہیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف کھینچا جائے گا، وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن ہونگے، ان کے چہرے کالے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوجائیں گی، وہ پکارتے ہوں گے:"ہائے ہماری بربادی! ہائے ہماری مصیبت! نہ جانے ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ ہائے بربادی! ہائے ہلاکت!" فرشتے انہیں آگ کے گُرزوں سے مارتے ہوئے ہانکیں گے، ان کے آنسو ان کے چہروں پر بہیں گے اور اتنے بہیں گے کہ ختم ہوجائیں گے۔ پھر وہ خون

---

(1)... المؤمن:18

کے آنسو روئیں گے اور ان کی حالت اُن خوفزدہ پرندوں کی طرح ہو گی جنہیں بہت بڑے خوف نے دہشت میں مبتلا کر دیا ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو ان کی اس حالت کو دیکھ لے تو اس ہولناک منظر سے تیری آنکھیں سلامت نہ رہیں تیرا دل پھٹ جائے ، اس منظر کی ہولناکی سے تیرے قدم ایسے لرزیں گے کہ انہیں قرار نہ آئے گا۔" اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پھر ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: " ہائے! کتنا برا ہے وہ منظر ہائے! کتنا برا ہے ان کا ٹھکانا!" پھر روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہاں موجود تمام لوگ بھی زارو قطار رونے لگے۔"

پھر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا: "اے صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی! کیا یہ تمام معاملات قیامت کے دن ہوں گے ؟" فرمایا: "ہاں، میرے بھتیجے! واقعی یہ تمام واقعات بروزِ قیامت ہوں گے بلکہ وہاں کے حالات کی جو خبر مجھے پہنچی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو میں نے بیان کی۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمی نارِ جہنم میں چیختے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آواز ختم ہو جائے گی پھر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو گا جو اس مریض کی طرح آہیں اور سسکیاں نہ بھرے جسے برسوں سے شدید بیماری لاحق ہو۔" آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبانی جہنم کی ہولناک کہانی سن کر وہ نوجوان اس طرح گڑ گڑانے لگا: "ہائے افسوس! ہائے میری غفلت! میں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر دیئے۔

اے میرے مالک! میں تیری اطاعت سے غافل رہا مجھے ان کوتاہیوں پر افسوس ہے۔ ہائے! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی۔" پھر اس نے اپنا منہ جانبِ قبلہ کیا اور روتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مناجات کرنے لگا: "اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آج کے دن میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں،

میری یہ توبہ اخلاص پر مبنی ہے، میں تیرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں۔

اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے آج تک جو عبادت ہو سکی اسے قبول فرمالے، میری سابقہ خطاؤں کو معاف فرمادے، مجھ سے گناہوں کی گندگی دور فرمادے۔ میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر رحم فرما۔ میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں تیری فرمانبرداری اور اطاعت کا پٹّا اپنی گردن میں ڈالتا ہوں، میرے جسم کا رُواں رُواں تیری بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہے۔ میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔" اتنا کہہ کر وہ نوجوان منہ کے بل زمین پر گر پڑا، لوگوں نے اسے اٹھایا تو بے ہوش ہو چکا تھا، پھر وہ ایسا بیمار ہوا کہ سنبھل نہ سکا۔ حضرت سیّدُنا صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور آپ کے دیگر رفقاء اس نوجوان کی عیادت کو جاتے رہے۔ بالآخر وہ نوجوان اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر دارِ بقا کی طرف کُوچ کر گیا۔ اس کے جنازہ میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔ حضرتِ سیّدُنا صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اکثر اپنی محفل میں اس کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے: "قرآن کی آیات اور فکرِ آخرت سے معمور بیان سن کر وہ نوجوان موت کی آغوش میں پہنچ گیا۔"

مرنے کے کچھ دن بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: "تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟" کہا: "حضرتِ سیّدُنا صالح مُرّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بابرکت اجتماع کے صدقے میری مغفرت ہو گئی اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُس رحمت کے سائے میں پہنچ گیا جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔[1]

❖❖❖

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:201

تعلیمی سفر کے لیے بے قراری

امام الحدیث حضرت سیدنا اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم محدث تھے۔ جب آپ کی عمر صرف سترہ (17) برس کی تھی کہ ابھی تحصیل علم کے لیے سفر نہ کیا تھا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث محمد بن ایوب رازی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے علم حدیث حاصل کرنا چاہتے تھے کہ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ اپنے وقت کے عظیم محدث حضرت سیدنا محمد بن ایوب رازی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

اس خبر کا سننا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رنج و غم سے گریہ وزاری اور جوش بے قراری میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے اس قدر زور زور سے چیخ چیخ کر رونے لگے کہ گھر کے تمام افراد حیران ہو گئے۔ اور جب وجہ پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روتے ہوئے جواب دیا:

تم لوگ ہمیشہ مجھے تعلیمی سفر کے لیے منع کرتے رہے۔ آخر شیخ الحدیث محمد بن ایوب رازی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ! میں انہیں کہاں تلاش کروں اور کس کے پاس علم حدیث حاصل پڑھوں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر والوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث کی طلب کے لیے بیقراری دیکھی تو ان کو تسلی دے کر فوراً ان کے تعلیمی سفر کا انتظام کیا اور ان کے ماموں کے ہمراہ شہر نساء میں ایک دوسرے شیخ حضرت سیدنا ابو سفیان محدث رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں علم حدیث حاصل کرنے کے لیے بھیج دیا۔ تو آپ

رحمۃ اللہ علیہ کو سکون اور بے قرار قلب کو قرار ملا۔[1]

۞۞۞

ترک ماسوا اللہ

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن شہر بغداد کی جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ ایک خوش حال خوش پوشاک نوجوان اپنے دوستوں کے ہمراہ آیا اور مجلس وعظ میں شریک ہو گیا۔ دوران بیان حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔ یہ سننا تھا کہ نوجوان کا رنگ پیلا پڑ گیا اور وہ اسی حال میں اٹھ کر چلا گیا۔ دوسرے دن حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر جلوہ افروز ہوئے، تو وہ نوجوان پھر آیا۔ آکر اس نے سلام کیا اور ایک طرف ہٹ کر دو رکعت نفل نماز ادا کی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کہ کل میں نے دوران بیان آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ جملہ سنا تھا کہ حیرت ہے کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے؟ ذرا اس کی وضاحت فرما دیں۔ تو حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں۔ پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

یہ سن کر وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا، دوسرے دن وہ نوجوان پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا: کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستہ سے مجھے باخبر کیجئے۔ حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ

---

(1)... اعظمی، روحانی حکایات، ص:33

رکھو اور رات کو نوافل پڑھو اور اگر اللہ کے طالب ہو تو ہر چیز کو ترک کر دو، اسے پالو گے۔ رہنے کے لیے مسجدوں، ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو۔

یہ سن کر نوجوان نے کہا: خدا کی قسم میں تو سب سے زیادہ مشکل اور کٹھن راہ اختیار کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ جب نوجوان وہاں سے گیا تو اس کے جسم پر پہلے لباس کی جگہ صرف سفید رنگ کے دو پرانے کپڑے تھے۔

حضرت سیدنا شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کچھ روز بعد میرے پاس کچھ لڑکے آئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو احمد یزید کاتب کے بارے میں کچھ معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے؟ تو میں نے کہا: میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔ البتہ کچھ روز پہلے میرے پاس ایسی ایسی شکل وصورت والا آدمی آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ باتیں دریافت کی تھیں۔ اس کے بعد چلا گیا، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اور اب کہاں ہے۔

ان لڑکوں نے حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو قسم دے کر کہا: کہ جب وہ نوجوان آپ کے پاس آئے، تو ہمیں اطلاع ضرور دینا۔ اس کے بعد نوجوان کا ایک سال تک کسی کو علم نہ ہو سکا کہ کہاں ہے؟ ایک رات حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی، تو وہی نوجوان اندر داخل ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک پیشانی چوم کر کہنے لگا: حضور جس طرح آپ نے مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے۔

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس نوجوان کی آمد کی اطلاع اس کے گھر پہنچادی جائے۔ اس آدمی نے نوجوان کے گھر اطلاع دی تو تھوڑی دیر بعد ایک عورت بچوں سمیت حاضر ہو گئی۔ اس کا ایک بچہ زیوروں اور قیمتی کپڑوں سے آراستہ تھا۔ عورت نے اس بچے کو جوان کی گود میں ڈال دیا اور کہا: آپ نے تو مجھے جیتے جی بیوہ اور ان بچوں کو یتیم بنا دیا ہے۔

نوجوان حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: حضور یہ آپ نے کیا کیا؟ پھر نوجوان نے بیوی بچوں سے کہا: بخدا تم لوگ مجھے دل و جان سے زیادہ پیارے اور محبوب ہو، میری اولاد مجھے مخلوقات میں سے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ مگر کیا کروں، انہوں نے (حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ) کہا تھا: اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کے سوا ہر چیز کو ترک کر دو۔ پھر اپنے بیٹے کو زیور اتار کر اپنی بیوی سے کہا: یہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دو اور میرے کمبل کا ایک ٹکڑا اسے اُڑھا دو۔

بیوی نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنے بچے کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔ یہ کہا اور بچے کو نوجوان کی گود سے اٹھا لیا۔ اس کے بعد نوجوان کھڑا ہوا اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا: کہ آج کی رات تو نے مجھے اپنے پروردگار کی یاد سے غافل کر دیا۔ اس کے جاتے ہی اس کے گھر والے سب رونے لگے۔ اس کی بیوی نے حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پھر عرض کی کہ اگر وہ دوبارہ آئے تو اسے ضرور اطلاع کیجئے گا۔

پھر ایک عرصہ گزر گیا نوجوان کا کوئی پتا نہ چلا۔ پھر اچانک ایک دن ایک بوڑھی عورت حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ

آپ کو مقام شونیزیہ میں ایک لڑکا یاد کر رہا ہے۔ جب حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ مقام شونیزیہ پہنچے تو دیکھا کہ وہی نوجوان زمین پر لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر کے نیچے ایک اینٹ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سلام کیا۔ سلام سن کر اس نے فوراً آنکھیں کھولیں اور جواب دے کر عرض کرنے لگا: حضور کیا خیال ہے میرا پروردگار میرے گناہ معاف کر دے گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ نوجوان نے کہا: حضور میں تمام گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ رحیم و کریم پروردگار ڈوبنے والوں کو بچالیتا ہے۔ نوجوان نے کہا: حضور بہت ظالم انسان ہوں اور مجھ پر لوگوں کے حقوق بھی بہت ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حدیث مبارک ہے۔ جس نے توبہ کر لی روز محشر اسے اور اس کے حقداروں کو بلایا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہو گا کہ تم انہیں معاف کر دو اور اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا۔ پھر نوجوان نے کہا: میرے پاس گھٹلیوں کی فروخت کے چند درہم ہیں۔ جب میں اس دنیا سے پردہ فرما جاؤں تو ان درہموں سے تجہیز و تکفین کا سامان خریدنا اور میرے گھر والوں کو ہر گز نہ بتانا، ورنہ وہ میرے کفن و دفن میں حرام دولت شامل کر دیں گئے۔

حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا رہا، اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ پھر اس نے قرآن مجید کی یہ آیت

﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔[1]

تلاوت کی اور انتقال کر گیا۔ میں کفن خریدنے کے لیے بازار گیا۔ جب واپس گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بہت بڑی تعداد میں لوگ اسی جانب چلے آرہے ہیں۔ جب وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا: کہ اللہ کے ولی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کی نماز جنازہ پڑھنے جارہے ہیں۔ پھر ہم لوگوں نے مل کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

کچھ دنوں بعد اس نوجوان نے گھر کے افراد اس کی خبر گیری کے لیے آئے، تو میں نے انہیں اس کی موت کی اطلاع دی۔ جب اس کی بیوی نے سنا خوب زور زور سے رونے لگی۔ اس کے بعد اس عورت نے اپنی تمام جائیداد وقف کر دی، تمام باندیوں کو آزاد کر دیا، دیگر مال و دولت خیرات کر کے خود اس کی قبر کے پاس بیٹھ گئی اور اپنی زندگی کے باقی ایام اس عورت نے وہیں گزارے۔ بالآخر اس کا بھی انتقال ہو گیا۔[2]

❖❖❖

ملے گا ابو النصر کے ہاتھوں

ساہیوال کی جامع سنہری مسجد میں ایک عابد حسین نامی نوجوان رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نوجوان مسلسل آہ و زاری میں مشغول رہتا کہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام اپنے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف فرمادیں، اسی مسجد میں فاتح عیسائیت شیخ ابو النصر منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اعتکاف کی سعادت

---

(1)... الصفت:61

(2)... یافعی، روض الرياحين، ص:

حاصل کر رہے تھے۔ وہ نوجوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی بجائے، آپ کے مخالفین میں سے تھا۔

ایک رات اس نوجوان پر کرم کی بارش ہوئی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے معطر معطر اپنے نورانی جلوؤں سے نواز دیا۔ اس نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کوئی چیز تقسیم فرمارہے ہیں اور اس نوجوان کو دینے کے لیے بھی ہاتھ میں پکڑی ہے۔ یہ فرط محبت میں بھاگ کر آگے بڑھا کہ تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسے بھی عطا فرمائیں۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

آپ کو بھی ملے گا، مگر ابو النصر کے ہاتھوں۔

❖❖❖

ایک مجاہد کی دعائے شہادت

حضرتِ سیّدُنا حُمَید بن ہِلَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے۔ چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی۔ اس وقت گھروں کی دیواریں اتنی بلند نہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھروں کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کسی عورت نے دوسری عورتوں سے کہا: "جلدی سے گھروں کے اندر چلی جاؤ، ایک نوجوان آرہا ہے۔" یہ سن کر دوسری عورتوں نے کہا: "ارے! یہ تو حضرتِ سیّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اٹھتی ہی نہیں پھر یہ کسی غیر عورت

پر نظر کیونکر ڈالیں گے۔"

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم مجاہدینِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے، چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دعا کی: "اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ !میرا نفس گمان کرتا ہے کہ اسے تیری ملاقات بہت عزیز ہے۔ اگر یہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کی اس خواہش کو پورا فرمادے۔ اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اگرچہ یہ اس بات کو ناپسند کرے۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! اسے اپنی راہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ! شہادت کے بعد میرے گوشت کو پرندوں اور درندوں کی خوراک بنادے۔"

یہ دعا کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر کے ساتھ دشمن کی جانب روانہ ہوگئے لشکر ایک ایسے باغ کے قریب جا کر رکا جس کے چاروں طرف دیوار تھی اور دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا۔ سارا لشکر اس سوراخ کے ذریعے اندر داخل ہو گیا۔ اتنے میں دشمنوں کا لشکر بھی اس سوراخ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم اپنے گھوڑے سے اس حالت میں اترے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ گرد آلود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوڑتے ہوئے باغ میں موجود ایک تالاب کے پاس آئے، وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس لشکر میں حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائی بھی موجود تھے۔ جب لشکرِ اسلام واپسی کے لئے کوچ کرنے لگا تو کچھ

افراد نے دیوار پر چڑھ کر پکارا:" اے اَسْوَد بن کُلثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائیو! یہاں آکر دیکھو! تمہارے بھائی کے گوشت اور ہڈیوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔" یہ سن کر ان کے بھائی غمگین ہوگئے اور مغموم لہجے میں کہا:"ہمارے بھائی نے جو دعا کی تھی وہ قبول ہوگئی، ہم میں ایسی دعا کرنے کی ہمت نہیں۔[1]

۞۞۞

نیکی کام آگئی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میرے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا۔ وہ اتنا نشہ کرتا کہ ہر وقت نشے میں ہی دیکھا جاتا۔ ایک دن صبح صبح میں نے اس کی والدہ کی چیخ و پکار کی آواز سنی۔ میں اس کی والدہ کے پاس گیا اور رونے کی وجہ پوچھی؟ تو اس نے مجھے بتایا: کہ آج صبح بغیر کسی مرض کے میرا بیٹا اپنے کمرے میں مردہ پایا گیا اور مجھ سے کفن و دفن کے سامان کے متعلق کہا۔

تو میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر جس نے اس سے ہماری جان چھڑائی، لیکن کچھ دیر کے بعد میرا دل اس نوجوان کے لیے نرم پڑ گیا اور میں نے دل میں کہا: اللہ تعالیٰ کی رحمت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے امتیوں کے لیے کم نہیں۔ میں اسی وقت گیا اور اس کے کفن و دفن کا سامان لے آیا۔ پھر اس کا جنازہ پڑھا کر اسے دفن کر دیا۔

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:229

کچھ دنوں بعد میرے دوستوں میں سے ایک نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: (ما فعل اللہ بك) یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو میرے نامہ اعمال میں ایک نیکی تھی کہ مرنے سے پہلے ایک دفعہ میں حمام میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک مردہ پڑا ہوا ہے۔ تو میں نے اسے غسل دیا اور اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دیا۔ بس یہ نیکی کام آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے میری مغفرت فرمادی۔[1]

❖❖❖

احترام ولی کا ثمرہ

حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت احمد رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں: شہر بغداد میں دس جوان تھے، ان کے ساتھ دس نوخیز لڑکے بھی تھے۔ انہوں نے ان دس نوخیز لڑکوں میں سے کسی ایک کو کسی ضرورت سے بھیجا، تو اس نے لوٹنے میں تاخیر کی۔ یہ دس جوان بہت زیادہ غضبناک ہوئے۔ اتنے میں وہ لڑکا ایک خربوزہ لیے ہنستے ہوئے آنکلا۔

نوجوانوں نے کہا: ایک تو تو دیر سے آیا ہے اور اوپر سے ہنس رہا ہے تجھے مسئلہ کیا تھا؟ لڑکے نے کہا: غصہ میں نہ آئیں، میں آپ لوگوں کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا؟ تو لڑکے نے کہا: یہ جو خربوزہ آپ لوگ میرے ہاتھ میں دیکھ

---

(1)... ابن جوزی، بستان الوعظین، ص:313

رہے ہیں۔ اس پر زمانے کے مشہور ولی حضرت سیدنا بشر حافی علیہ الرحمہ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا، تو میں نے اسے بیس درہم میں خرید لیا ہے۔

لڑکے کی بات سن کر نوجوانوں نے خربوزے کو باری باری چوما اور محبت کے ساتھ آنکھوں سے لگایا۔ ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ حضرت سیدنا بشر حافی علیہ الرحمہ کو کس چیز نے اس بلند مقام پر پہنچایا ہے؟ کسی نے کہا: تقوی نے، تو کسی نے کچھ کہا۔ اس کے بعد سوال پوچھنے والے نوجوان نے کہا: میں تمہیں گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد سب نے سچی توبہ کی۔ پھر وہ تمام مقام طرطوس میں اسلام دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے چلے گئے اور وہیں سب نے جام شہادت نوش کیا۔[1]

❖❖❖

سب سے خوبصورت حور

حضرتِ سیّدُنا ثَابِت بُنَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ: " ایک دن میں حضرت سیّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ اتنے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے جو ابو بَکْر کے نام سے مشہور تھے جہاد سے واپس آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جہاد میں پیش آنے والے بہت سے واقعات بتائے اور کہا:" ابا جان! کیا میں آپ کو اپنے ایک مجاہد

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:282

ساتھی کی عجیب وغریب وایمان افروز حالت کے بارے میں نہ بتاؤں ؟"حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:"ضرور بتاؤ۔"کہا:"ہمارے لشکر میں ایک خوبرو نوجوان بھی تھا۔ جب ہم دشمن کے بالکل سامنے پہنچ گئے تو حملے کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ اتنے میں اس نوجوان کے یہ الفاظ فضاء میں گونجے:"واہ! میری زوجہ "عَیْنَاء"کیسی خوبصورت ہے، واہ میری زوجہ "عَیْنَاء" کیسی خوبصورت ہے"۔ یہ آواز سن کر ہم فوراًاس کی طرف دوڑے، ہم سمجھے کہ شاید اسے کوئی عارضہ لاحق ہوگیا ہے۔ ہم نے پوچھا:"اے نوجوان ! کیا ہوا؟" کہا:"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شہسوار و! سنو! میں ہمیشہ اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں ہر گز شادی نہ کروں گا یہاں تک کہ میں کسی غزوہ میں شہید ہو جاؤں گا اور اللہ ربُّ العزَّت جنت کی سب سے خوبصورت حور سے میری شادی کر دے گا۔ میں ہر مرتبہ شہادت کی آرزو لئے جہاد میں شریک ہوتا ،کئی جہادوں میں شرکت کے باوجود مجھے شہادت کی دولت نہ مل سکی۔ اب اس لشکر کے ساتھ جہاد میں آگیا۔ راستے میں میرے نفس نے مجھے اس ارادے پر ابھارا،"اگر اس مرتبہ بھی مجھے شہادت نہ ملی تو واپسی پر میں شادی کرلوں گا۔"

ابھی کچھ دیر قبل مجھے اونگھ آئی میرے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا:"تم ہی ہو جو یہ کہہ رہے ہو کہ اگر اس مرتبہ میں شہید نہ ہوا تو واپسی پر شادی کرلوں گا؟" سنو ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے "حورِ عیناء" کے ساتھ تمہاری شادی کر دی ہے۔ اٹھو! میرے ساتھ چلو۔"وہ مجھے لے کر ایک انتہائی سرسبز وشاداب وسیع باغ میں پہنچا، وہاں کا منظر بڑا ہی دِلرُبا تھا اس میں دس(۱۰) ایسی حسین وجمیل لڑکیاں موجود تھیں کہ اس سے قبل میری آنکھوں نے ایسا حسن نہ دیکھا تھا۔ میں نے کہا:"شاید ان میں سے کوئی ایک

"حورِ عَیْنَاء" ہو گی ۔" یہ سن کر ان دوشیزاؤں نے کہا:" ہم تو اس کی کنیزیں ہیں" حورِ عَیْنَاء"تمہارے سامنے کی جانب ہے۔"

میں آگے بڑھا تو ایک بہت ہی خوبصورت اور سر سبز باغ نظر آیا یہ پہلے باغ کی نسبت زیادہ خوبصورت و وسیع تھا۔ اس میں بیس(20) حسین و جمیل دوشیزائیں تھیں ان کے حسن وجمال کے سامنے پہلی دس لڑکیوں کے حسن کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں نے کہا:" ان میں سے کوئی ایک "حورِ عَیْنَاء" ہے ۔ "جواب ملا:" آگے چلے جاؤ"حورِ عَیْنَاء" تمہارے سامنے ہے۔ ہم تو اس کی کنیزیں ہیں۔" میں آگے بڑھا تو سامنے ایک ایسا وسیع و عریض اور خوبصورت باغ تھا جو پہلے دو باغوں کی نسبت بہت زیادہ پُر بہار تھا ۔ اس میں چالیس(40) ایسی خوبصورت لڑکیاں تھیں کہ ان کے سامنے پہلی دوشیزاؤں کی خوبصورتی کچھ بھی نہ تھی۔ میں نے کہا:"ان میں کوئی ایک ضرور "حورِ عَیْنَاء"ہو گی۔"

یہ سن کر انہوں نے اپنی پُر تَرَنُّم آواز میں کہا:"ہم تو اس کی کنیزیں ہیں"حورِ عَیْنَاء "تمہارے سامنے ہے، آگے چلے جاؤ۔"میں آگے بڑھا تو اپنے آپ کو یاقوت کے بنے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں پایا جس میں ایک تخت پر سابقہ تمام لڑکیوں سے زیادہ حسین و جمیل نوجوان لڑکی موجود تھی اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ وہ بڑی شان و شوکت سے تخت پر بیٹھی میری جانب دیکھ رہی تھی۔ میں نے بے تاب ہو کر پوچھا:"کیا تم ہی "حورِ عَیْنَاء "ہو؟" اس نے اپنی مسحور کُن آواز میں کہا:" خوش آمدید! میں ہی"حورِ عَیْنَاء"ہوں۔" یہ سن کر میں نے اسے چھونے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کی مترنم آواز گونجی:"ٹھہر جایئے! ابھی آپ کے اندر روح موجود ہے۔ کچھ دیر

انتظار کیجئے! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آج آپ افطاری ہمارے ساتھ کریں گے۔" میں ابھی اس ہوشرُبا منظر میں ہی گم تھا کہ میری آنکھ کھل گی۔ بس اب میں بہت جلد وہاں پہنچنے والا ہوں۔

نوجوان نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ منادی نے پکار کر کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شہسوارو! دشمن پر حملہ کرنے کا وقت آگیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر اسلام کے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو!۔" یہ سن کر ہم دشمن کے مقابلے میں صفیں بنا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہوگئے۔ وہ نوجوان بڑی بے جگری سے دشمنوں سے نبرد آزما تھا۔ مجھے اس کی بات یاد تھی، میں کبھی سورج کی طرف دیکھتا کبھی اس کی طرف۔ جیسے ہی سورج غروب ہوا اس کی گردن تن سے جدا کردی گئی۔ وہ راہِ خدا میں اپنا سر قربان کرا چکا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ سورج پہلے غروب ہوا یا وہ نوجوان پہلے شہید ہوا۔ یقینا اس نے افطاری "حورِ عَیْنَاء" کے ساتھ کی ہوگی۔ حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اپنے بیٹے کی زبانی اس نوجوان کی ایمان افروز کہانی سنی تو بے ساختہ دعا گو ہوئے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس مجاہد پر رحمت ہو۔[1]

۞۞۞

عقل مند اور بے وقوف

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دن قبرستان کی

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:226

طرف گیا تو وہاں ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ قبرستان سے آہ وبکا کرتا ہوا، بھاگ رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: اے جوان تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: اس میدان سے (یعنی قبرستان سے) میں نے اس سے کہا: تو نے اہل قبرستان سے کیا کہا:؟ اس نے جواب دیا: میں نے ان سے کہا: کہ تم ہم سے کب ملو گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب تم فوت ہو جاؤ گئے۔

اتنی بات کر کے روتا ہو بھاگ گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ دوبارہ قبرستان پہنچ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا: تو چاہتا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں عیش و آرام چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: قبرستان میں کہاں کا آرام؟ اس نے مجھ سے پوچھا: تمہارے نزدیک کس چیز میں عیش و آرام ہے؟ میں نے کہا: مال و دولت اور بیوی بچوں وغیرہ میں۔ تو وہ منہ بسور کر بولا: افسوس ہے اس عیش و آرام پر جس کے بعد دکھ ہو اور ندامت و شرمندگی ہو۔

میں نے اس سے پوچھا: تمہارے نزدیک کون سی شئے عیش و آرام کی ہے؟ اس نوجوان نے کہا: اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا، فنا فی اللہ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر جو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، وہ کہیں بھی میسر نہیں۔

میں نے اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق اس کی ملاقات کا سب سے زیادہ شوق کب کرتا ہے؟ اس نے کہا: جب اللہ تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دیتا ہے اور مخلوق کے درمیان رہنے سے دل تنگ ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ میں نے پھر پوچھا: زہد اور تقوی کیا ہے؟ اس نے کہا: دنیا چھوڑ دینا۔

میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کی رضا کب حاصل ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا: جب تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلوں پر راضی ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: اعلیٰ عبادت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: تیرا غم اور تیری خوشی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور تو اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرے گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تجھے یہ مقام حاصل نہیں ہوتا تو یہ خیال ضرور رکھ کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر میں نے پوچھا: لوگوں کی مخالفت سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا: لوگوں کی دو قسمیں ہیں: عقل مند اور بے وقوف۔ عقل مند تو اپنے گناہوں کے بارے ہی سوچتا رہتا ہے اس کے غیر کی طرف توجہ ہوتی ہی نہیں، وہ اپنے رب کی رضا مندی کی فکر میں رہتا ہے، باقی جاہل کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے میں ہی سب کی کامیابی ہے۔

میں نے سوال کیا: معاشی حالات کا کیا کروں؟ اس اللہ والے نے کہا: اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر، وہ تیرے راستے کھول دے گا۔ وہ تجھے اس وقت تک ہلاک نہیں کرے گا، جتنی دیر تک تجھے وہ روزی نہ مل جائے جو تیرے مقدر میں لکھی ہے اور تو اس کو کھا نہ لے۔ وہ بڑا رؤف الرحیم ہے۔

حضرت سیدنا احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر اس نوجوان فقیر نے مجھ سے مصافحہ کیا اور الوداع کہتے ہوئے جدا ہو گیا۔[1]

---

(1)... ابن جوزی، بستان الواعظین، ص:411

دو جنتیں مل گئیں

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیز گار اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آگیا، پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا۔ اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا، تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔[1]

تو اس کی قبر سے آواز آئی: اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک اللہ عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔[2]

❁❁❁

---

(1)... الرحمن: 46

(2)... مکی، الزواجر، ج:1، ص:94

ایک صدقہ کی برکت

حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک روز میں گاؤں کی طرف جارہا تھا۔ راستے میں ایک نوجوان پر نظر پڑی، جو جسمانی لحاظ سے بہت کمزور تھا، اس کے بال اُلجھے ہوئے اور بدن پر شکستہ لباس تھا۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھا ہوا مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے چہرے پر مل رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر استغفار کیے جارہا تھا۔

جب میں نے اسے اس حالت میں دیکھا تو میرا قلب اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور میں اس سے ملاقات کے لیے راستے کو چھوڑ کر اس کی جانب چل پڑا۔ مگر جب اس نے مجھے آتے ہوئے دیکھا تو اُٹھ کر ایک طرف دوڑ لگادی۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا کہ شاید پکڑلوں، مگر وہ مجھ سے کافی آگے تھا۔

حضرت سیدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اس نوجوان کو آواز دی کہ اے اللہ کے دوست مجھ پر مہربانی کر اور ٹھہر جا۔ اس نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں نہیں رکوں گا اور بآواز بلند اللہ کا ذکر کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا: اگر تم سچے ہو تو اپنی صداقت ظاہر کرو۔ یہ سن کر اس نے پھر اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور پھر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ یہ دیکھ کر میں حیرت زدہ بھی ہوا اور فکر مند بھی اور اپنے دل میں کہا: اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص کرے۔ پھر جب قریب جا کر دیکھا تو وہ نوجوان انتقال کر چکا تھا۔

اس کے بعد ایک قریبی عرب قبیلہ میں اس کی تجہیز و تکفین کے لیے سامان لینے

گیا۔ جب واپس آیا تو اس کی لاش کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا اور نہ ہی کوئی معلومات ہو سکی۔ اتنے میں ہاتف غیب سے آواز آئی:

اے شبلی! تم اس نوجوان کی فکر نہ کرو۔ ملائکہ نے اس کا کام پورا کر دیا ہے۔ تم بس اپنے پروردگار کی عبادت پر توجہ دو اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو۔ یہ نوجوان ایک صدقہ کی برکت سے ہی اس مقام پر پہنچا ہے، جو اس نے اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ ہی کیا تھا۔

حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے کہا: بتاؤ اس نے کیا صدقہ کیا تھا؟ ہاتف نے کہا: یہ نوجوان اپنی ابتدائی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان فاسق اور زانی تھا۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ اس کا عضو تناسل اژدھا بن گیا۔ جس نے اس کے پورے جسم کو گھیر کر خود اپنا منہ اس کے منہ کے سامنے کر کے بیٹھ گیا۔ پھر اس کے منہ سے انگارے نکلنے لگے، جس نے اس کے چہرے کو جھلسا کر رکھ دیا۔

اس خواب کے بعد یہ گھبرا کر اُٹھا اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، اب اسے بارہ سال ہو گئے ہیں کہ اسی طرح ہر وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہتا تھا۔ کل اس کے پاس یک سائل آیا۔ اُس کو دینے کے لیے تو اس کے پاس کچھ نہ تھا، مگر اس نے اپنا قمیض اتار کر اسے دے دیا۔ سائل بہت خوش ہوا اور اس نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سائل کی دعا قبول فرمائی اور اس نوجوان کو یہ بلند مقام عطا کر دیا۔[1]

۞۞۞

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:354

خوش قسمت صحابی

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم حضور تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انصاری قبیلے سے ایک نوجوان اپنی کسی ضرورت کے لیے حاضر ہوا۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے لیے جگہ کشادہ فرما کر (نہایت محبت سے) اپنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: شاید تمہیں تعجب ہوا ہوگا کہ میں نے اسے اپنے اور تمہارے درمیان کیوں بٹھایا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے اپنے اور میرے درمیان کیوں بٹھایا ہے؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اے ابو بکر! یہ نوجوان مجھ پر ایسا درود پڑھتا ہے کہ اس جیسا درود میری امت میں سے کوئی نہیں پڑھتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ نوجوان کن الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ یوں پڑھتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَن لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اُمِرْتَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔

اے اللہ اتنی رحمت نازل فرما محمد پر جتنی بار ان پر درود پڑھا گیا اور اتنی رحمت بھیج جتنی بار درود نہیں پڑھا گیا اور اتنی رحمت بھیج جتنا تو نے اس پر درود بھیجنے کا حکم دیا

ہے جیسے تو چاہتا ہے ان پر درود بھیجا جائے۔[1]

۞۞۞

خوشیوں کا گھر

اپنے زمانے کے بہت ہی متقی وصالح بزرگ حضرتِ سیِّدُنا سَالِم بن زُرْعَہ بن حَمَّاد ابو مرضِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ "ہم جس علاقے میں رہتے تھے وہاں کا پانی تقریباً ساٹھ سال سے نمکین تھا۔ وہاں سے گزرنے والی نہر کا پانی بھی انتہائی کڑوا تھا۔ نہر کے قریب ہی ایک عبادت گزار نوجوان رہتا تھا۔ اس کے گھر میں نہ تو کوئی پانی کی ٹینکی وغیرہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا بڑا برتن جس میں پانی رکھا جاسکے۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رمضان کے مہینے میں افطار کے وقت میں نے اس نوجوان کو نہر کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی اس نوجوان کے ساتھ ہو لیا۔

اس نے نماز کے لئے وضو کیا پھر اس طرح التجا کی: "اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تُو میرے اعمال سے خوش ہے کہ میں تجھ سے سوال کروں؟ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! گرم اور کھولتا ہوا پانی اس کے لئے ہو گا جس نے تیری نافرمانی کی ہو گی۔ اگر مجھے تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی بھی افطار نہ کرتا، بے شک پیاس کی شدت نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے۔"

یہ دعا کرنے کے بعد اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نہر سے خوب سیر ہو کر پانی

---

(1)... ابن جوزی، بستان الواعظین، ص:445

پیا۔ میں حیران تھا کہ یہ اس کڑوے پانی پر کس طرح صبر کر رہا ہے؟ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو میں نے بھی اسی جگہ سے پانی پیا، میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ وہاں کا پانی انتہائی لذیذ اور شکر کی طرح میٹھا تھا۔ میں نے خوب پیا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا ابو مرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان نے مجھ سے کہا: "آج رات میں نے ایک خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا تھا، "ہم تیرے گھر کی تعمیر سے فارغ ہو چکے ہیں وہ گھر ایسا خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، اب ہم نے اس کی آرائش کا حکم دے دیا ہے، ایک ہفتے بعد مکمل تیار ہو جائے گا، اس کا نام "سرور" ہے، تجھے اچھائی و بھلائی کی خوشخبری ہو۔" پھر میری آنکھ کھل گئی۔" حضرتِ سیِّدُنا ابو مرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان کا یہ خواب سن کر میں واپس آ گیا۔ ساتویں دن جمعہ تھا، نوجوان نمازِ فجر کے لئے وضو کرنے نہر پر گیا۔ اس کا پاؤں پھسلا تو نہر میں ڈوب گیا۔ ہم نے اسے نکالا تو اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم نے اسے دفنا دیا۔ تین دن بعد میں نے اسے خواب میں ایک پل کی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بہترین سبز لباس زیبِ تن کر رکھا تھا۔ اور بلند آواز سے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" کہہ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: "اے ابو مرضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے "دَارُ السُّرُور" میں میری مہمان نوازی فرمائی اور مجھے وہ بہترین گھر عطا فرما دیا ہے۔ تم جانتے ہو اس میں میرے لئے کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟" میں نے کہا: "وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کرو۔"

کہا: "تمہارا بھلا ہو! تعریف کرنے والوں کی زبانیں اس سے عاجز ہیں کہ وہاں کی

نعمتوں کی صفات بیان کریں۔ اگر تجھے وہاں کی نعمتیں چاہیں تو تُو بھی میری طرح عبادت وریاضت کر۔ اے کاش! میرے گھر والے جانتے کہ ان کے لئے میرے ساتھ کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟ یہاں پر ایسے خوبصورت ومُزَیَّن گھر ہیں کہ ان کے دل جن چیزوں کی خواہش کریں گے وہ تمام اشیاء وہاں موجود ہوں گی اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم بھی ان کے ساتھ ہوگے۔" پھر میری آنکھ کھل گئی۔[1]

❁❁❁

ایصال ثواب کی برکتیں

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے بعض آثار کے سننے سے پتا چلا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، تو اس کی دوزخ سے نجات ہو جاتی ہے۔ میں نے اس وعدے کی خوشخبری کے پیش نظر یہ عمل اپنے لیے اور اپنے دیگر عزیز و اقارب کے لیے بھی کیا۔ میں نے کئی ایک نصاب مکمل کر لیے تھے، جنہیں میں آخرت کا توشہ خیال کرتا تھا۔

ان دنوں ایک گھر میں میرا اور ایک نوجوان کا ساتھ ہو گیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا: کہ یہ نوجوان صاحب کشف ہے اور اس پر جنت و دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور کم عمر ہونے کے باوجود لوگ اس کی عزت کرتے تھے مگر مجھے اس بارے میں شبہ تھا۔ ایک روز کچھ لوگوں نے ہماری دعوت کی اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے، کھانا کھانے کے دوران وہ نوجوان اچانک خوفناک چیخ سے رونے لگا اور اس کا سانس بھی پھول گیا۔ وہ

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:230

اتنی زور سے چیخ رہا تھا کہ ہر شخص کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ بلا وجہ نہیں، بلکہ کسی وجہ سے رو رہا اور چیخ رہا ہے۔ اس نوجوان نے پھر مجھ سے کہا: چچا جان میری ماں کو دوزخ میں عذاب ہو رہا ہے۔

اس کی پریشانی دیکھ کر میں نے سوچا کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا جو نصاب میں نے اپنے لیے مکمل کر رکھا ہے اس کا ثواب اس کی ماں کو ایصال کر دیتا ہوں۔ اس طرح مجھے اس کی سچائی کی تصدیق بھی ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس حدیث کے راوی سچے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ میں نے وہ ستر ہزار مرتبہ جو کلمہ طیبہ پڑھا تھا جسے میرے اور میرے پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس نوجوان کی والدہ کو ایصال کر دیا۔ ابھی میں اپنے اس خیال سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا: چچا جان میری ماں کو جہنم سے نکال لیا گیا ہے۔

حضرت شیخ ابویزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس طرح مجھے دو فائدے ہوئے ایک تو مجھے حدیث مذکورہ کے راویوں کی صحت پر یقین ہو گیا اور دوسرا اس نوجوان کے کشف کی سچائی معلوم ہوئی اور اس کی تکذیب کرنے میں سلامت رہا۔[1]

❂❂❂

کفن چور کے انکشافات

ایک دفعہ عبدلملک بن مروان اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان غمگین

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:375

اور روتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو گی؟ عبد الملک بن مروان نے کہا: تیرا گناہ کتنا بڑا ہے؟ اس نے کہا: میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ عبد الملک بن مروان نے کہا: اے نوجوان تیرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو بڑے نہیں، تو اپنے پاک پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کر لے۔ وہ رحیم و کریم پروردگار ضرور تیرے گناہ معاف کر دے گا اور مجھے بتا تو سہی تجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے؟

اس نے کہا: اے امیر المومنین میں ایک کفن چور تھا، کل رات جب میں کفن چرانے کی غرض سے قبرستان گیا، تو میں نے جب سب سے پہلی قبر کو اکھاڑا، تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قبر والے کا چہرہ قبلہ سے پھیرا ہوا ہے۔ میں جلدی جلدی قبر سے نکلنے لگا تو کسی نے مجھے آواز دے کر کہا: کیا پوچھو گے نہیں کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھرا ہوا تھا؟ میں نے کہا: کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: اس وجہ سے کہ نماز کو ہلکا جانتا تھا۔

پھر میں نے ایک اور قبر کھودی تو دیکھا کہ وہ شخص خنزیر کی شکل میں بدل گیا ہے اور اس کی گردن میں زنجیریں ڈلی ہوئی ہیں۔ میں ڈر کر باہر نکلنے لگا تو پھر کسی نے آواز دے کر کہا: کیا تم پوچھو گے نہیں کہ اس کو یہ عذاب کیوں ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: یہ دنیا میں شراب پیتا تھا اور توبہ کیے بغیر مرا ہے، جس کی وجہ سے اس عذاب میں مبتلا ہے۔

اے امیر المومنین پھر میں نے تیسری قبر کھودی، تو دیکھا کہ اس مردے کو آگ کی رسیوں کے ساتھ باندھا ہوا ہے اور اُس کی زبان گُدی سے نکالی گئی ہے۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو ڈر کر ایک دم باہر نکلنے لگا۔ تو مجھے کسی نے پکارا، کیا تم اس کا وہ گناہ

نہیں پوچھوگے، جس کے سبب یہ عذاب میں مبتلا ہے؟ میں نے کہا: کس گناہ کی وجہ سے اسے یہ عذاب دیا جارہا ہے؟ تو آواز دینے والے نے کہا: یہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، تو یہ اس گناہ کی سزا ہے۔

اس کے بعد میں نے چوتھی قبر کو کھودا، تو دیکھا کہ مردہ شعلوں کی زد میں ہے۔ میں ڈر کر فوراً باہر نکلنے لگا، تو اس دفعہ بھی کسی نے پکارا۔ کیا پوچھوگے نہیں کہ کس گناہ کی وجہ سے یہ عذاب دیا جارہا ہے؟ میں نے پوچھا: کس گناہ کی وجہ سے؟ تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ تارک نماز تھا۔

اے امیر المومنین پھر میں نے آخری اور پانچویں قبر کو کھودا، تو دیکھا کہ اس قبر میں ایک نوجوان ہے جس نے عمدہ کپڑے پہن رکھے ہیں۔ وہ نوجوان ایک تخت پر سویا ہوا ہے۔ اس کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا گیا تھا اور قبر میں نور چمک رہا تھا۔ میں نے جب یہ ایمان افروز منظر دیکھا تو ہیبت زدہ ہوگیا اور جلدی جلدی وہاں سے باہر آنے لگا تو اس دفعہ بھی مجھے کسی نے پکار کر کہا: کہ اس سعادت مند نوجوان کے بارے پوچھو گئے نہیں کہ اسے یہ مرتبہ کیوں ملا؟ میں نے کہا: ہاں بتاؤ اسے یہ مقام کیونکہ نصیب ہوا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ ایک عبادت گزار اور صالح نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پروان چڑھا تھا۔

عبد الملک بن مروان نے جب اس نوجوان کی زبانی اس کی اپنی آپ بیتی سنی تو کہا: اس واقعہ میں اطاعت گزاروں اور نافرمانوں دونوں طرح کے لوگوں کے لیے عبرت ہے اور جو شخص ان کاموں میں مبتلا ہے، اسے چاہیے کہ جلد از جلد اپنے گناہوں سے توبہ کرکے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تجھے فرمانبردار بندوں میں

شامل کرے اور مجھے فاسق لوگوں کے اعمال سے دور رکھے، بے شک وہ جود و کرم کا مالک ہے۔[1]

۞۞۞

شراب سرکہ میں بدل گئی

حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، آپ نے ایک جوان کو دیکھا جو کپڑوں کے نیچے شراب کی بوتل چھپائے چلا آرہا تھا، آپ نے پوچھا: اے جوان! اس بوتل میں کیا لئے جارہے ہو؟ جوان بہت شرمندہ ہوا کہ میں کیسے کہوں اس بوتل میں شراب ہے؟ اس وقت اس جوان نے دِل ہی دِل میں دعا مانگی: اے اللہ! مجھے حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے رُوبرو شرمندگی اور رُسوائی سے بچا! میرے عیب کو ڈھانپ لے، میں پھر کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ جوان نے حضرتِ عمر کو جواب دیا: امیر المؤمنین! یہ سرکہ ہے، آپ نے فرمایا: مجھے دِکھاؤ تو سہی! چنانچہ آپ نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔[2]

۞۞۞

برائیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

ایک جوان تھا وہ جب بھی کوئی گناہ کرتا تو اسے اپنے دفتر میں لکھ لیتا تھا، ایک دفعہ

---

(1)... ذہبی، الکبائر، ص:141

(2)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:55

اس نے کوئی گناہ کیا، جب لکھنے کیلئے دفتر کھولا تو دیکھا اس میں اس آیت کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا:

﴿فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔[1]

۞۞۞

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

حضرتِ سیّدُنا ابو اُمَیَّہ عبد اللہ بن قَیس غِفَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ ہم لشکرِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے گئے۔ جب دشمن سامنے آیا تو لوگوں میں شور برپا ہو گیا۔ اس دن ہوا بہت تیز تھی۔ تمام مجاہدین دشمن کے سامنے صف بہ صف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک میرے سامنے ایک نوجوان آیا جس کا گھوڑا اُچھل کود رہا تھا اور وہ اسے دشمن کی طرف دوڑا رہا تھا اور اپنے آپ سے یوں مخاطب تھا: "اے نفس! کیا تو فلاں حاضر ہونے کی جگہ حاضر نہ ہو گا؟ کیا تو مرتبۂ شہادت کا طلب گار نہیں کہ تو کہہ رہا ہے: "تیرے بچوں اور اہل و عیال کا کیا بنے گا؟" کیا ایسی چیزوں کی طرف توجہ دِلا کر تو مجھے واپس لے جانا چاہتا ہے؟ ایسا ہر گز نہیں ہو گا۔ اے نفس! کیا تو مرتبہ شہادت سے منہ موڑتا ہے؟ تیرا کیا خیال ہے کہ میں تیرے بہکاوے میں آکر اہل و عیال کی فکر میں جہاد سے پیٹھ پھیر لوں گا؟ ہر گز نہیں! تیری یہ

---

(1)... المرجع السابق، ص:54

خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج تو میں ضرور تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کروں گا اب چاہے وہ تجھے قبول کرکے مرتبۂ شہادت سے نواز دے، چاہے چھوڑ دے۔"

وہ نوجوان یہ کہتا ہوا دشمن کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے کہا: "آج میں اس کی نگرانی کروں گا اور دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے؟ اب میری توجہ اسی نوجوان کی طرف تھی۔ اسلام کے شیروں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ کیا تو وہ نوجوان صفِ اوّل میں بڑے دلیرانہ انداز میں حملہ کر رہا تھا، اُدھر سے دشمن بھی شدید حملے کر رہے تھے۔ میدانِ کارزار میں ہر طرف چیخ وپکار اور تلواروں کے ٹکرانے کا شور برپا تھا۔

میں نے اس نوجوان پر اپنی نظریں جمار کھی تھیں۔ وہ بڑی بے جگری اور ہمت سے لڑ رہا تھا، دشمن کی تلواریں اس کے جسم کو زخمی کر رہی تھیں، اس کا گھوڑا بھی زخموں سے نڈھال ہو چکا تھا لیکن وہ مردانہ وار بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملہ کر رہا تھا۔ بالآخر لڑتے لڑتے زخموں سے چُور چُور ہو کر زمین پر گِر پڑا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ جب میں نے دیکھا تو اس کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ساٹھ (60) سے بھی زائد گہرے زخم تھے۔[1]

❁❁❁

اللہ کی طرف سبقت

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے پڑوس میں ایک بوڑھا

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:244

شخص رہتا تھا، جس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ دن کو روزہ رکھتا اور ساری رات قیام کرتا، اکثر اوقات رات کو یہ شعر پڑھتا تھا:

ترجمہ: جب میں رات کو آتے دیکھتا ہوں تو خشوع کے ساتھ اپنے مونس کی جانب روتا ہوا دوڑتا ہوں۔

روتا ہوں اور محبت مجھے اس کے لیے مضطرب کرتی ہے پھر میں قرب حبیب سے مسرور ہو کر رات گزارتا ہوں۔

اور جب رات کا آخری حصہ آتا تو ان اشعار کو چھوڑ کر یہ اشعار پڑھتا:

جب رات کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اُس وقت میں اندازہ کرتا ہوں کہ مجھے اپنے مولا سے کتنا اُنس حاصل ہوتا ہے۔

میرے دل میں اُس کی محبت پوشیدہ ہے، جس پر میں فریفتہ ہوں۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ میرے سینے میں چھپا ہوا ہے۔

حضرت شیخ محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روز اُس نوجوان کا بوڑھا باپ میرے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: حضور آپ ہی میرے بیٹے کو کچھ سمجھائیں کہ خود پر وہ کچھ تو ترس کھائے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ نوجوان میرے دروازہ کے سامنے سے گزرا۔ جبکہ میں کچھ لوگوں کے ہمراہ دروازہ کے باہر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اُس نوجوان کو دیکھا کہ کمزوری کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح سکڑا ہوا ہے۔ کمزور اتنا کہ اگر تیز ہوا چلے تو گر جائے۔ میں نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ سلام کرکے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے باپ کی اطاعت فرض کی اور اس کی نافرمانی سے منع کیا ہے۔ تمہارے والد نے مجھ سے ایک عرض کی ہے۔ اگر تم کہو تو بیان کروں۔

اس نے کہا: حضور شاید آپ مجھے عمل میں کمی اور اپنے معمولات کو چھوڑنے کا مشورہ دیں گے۔ میں نے کہا: اے میرے بیٹے تمہارا مقصود تواس محنت شاقہ کے بغیر بھی حاصل ہو جائے گا۔ اس نے کہا: چچا جان! میں نے اپنے محلہ کے کچھ نوجوانوں سے اسی حال میں رہنے پر معاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میرے ان دوستوں نے محنت اور کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گے تو بخوشی چلے گئے۔ اِن میں سے اب میرے علاوہ کوئی زندہ نہیں ہے۔ میرا عمل ان کے سامنے دن میں دو(2) بار پیش ہوتا ہے۔ وہ لوگ جب مجھے عہد شکنی کرتے دیکھیں گے تو کیا کہیں گے؟

حضور میں نے اس معاملہ میں ایسے لوگوں سے عہد باندھا ہے، جنھوں نے رات کو اپنی سواری بنایا۔ اس پر بیٹھ کر بڑے بڑے جنگل عبور کیئے، اونچے اونچے پہاڑوں پر گئے، صبح کو جب میں نے انہیں دیکھا تو انہیں شب بیداری کی چھری نے ذبح کر ڈالا تھا اور ان کے اعضا الگ الگ کر دیئے گئے، نہ انہیں چین ملتا تھا، نہ سکون اور نہ گنہگار لوگوں سے ان کا کوئی تعلق تھا۔ انہیں جب بلایا گیا، تو وہ بخوشی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں چلے گئے۔

حضرت سیدنا شیخ محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم اس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس واقعہ کے صرف تین دن بعد مجھے خبر ملی ک اس نوجوان کا انتقال ہو گیا ہے۔[1]

۞۞۞

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:380

اللہ کا عاشق

حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا، اس نے آپ سے کہا: اللہ سے دعا کیجئے! اللہ تَعَالٰی مجھے ایک ذرّہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا: ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا: اچھا! آدھے ذرہ کا سوال کیجئے! حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام نے رب تعالٰی سے سوال کیا: اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے، اس کے حق میں یہ دعا کرکے آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا: وہ تو دیوانہ ہوگیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام نے رب سے دعا کی:

اے اللہ! میری اُس جوان سے ملاقات کرادے۔

پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا: مگر وہ خاموش رہا۔ آپ نے کہا: مجھے نہیں جانتے؟ میں عیسٰی ہوں۔ اللہ تَعَالٰی نے حضرتِ عیسی عَلَیۡہِ السَّلَام کی طرف وحی کی کہ اے عیسٰی! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔[1]

❖❖❖

---

(1)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:65

کھنڈرات کا مکین

حضرتِ سیّدُنا علی بن عبد اللہ بن سَہْل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اَخْرَم کو یہ فرماتے سنا: "ایک مرتبہ میں ساحلِ سمندر پر چلا جارہا تھا کہ راستے میں میری ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو قریبی علاقے سے آرہی تھی۔ میں نے پوچھا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کہاں جارہی ہو۔" کہا: "سامنے کھنڈرات میں موجود ایک عمارت میں میرا بیٹا رہتا ہے میں اسی کے پاس جارہی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ کھنڈرات کی جانب روانہ ہوگئی، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ کھنڈرات میں موجود ایک بوسیدہ عمارت کے پاس پہنچ کر میں نے کسی کو یہ کہتے سنا:

"مشتاق (یعنی شوقِ دیدار رکھنے والے) کے لئے سکون و قرار نہیں ہوتا وہ گھومتا رہتا ہے اور خوشیاں اس کی مِلک نہیں ہوتیں۔ اس کے دل کی مونس و غم خوار طویل رات ہوتی ہے جو اسے لذت و سکون فراہم کرتی ہیں اور دن کی روشنی اسے وحشت میں مبتلا کر دیتی ہے اسی طویل رات سے وہ اپنا مقصد و مدّعا پورا کرتا ہے اور معرفت حاصل کرتا رہتا ہے۔ عبادت و ریاضت اور صحراؤں میں گھومنے پھرنے کو وہ اپنا شیوا بنالیتا ہے اور یہ اس کا ہر وقت کا مشغلہ بن جاتا ہے۔

یہ اس عورت کا بیٹا تھا جو اس طرح کلام کر رہا تھا۔ میں نے عورت سے پوچھا: "تمہارا بیٹا یہاں کتنے عرصے سے رہ رہا ہے۔" اس نے کہا: "جب سے میں نے اسے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے وقف کیا اور اس نے اسے اپنی عبادت کے لئے قبول فرمایا ہے اس وقت سے یہ اس ویرانے میں مصروفِ عبادت ہے۔[1]

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:255

ناشائستہ کلمات کا وبال

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھے نیند نے آلیا، میں جیسے ہی سویا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ قبریں پھٹ گئی ہیں اور اُن میں سے مردے نکل کر حلقہ بنا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اُن کے پاس کچھ تھال آئے، جو کپڑوں سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ قریب ہی ایک نوجوان کو طرح طرح کا عذاب مل رہا ہے۔

میں اس کی طرف گیا اور جا کر پوچھا: اے نوجوان! کیا وجہ ہے کہ ان مردوں میں سے صرف تمہیں ہی عذاب دیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! جاؤ اور جس بات کا اللہ نے حکم دیا ہے، اس کی تبلیغ کرو، امانت ادا کرو اور میری بے کسی پر رحم کھاؤ، شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے سے مجھے نجات عطا کر دے۔ جب سے میں فوت ہوا ہوں، تب سے میری ماں نے رونے وپیٹنے والی عورتوں کو جمع کر کے میرے غم میں رونے وپیٹنے کا کام شروع کیا ہوا ہے اور میری والدہ کے ناشائستہ کلمات کی وجہ سے مجھے سخت عذاب مل رہا ہے۔ اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے رونا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے مجھے بھی رونا آگیا۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ کے نیک بندے! میری ماں فلاں مقام پر رہتی ہے۔ تم اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ تو اپنے بیٹے کے عذاب کا باعث کیوں بنی ہوئی ہے؟ حالانکہ تو نے ہی تو میری پرورش کی اور مجھے دنیاوی مصائب سے بچایا اور اب مرنے کے بعد مجھے عذاب میں پھینکا ہوا ہے۔

اے میری ماں! اگر تو مجھے دیکھے کہ میری گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ فرشتے مجھے سزا دیتے اور جھڑکتے ہیں، تو ضرور تم مجھ پر رحم کھاؤ۔ لہذا یہ رونا، پیٹنا بند کرو اور اگر تم نے یہ رونا پیٹنا بند نہ کیا تو جس دن آسمان پھٹ جائیں گے، تو اس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے کہ اس دن لوگ فیصلے کے ہی منتظر ہیں۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: یہ خواب دیکھنے کے بعد میں گھبرایا ہوا اٹھا اور صبح تک اسی جگہ پریشانی کی حالت میں کھڑا رہا۔ صبح ہوئی تو میں شہر میں داخل ہوا، وہاں بس میرا ایک ہی کام تھا اور وہ اس نوجوان کی والدہ کا گھر ڈھونڈنا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخر میں اس گھر پہنچ ہی گیا۔ دروازے پر ایک سیاہ پردہ تھا اور رونے پیٹنے والوں کی آوازیں گھر سے باہر آرہی تھیں۔

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی تو اس نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: میں اس نوجوان کی والدہ سے ملنا چاہتا ہوں جو فوت ہو چکا ہے۔ بوڑھی عورت نے کہا: اس سے تمہارا کیا کام؟ وہ تو اپنے غم میں مشغول ہے۔ میں نے کہا: اسے میری طرف بھیجو، میرے پاس اس کے بیٹے کا پیغام ہے۔ بوڑھی عورت نے نوجوان کی ماں کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اس نوجوان کی ماں اس حالت میں باہر آئی، کہ اس نے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اور رونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔

اس نے آکر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: کہ میں صالح مری ہوں۔ گزشتہ رات میں نے قبرستان میں خواب کی حالت میں تیرے بیٹے کو عذاب کی حالت میں دیکھا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: اے میری ماں! تو نے میری پرورش کی، مجھے مصائب سے

بچایا، اب میں فوت ہوا ہوں تو مجھے عذاب میں پھینک دیا۔ اگر تو اپنے عمل سے باز نہ آئی تو جس دن آسمان پھٹ جائیں گئے، اُس دن اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس خاتون نے جب یہ پیغام سنا، تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور وہ زمین پر گر پڑی۔ جب اسے افاقہ ہوا تو بہت زیادہ روئی اور کہا: اے میرے بیٹے اگر مجھے تیرے حال کا علم ہوتا تو میں کبھی بھی یہ کام نہ کرتی۔ اس کے بعد وہ عورت گھر میں داخل ہوئی اور اس نے اپنا لباس بھی تبدیل کیا اور رونے پیٹنے والوں کو بھی گھر سے نکال باہر کیا۔

پھر اس نے ایک تھیلی میرے حوالے کی اور مجھے کہا: اے صالح مری یہ درہم میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کر دو، پھر اگلے جمعہ کی رات کو میں حسب معمول قبرستان آیا تو وہاں میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے اہل قبور کو دیکھا کہ وہ قبروں سے باہر نکل کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن میں وہ نوجوان بھی خوش خوش بیٹھا ہوا ہے اور ان کے پاس کچھ تھال آئے، جن میں سے ایک اس نوجوان نے پکڑ لیا۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے صالح مری! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عذاب قبر اٹھالیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میری ماں نے وہ عمل چھوڑ دیا اور اس نے میری طرف سے جو صدقہ کیا تھا وہ مجھ تک پہنچا۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا یہ تھال کیسے ہیں؟ اس نے کہا: یہ ہمارے لیے تحائف ہیں، جو زندہ لوگ صدقہ، تلاوت قرآن اور دعا کی صورت میں بھیجتے ہیں۔ یہ ہر جمعرات کو ہم تک پہنچتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ

فلاں نے بھیجا ہے۔ آپ میری ماں کے پاس جائیں، میری طرف سے ان کو سلام کرنے کے بعد کہنا: کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی جزا عطا فرمائے، تم نے جو صدقہ میرے لیے کیا تھا وہ مجھ تک پہنچ چکا ہے اور اے ماں! تم میرے قریب ہو بس تیاری کرو۔

حضرت سیدنا صالح مری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: پھر میں بیدار ہوا اور اس خواب کے کچھ دنوں بعد اس نوجوان کے گھر گیا، دیکھا کہ دروازے پر ایک میت کی چارپائی پڑی ہے۔ میرے استفسار پر لوگوں نے بتایا: کہ اسی نوجوان کی والدہ کی میت ہے، پھر نماز جنازہ کے بعد اس کی والدہ کو اس نوجوان کے پہلو میں دفن کر دیا گیا، اس کے بعد میں نے ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت مانگی اور گھر لوٹ آیا۔[1]

۞۞۞

پاکیزہ محبت

حضرت رجا بن نخعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ شہر کوفہ میں ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت و ریاضت کرنے میں بھی بے مثال تھا، وہ نوجوان قبیلہ نخع کے پڑوس میں آیا اور وہاں کی ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا اور لڑکی بھی اس سے محبت کرنے لگی۔ اس نے لڑکی کے باپ کو نکاح کا پیغام بھجوایا، تو اس کے باپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ اس کے چچازاد بھائی سے طے کر چکا ہوں۔

مگر ان دونوں کی محبت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا، حتیٰ کہ اسی محبت نے ان دونوں کو اندر ہی اندر جھلسانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک دن لڑکی نے لڑکے کی طرف پیغام بھیجا:

---

(1)... ذہبی، الکبائر، ص:333

اگر تم چاہو تو میں کسی طرح تمہارے پاس آجاؤں یا تمہارے آنے کا کوئی راستہ نکالوں؟
نوجوان نے جواب دیا: مجھے ان دونوں میں سے کوئی بات بھی پسند نہیں، میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اگر اس کی نافرمانی کروں گا تو عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاؤں گا اور ایسی آگ میں ڈالے جانے کا خطرہ ہے جس کے شعلے کبھی مدہم نہیں ہوتے۔

لڑکی نے جب یہ جواب پایا تو اس نے کہا: بخدا اللہ کے خوف سے سب بندوں کو یکساں ڈرنا چاہیے۔ ایسا نہیں کہ کوئی اللہ تعالیٰ سے کم ڈرے اور کوئی زیادہ۔ چنانچہ لڑکی نے اسی وقت ترک دنیا کا پختہ ارادہ کر لیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔ مگر نوجوان کی محبت کا شعلہ اسے اندر ہی اندر جھلساتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں جلد ہی انتقال کر گئی۔

پھر وہ نوجوان اکثر اس کی قبر پر حاضر ہوتا۔ ایک دفعہ نوجوان نے لڑکی کو خواب میں دیکھا، پوچھا: کیا حال ہے؟ تو اس نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: اے دوست ہماری محبت بڑی اچھی محبت تھی۔ ایسی محبت جو بھلائی اور احسان کی طرف لے جاتی ہے۔

نوجوان نے پوچھا: جنت میں تیرا مقام کہاں ہے؟ تو لڑکی نے کہا: ایسی نعمت اور عیش و آرام میں جسے زوال نہیں، جنت خلد میں جو ایسی جگہ ہے جسے فنا نہیں۔

پھر نوجوان نے کہا: تم مجھے وہاں یاد رکھنا، میں تمہیں یہاں بھولوں گا نہیں۔ لڑکی نے کہا: بخدا میں بھی تمہیں نہیں بھولی اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی ہے۔
نوجوان نے پھر پوچھا: اب ہماری ملاقات کب ہو گی؟ تو لڑکی نے کہا: تم بہت جلد میرے پاس آنے والے ہو۔

اس واقعہ کے ٹھیک سات روز بعد اس نوجوان کا بھی انتقال ہو گیا۔[1]

۞۞۞

باغ کا جھولا

امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ فرماتے ہیں: حیدر آباد کے علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر ایک ماڈرن نوجوان مسجد میں آ گیا۔ بیان میں مدنی قافلوں میں سفر کی ترغیب دلائی گئی، تو اس نے مدنی قافلے میں سفر کے لیے نام لکھوا دیا۔ ابھی مدنی قافلے میں اس کی روانگی میں کچھ دن باقی تھے کہ قضائے الٰہی سے اس ک انتقال ہو گیا۔

کسی اہل خانہ نے مرحوم کو خواب میں ااس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک ہریالے باغ میں ہشاش بشاش جھولا جھول رہا ہے۔ پوچھا: یہاں کیسے آ گئے؟ جواب دیا: دعوت اسلامی کے مدنی قافلے کے ساتھ آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہوا ہے میری ماں سے کہہ دینا کہ وہ میرا غم نہ کرے میں یہاں بہت چین میں ہوں۔[2]

۞۞۞

مردہ بول اٹھا

حضرت سیّدُنا بِشر بن عبد اللہ بن بَشَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے: بنی

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:382

(2)... قادری، فیضان سنت، ج:1، ص:21

اسرائیل کے ایک شخص پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس کی بیوی غمِ فرقت میں رونے لگی۔ اس نے بیوی سے کہا: "کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ موت کے بعد بھی میں تجھ سے دور نہ جاؤں۔" اس نے ہاں میں سر ہلایا تو اس کے شوہر نے کہا: "جب میں مر جاؤں تو میری لاش ایک تابوت میں رکھ دینا اور تابوت کو اپنے مکان ہی میں رکھنا، میرا جسم گلنے سڑنے سے محفوظ رہے گا۔"

موت کے بعد اس کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور تابوت کو اپنے کمرے میں محفوظ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد جب تابوت کھول کر دیکھا تو اس کے شوہر کا ایک کان گل کر ختم ہو چکا تھا۔ عورت نے کہا: "اس شخص نے اپنی زندگی میں کبھی بھی مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، اس نے تو کہا تھا کہ میرا جسم مرنے کے بعد سلامت رہے گا لیکن اس کا تو ایک کان گل کر ختم ہو گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟" ابھی یہ انہی خیالات میں گم تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مردے کے جسم میں روح لوٹا دی، اس نے اپنا کان گل جانے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: "ایک مرتبہ کسی مصیبت زدہ شخص نے مجھے مدد کے لئے پکارا میں نے اس کی آواز سنی لیکن مدد نہ کی، بس اسی وجہ سے میرا وہ کان گل گیا جس سے میں نے مصیبت زدہ کی آواز سنی اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی۔[1]

❖❖❖

گستاخ صحابہ کا انجام

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ حلب کے

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:257

حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کو برا کہنے والا گستاخ ابن منیر مر گیا۔ تو حَلَب کے کچھ نوجوان اُس کا اَنجام دیکھنے کے لئے چل پڑے، وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالیاں بکنے والا جب مرتا ہے تو اللّٰہ اُسے قبر میں خنزیر کی طرح کر دیتا ہے اور مَعَاذَ اللّٰہ اِبنِ منیر بھی اُن مکرّم و مقدّس ہستیوں کو سبّ و شَتْم کرتا تھا۔

لِہٰذا اُس کے اَنجامِ بد کی خبر لینے چلتے ہیں، اِس ارادے کے ساتھ سب نے اُس کی قبر کی طرف جانے پر اِتِّفاق کرلیا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے جاکر اُس گُستاخِ صحابہ کی قبر کو کھودا تو وہ واقعی خنزیر کی شکل میں بدل چکا تھا اور اُس کا چہرہ قِبلہ سے جانبِ شِمال پھِرا ہوا تھا، اُنہوں نے اُس بدمذہب کی لاش کو قبر سے باہر نکال کر رکھ دیا تاکہ دیگر لوگ بھی اُس کا اَنجامِ بد دیکھیں اور بے اَدَبوں و گُستاخوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ جب سب دیکھ چکے تو اُس کی لاش کو آگ لگادی پھر قبر میں پھینک کر اُس پر مِٹّی ڈال دی اور واپس پلَٹ آئے۔[1]

❁❁❁

قطع رحمی کرنے والے کی سزا

حضرت ابو ایوب سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس جمعہ کی رات کو تشریف لائے اور کہنے لگے: کوئی قطع رحمی کرنے والا

---

(1)... مکی، الزواجر، ج:2، ص:49

یہاں پر اسی حالت میں ہے تو میں اس پر تنگی کرتا ہوں (یعنی اسے محفل سے اٹھا دوں گا)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ کہا: لیکن وہاں سے کوئی نہ اٹھا۔

پھر ایک نوجوان اپنی پھوپھی کے پاس گیا۔ تو اس نے کہا: اے بھتیجے! کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے کہتے ہوئے سنا ہے۔ پھوپھی نے کہا: واپس ان کے پاس جاؤ اور پوچھو! انہوں نے یہ بات کیوں کی ہے؟ (وہ گیا تو) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام کے اعمال جمعہ کی رات بارگاہ الٰہی میں پیش کیئے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے اعمال قبول نہیں کیئے جاتے۔ [1]

۞۞۞

ریشمی حلہ

حضرت سیدنا شیخ ابو عبداللہ بن اسعد یافی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ایک شہر میں ایک قبر تھی، جس کی لوگ بکثرت زیارت کرنے جاتے تھے۔ میں بھی اس قبر کی زیارت کو گیا، وہاں لوگوں سے صاحب قبر کے احوال دریافت کیئے۔ لوگوں نے بتایا: کہ ایک مسافر فقیر اس شہر میں تشریف لایا تو یہاں آکر وہ بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُسی بیماری میں اسی شہر کے اندر اس کی وفات ہو گئی۔

یہاں کا ایک نوجوان اس فقیر کا جاننے والا تھا۔ اس نے ان کے کفن کا انتظام کیا، تو

---

(1)... بخاری، الادب المفرد، الرقم: 61

رات کو نوجوان نے فقیر کو خواب میں دیکھا کہ وہ ریشمی حُلہ لیے قبر سے برآمد ہوا اور نوجوان کو دے کر فرمایا: یہ اس کپڑے کے عوض ہے، جس کا تو نے مجھے کفن دیا، اسے قبول کرلو۔ نوجوان جب بیدار ہوا تو وہ ریشمی حلہ اس کے ہاتھوں میں تھا۔ یہ واقعہ وہاں کے تمام لوگوں میں مشہور ہے۔[1]

۞۞۞

ایک گناہ چھوڑنے کی برکت

منقول ہے کہ ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔ ایک دفعہ وہ عورت ایک قافلہ کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوئی۔ جب نوجوان کو پتا چلا تو اس نے بھی رختِ سفر باندھا اور قافلے کے ہمراہ ہو لیا۔ رات کو قافلہ ایک جنگل میں روکا اور سب لوگ سو گئے۔ تو نوجوان نے موقعہ کو غنیمت جان کر اس عورت کے قریب گیا اور جا کر کہا: کہ میں تمہاری محبت میں گرفتار ہوں اور اسی محبت کی وجہ سے میں قافلہ کے ہمراہ چلا آیا ہوں۔

عورت نے جب نوجوان کی گفتگو سنی تو اس سے کہا: جاؤ دیکھو سب لوگ سو گئے ہیں کوئی جاگ تو نہیں رہا؟ نوجوان نے گھوم پھر کر عورت کو آکر تسلی دی کہ سب لوگ سو چکے ہیں۔ قافلے کا کوئی فرد بھی نہیں جاگ رہا۔ تب عورت نے کہا: اللہ تعالی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ بھی سو گیا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نہ

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:399

تو سوتا ہے اور نہ ہی اسے اُونگھ آتی ہے تو عورت نے کہا: لوگ سو گئے تو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے۔ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے۔

نوجوان نے جونہی عورت کے یہ الفاظ سنے تو اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ اپنے بُرے ارادے کو چھوڑ کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب نوجوان نے انتقال کیا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ موت کے بعد کیا گزری؟ تو نوجوان نے کہا: اللہ کے خوف سے میں نے ایک گناہ چھوڑا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے میرے تمام گناہ معاف کر دیئے۔[1]

❁❁❁

آئین جوانمردان حق گوئی و بیباکی

حضرت جَعْفَر بن ابو مُغِیْرَہ کا بیان ہے: کوفہ میں "حُطَیْط" نامی عابد رہا کرتا تھا۔ اس کی عبادت کا یہ عالَم تھا کہ روزانہ دو قرآنِ پاک ختم کیا کرتا۔ ہر سال کوفہ سے برہنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) ننگے سر مکہ مکرمہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جاتا۔ ظالم حاکم "حَجَّاج" کو اس کے بارے میں پتا چلا تو اس نے سپاہیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ جب اس نوجوان کو لایا گیا تو اس نے حَجَّاج سے کہا: "مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟" حَجَّاج نے کہا: "میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، سچ سچ بتانا۔" کہا: "میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد کیا ہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے گی میں سچ سچ جواب دوں

---

(1)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:24

گا، مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا تو صبر کروں گا، معاف کر دیا گیا تو حمد و شکر بجا لاؤں گا۔"
حَجّاج نے کہا:"تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟" کہا:"اے حَجّاج! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دشمن ہے تجھے تو قتل کر دینا چاہیے۔" حَجّاج نے پوچھا:"اچھا خلیفہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" کہا:"تو اس کے شر کے انگاروں میں سے ایک انگارہ ہے وہ تیری نسبت زیادہ مجرم و قابلِ سزا ہے۔"

یہ سن کر حَجّاج غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھا اور چِلّا کر بولا:"اسے پکڑ لو اور طرح طرح کی دردناک سزاؤں کا مزا چکھاؤ۔"خوشامدی سپاہیوں نے فوراً اس دلیر و مجاہد مُبَلِّغ کو پکڑ کر اذیت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں مگر اس صبر و رضا کے پیکر نے بالکل چیخ و پکار تک نہ کی۔
جب حَجّاج کو خبر دی گئی تو اس نے کہا:"کچھ بانس چیر کر اس کے برہنہ جسم پر سختی سے باندھ دو پھر زخموں پر نمک و سرکہ چھڑک کر بانسوں کی تیز دھاروں سے اس کی کھال نوچ ڈالو۔" حکم ملتے ہی جلّادوں نے اس ولیٔ کامل کے جسمِ نازنین پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے، جب سارا جسم زخموں سے چُور چُور ہو گیا تو زخموں پر نمک اور سرکہ ڈالا گیا۔ لیکن اس کوہِ استقامت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہ آیا۔ حَجّاج کو جب یہ خبر پہنچی تو کہا:" اسے بازار لے جا کر چوراہے پر اس کا سر قلم کر دو۔"

چنانچہ، اس حق گو مبلغ کو بازار لایا گیا، راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا:"مجھے پانی

پلادو۔"اسے پانی دیا گیاتو پانی پیتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انتقال کے وقت اس عابد وزاہد نوجوان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔[1]

۞۞۞

بغیر سواری اور زادہ راہ کے مکہ پہنچ گئے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحرا میں میری ملاقات ایک نوجوان سے ہوئی۔ (خوبصورت اتنا) گویا کہ چاندی کا ٹکڑا ہے۔ میں نے پوچھا: اے لڑکے! کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: مکہ مکرمہ کی طرف جارہاہوں۔ میں نے کہا: زادہ راہ اور سواری کے بغیر جارہے ہو؟

اس نے کہا: اے کمزور یقین والے! وہ ذات جو آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت پر قادر ہے۔ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مجھے کسی وسیلہ کے بغیر مکہ مکرمہ پہنچادے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں مکہ مکرمہ داخل ہوا تو میں نے وہاں اس نوجوان کو طواف کرتے ہوئے پایا، وہ کہہ رہا تھا:

اے آنکھ ہمیشہ ہمیشہ روتی رہ، اے نفس غم سے مر جا، لیکن اس ذات کے علاوہ کسی سے محبت نہ کرنا جو جلیل اور بے نیاز ہے۔

فرماتے ہیں: جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا: اے شیخ! کیا ابھی تک آپ کمزور یقین پر ہیں؟[2]

۞۞۞

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:294

(2)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:338

غیر مسلم کا قبول اسلام

دعوتِ اسلامی کے عالَمی مَدَنی مرکز فیضان مدینہ (باب المدینہ کراچی) سے عاشِقانِ رسول کا ایک 92 دن کا مَدَنی قافِلہ کولمبو کے سفر پر تھا۔ جس دن ضلع "ایرو"30 دن کیلئے مَدَنی قافِلے کی سفر پر روانگی تھی۔ اِس دوران ایک اسلامی بھائی ایک غیر مسلم نوجوان کو امیرِ قافِلہ کی خدمت میں لائے۔ امیرِ قافِلہ نے سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعلیٰ کردار سے مُتَعَلِّق چند خوشبودار مَدَنی پھول پیش کر کے اس کو اسلام کی دعوت پیش کی۔ اِس پر اُس نے بعض سُوالات کئے جس کے جوابات دیئے گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کم و بیش ایک گھنٹے کی انفرادی کوشش کے بعد وہ غیر مسلم مُشرَّف بہ اسلام ہو گیا۔[1]

۞۞۞

گناہوں سے توبہ

فقیہ ابو اللیث رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی ہے: حضرتِ عمر رَضِیَ اللہ عَنْہ ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عمر! کیوں روتے ہو؟ عرض کی: حضور! دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ وزاری نے میرا جگر جلا دیا ہے۔ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اسے اندر بلاؤ! جب جوان حاضِر خدمت ہوا تو آپ (صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے پوچھا: اے جوان! تم

(1)... قادری، فیضان سنت، ج:1، ص:261

کس لئے رو رہے ہو؟ عرض کی: حضور میں اپنے گناہوں کی کثرت اور ربِّ ذوالجلا لکی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا: نہیں یارسول اللہ! (صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم)، کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ آپ نے دوبارہ پوچھا۔ عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! (صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم)۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جوان بولا: یارسول اللہ! میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے، آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کی: میرا گناہ، آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرشِ الٰہی؟ عرض کی: میرا گناہ، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا ربِّ ذوالجلال! عرض کی ربِّ ذوالجلال بہت عظیم ہے۔ حضور صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بلاشبہ جرمِ عظیم کو ربِ عظیم ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم مجھے اپنا گناہ تو بتلاؤ، عرض کی: حضور مجھے آپ کے سامنے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے، آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں تم بتلاؤ! عرض کی: حضور میں سات سال سے کفن چوری کر رہا ہوں، انصار کی ایک لڑکی فوت ہو گئی تو میں اس کا کفن چرانے جا پہنچا، میں نے قبر کھود کر کفن لے لیا اور چل پڑا، کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھ پر شیطان غالب آ گیا اور میں الٹے قدم واپس پہنچا اور لڑکی سے بدکاری کی۔ میں گناہ کر کے ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی: اے جوان خدا تجھے غارت کرے تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے، تو نے مجھے مردوں کی جماعت سے برہنہ کر دیا اور دربارِ خداوندی میں ناپاک کر دیا ہے، حضور صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے جب یہ سنا تو فرمایا: دور ہو جا اے بدبخت!

تو نارِ جہنم کا مستحق ہے۔

جوان وہاں سے روتا ہوا اور اللہ تَعَالٰی سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا۔ جب اسے اسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا: اے محمد و آدم و ابراہیم (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کے رب! اگر تو نے میرے گناہ کو بخش دیا ہے تو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کو مطلع فرما وگرنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلادے اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اسی وقت حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مخلوق کو تم نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ مجھے اور تمام مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اسی نے رزق دیا ہے، تب جبریل نے کہا: اللہ تَعَالٰی فرماتا ہے میں نے جوان کی توبہ قبول کرلی ہے۔ پس حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جوان کو بلا کر اسے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا۔[1]

۞۞۞

شان ستاری

ایک عالم دین کی مجلس وعظ میں ایک نوجوان اکثر شریک ہوا کرتا تھا۔ دوران وعظ جب یا ستّار کا ذکر ہوتا تو نوجوان جھوم اُٹھتا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا: کہ میں عورتوں کا لباس پہن کر شادی کی محافل میں شریک ہو کر عورتوں کے ساتھ گھل

(1)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:121

مل کر بیٹھ جاتا تھا۔ ایک دفعہ شہزادی کی شادی کے موقع پر بھی میں نے ایسا ہی کیا۔ اسی دن شہزادی کا ایک قیمتی ہار گم ہو گیا تو اعلان کر کے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر عورتوں کی تلاشی شروع ہو گئی۔ تمام کی تلاشی ہو چکی تو میں اور ایک عورت باقی رہ گئی۔ اس وقت میں نے خلوص قلب سے بارگاہ خداوندی میں التجا کی۔

اے میرے پروردگار! تو مجھے اس ذلت اور رسوائی سے بچا لے گا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ پھر مجھ سے پہلے اس عورت کی تلاشی لی گئی تو ہار اس سے بر آمد ہو گیا۔ اس دن سے میں جب بھی اسم یاستّار سنتا ہوں، تو اپنا گناہ اور اس رحیم و کریم وستار پروردگار کی ستاری کو یاد کر کے ایک عجیب سی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔[1]

❖❖❖

خائف نوجوان کی انوکھی موت

حضرتِ سیّدُنا ذُوالنُّون مِصرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "مجھے بتایا گیا کہ یمن میں ایک عبادت گزار شخص ہے جو خائفین میں اعلیٰ مرتبہ اور مجاہدہ کرنے والوں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کی یہ صفات سن کر مجھے زیارت وملاقات کا شوق ہوا، چنانچہ، حج سے فراغت کے بعد میں "یَمن" گیا اور پوچھتا پوچھتا اس عابد کے گھر پہنچا۔ وہاں دروازے کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے وہ سب بھی زیارت وملاقات

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:400

کرنے آئے تھے۔ ہمارے درمیان انتہائی کمزور ونحیف بدن اور زرد چہرے والا ایک متقی وپرہیز گار جوان بھی تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی مصیبت نے اسے موت کے قریب پہنچادیا ہے۔

کچھ دیر بعد دروازے سے ایک بزرگ آیا اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجد کی طرف چل دیا۔ سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہی وہ پرہیز گار وعبادت گزار شخص تھا جس کی ولایت کے ڈنکے دنیا بھر میں بج رہے تھے۔ ہم بھی اس کے پیچھے چل دیئے اور ایک جگہ اس کے گرد جمع ہوگئے تاکہ اس سے گفتگو کریں۔ اتنے میں وہ کمزور نوجوان آیا اور سلام کیا۔ بزرگ نے اسے خوش آمدید کہا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی۔ نوجوان نے کہا: "اے شیخ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کو دلوں کی بیماری کا طبیب اور گناہوں کے درد کا مُعالِج بنایا ہے۔ مجھے بھی ایک بہت گہرا زخم ہے جو بہت پھیل چکا ہے، اب میری بیماری عُروج کو پہنچ چکی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! اگر مناسب سمجھیں تو اپنے مرہم سے میرے زخموں کا علاج فرما دیجئے اور مجھ پر احسان فرمایئے۔"

یہ سن کر بزرگ نے اپنے عصا سے ٹیک لگائی اور کہا: "پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ بتاؤ! اصل مسئلہ کیا ہے؟" کہا: "حضور! یہ ارشاد فرمایئے کہ خوف کی علامت کیا ہے؟" فرمایا: "اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف تجھے ہر خوف سے نجات دے دے، اس کے علاوہ تجھے کسی کا خوف نہ رہے۔" یہ سن کر نوجوان درد بھری آہیں بھرنے لگا، پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو اپنے ہاتھ سے چہرہ صاف کیا اور کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتایئے کہ بندہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں کب پختہ

ہوتا ہے؟ اسے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں درجۂ کمال کب نصیب ہوتا ہے؟" فرمایا: "جب وہ دنیا میں اپنے آپ کو مریض کی طرح رکھے اور بیماری کے خوف سے ہر قسم کے کھانے سے اپنے آپ کو بچائے، مرض کے طویل ہو جانے کے خوف سے دوا کی کڑواہٹ برداشت کرے۔" نوجوان نے پھر ایک درد بھری چیخ ماری اور منہ کے بَل گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا: "حضور! مجھ پر نرمی فرمایئے۔ بزرگ نے کہا: "پوچھو! جو پوچھنا ہے۔" عرض کی: "اللہ رَبُّ العِزَّت سے محبت کی علامت کیا ہے؟"

یہ سن کر اس بزرگ پر کپکپی طاری ہو گئی پھر روتے ہوئے کہا: "میرے دوست! بے شک درجۂ محبت بہت اعلیٰ درجہ ہے۔" نوجوان نے کہا: "حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے متعلق کچھ بتائیں۔" فرمایا: "بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کے دل محبت کی وجہ سے چاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کے نور سے خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی عظمت وجلال کی طرف نظر کرتے ہیں۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن روحیں پردوں میں ہوتی ہیں۔ وہ امور کا مشاہدہ علمُ الیقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے شدید محبت کی وجہ سے جتنا ہو سکے ہر لمحے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جنت کے حصول یا دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اعمال کرتے ہیں۔" بس یہ سننا تھا کہ وہ نوجوان تڑپ کر زمین پر گرا اور روتے روتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ بزرگ نے اس کی پیشانی اور ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا: "یہی حالت خائفین کا میدان، مجاہدہ کرنے والوں کی راحت ہے اور انہیں اسی حالت میں سکون ملتا ہے۔[1]

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:330

مومن کی فراست

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بغداد میں جامع مدینہ میں تھا۔ وہاں فقرا کی ایک جماعت تھی۔ ہمارے درمیان ایک خوش طبع، اچھی خوشبو والا، اچھے مقام والا، خوبصورت نوجوان آیا۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: مجھے یہ یہودی معلوم ہوتا ہے۔ میرے ساتھیوں نے میری بات کو پسند نہیں کیا۔ پھر میں جامع مدینہ سے باہر نکل گیا اور نوجوان بھی۔ پھر نوجوان اُن کی طرف دوبارہ لوٹا اور جاکر پوچھا: کہ شیخ میرے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟

انہوں نے بتانے میں شرم محسوس کی، تو نوجوان نے اصرار کیا۔ اس کے اصرار کو دیکھ کر انہوں نے اسے کہا: کہ شیخ کہہ رہے تھے: مجھے یہ یہودی معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے جب یہ سنا تو میرے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔

میں نے اس کے اسلام قبول کرنے کا سبب پوچھا۔ تو اس نے کہا: ہم اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ مومن فراست میں خطا نہیں کھاتا۔ تو میں نے آزمانے کے لیے اپنی حالت بدل کر مسلمانوں کے اندر فقرا کے پاس آگیا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر کوئی صدیق ہو گا تو انہی لوگوں میں ہو گا۔ جب آپ نے مجھے پہچان لیا، تو میں نے جان لیا کہ آپ ہی صدیق ہیں۔[1]

❁❁❁

---

(1)... قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:425

امیر اہل سنت اور مجذوب نوجوان

امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں (سگِ مدینہ عُفِیَ عَنۂ) دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلے میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سفر پر تھا، ہمارے ڈِبّے میں ایک دبلا پتلا بے ریش و بے کشش لڑکا انتہائی سادہ لباس میں ملبوس سب سے جُدا کھویا کھویا سا بیٹھا تھا۔ کسی اسٹیشن پر ٹرین رُکی، صِرف دو مِنَٹ کا وقفہ تھا، وہ لڑکا پلیٹ فارم پر اتر کر ایک بَینچ پر بیٹھ گیا۔ ہم سب نے نَمازِ عصر کی جماعت قائم کرلی، ابھی بمشکل ایک رَکعت ہوئی تھی کہ سیٹی بج گئی لوگوں نے شور مچایا کہ گاڑی جارہی ہے۔ سب نماز توڑ کر ٹرین کی طرف لپکے تو وہ لڑکا کھڑا ہوگیا اور اُس نے مجھے اشارہ سے ڈانٹتے ہوئے نَماز قائم کرنے کا حکم صادِر کیا! ہم نے پھر جماعت قائم کرلی، حیرت انگیز طور پر ٹرین ٹھہری رہی، نَماز سے فارِغ ہو کر ہم جُوں ہی سُوار ہوئے، ٹرین چل پڑی اور وہ لڑکا اُسی بَینچ پر بیٹھا لا پرواہی سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ اِس سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کوئی "مجذوب" ہو گا جس نے ہمیں نَماز پڑھانے کیلئے اپنی روحانی طاقت سے ٹرین کو روک رکھا تھا۔[1]

۞۞۞

حضرت منصور بن عمار کی نصیحت

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو نصیحت فرماتے ہوئے

---

(1)... قادری، فیضان سنت، ج:1، ص:440

کہا: اے نوجوان! تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے، کتنے جوان ایسے تھے، جنہوں نے توبہ کو پس پشت ڈال کر اپنی امیدوں کو لمبا کیا، موت کو بھلا دیا، یہ سوچتے رہے کہ توبہ کر لیں گئے، اگلے دن توبہ کر لیں گئے، حتیٰ کہ موت نے ان کا کام تمام کر دیا، وہ اندھیری قبر میں جا اُترے، انہیں مال نے، نہ غلاموں نے، نہ اولاد نے اور نہ ہی ماں باپ نے الغرض کسی نے کوئی فائدہ نہ دیا۔[1]

❖❖❖

ایک ذرہ عشق کا

حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا، اس نے آپ سے کہا: اللہ سے دعا کیجئے! اللہ تَعَالٰی مجھے ایک ذرّہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا: ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا: اچھا! آدھے ذرہ کا سوال کیجئے! حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام نے رب تعالٰی سے سوال کیا: اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرما دے، اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا: وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام نے رب سے دعا کی: اے اللہ! میری اُس جوان سے ملاقات

---

(1)... غزالی، مکاشفة القلوب، ص:66

کرادے، پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا: مگر وہ خاموش رہا۔ آپ نے کہا: مجھے نہیں جانتے؟ میں عیسٰی ہوں۔ اللہ تَعَالٰی نے حضرتِ عیسی عَلَیۡہِ السَّلَامکی طرف وحی کی کہ اے عیسٰی! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔[1]

عاشقوں کی موت

محمد بن عبد اللہ بغدادی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کہتے ہیں: میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہیے (کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے) اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرادیا، لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔[2]

دل سے رونے کی آواز

حضرت ذُوالنون مصری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کہتے ہیں: ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس

(1)... المرجع السابق، ص:65

(2)... المرجع السابق، ص:63

کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی تھیں، میں نے اس کے قریب جاکر اسے سلام کیا اور پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں۔ میں اسکی بات سمجھ گیا اور میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں، وہ رو پڑا، اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا۔

اس نے مجھے دیکھ کر کہا: تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: اس لئے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے۔ اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چلا آیا۔ جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو وہ جوان وہاں نہیں تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ سبحٰن اللہ نکلا، تب میں نے ہاتف غیبی کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا: اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پاسکا، مالکِ دوزخ نے اسے ڈھونڈا مگر نہ پاسکا، رضوانِ جنت اسے تلاش کے باوجود نہ پاسکا، میں نے پوچھا وہ پھر کہاں گیا؟ جواب آیا:

﴿فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾

اپنے عشق، کثرتِ عبادت اور تعجیل توبہ کی وجہ سے وہ اپنے قادر رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے۔[1]

۞۞۞

مریض عشق

حضرت یوسف بن ہمدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقرا کی ایک جماعت بصرہ

---

(1)... المرجع السابق

سے ہوتے ہوئے حج کے ارادے سے چلی۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ ہمارے ساتھ ایک صالح نوجوان بھی تھا۔ وہ نوجوان ہمہ وقت ذکر و مناجات میں مشغول رہتا۔ اس کی صحبت میں ایک خاص لطف تھا، مجھے اس نوجوان پر رشک بھی آتا تھا۔ ہم لوگ جب مدینہ منورہ کی پُرنور فضاؤں میں داخل ہوئے، تو وہ نوجوان سخت بیمار ہو گیا اور اس نے ہم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اس کی عبادت کے لیے گیا۔ اس کی پریشانی اور تکلیف کو دیکھ کر ہم میں سے ایک نے کہا: کیوں نہ ہم کسی طبیب کو بلائیں کہ وہ مرض کی تشخیص کر کے کوئی مناسب دوا دے سکے۔

یہ سن کر نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا: دوستو! موافقت کے بعد مخالفت بہت بُری شے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس بندے کے لیے ایک حالت کو پسند فرمایا ہے۔ اگر وہ اس کو چھوڑ کر دوسری حالت کی خواہش کرے تو کیا یہ ارادہ خداوندی کی مخالفت نہیں؟ شیخ یوسف بن حمدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی اس گفتگو نے ہمیں شرمندہ کر دیا۔ پھر اس نے کہا: عشق کی دوا اگر عشق سے بے بہرہ شخص سے مل جائے تو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ بیماری اور تکالیف کے اندر نفس کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور موت کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے۔[1]

۞۞۞

مرحوم والدین پر اولاد کے اعمال کی پیشی

حضرتِ سیِّدُنا صَدَقَہ بن سُلَیمان جَعْفَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میرا

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:411

عنفوانِ شباب تھا اور میں بُری عادتوں اور دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا۔ مگر جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میرا دل چوٹ کھا گیا۔ میں نے اپنی سابقہ خطاؤں پر شرمندہ ہوتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں توبہ کرلی اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہو گیا۔ پھر بدقسمتی سے ایک دن میں کسی برے کام کا مرتکب ہوا تو اسی رات والدِ محترم خواب میں آئے اور فرمایا:"اے میرے بیٹے !تیرے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے کیونکہ وہ نیک لوگوں کے اعمال جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ جب تیرے اعمال پیش کئے گئے تو مجھے بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ خدارا! مجھے میرے فوت شدہ دوستوں کے سامنے رسوا نہ کیا کرو۔"بس اس خواب کے بعد میری زندگی میں انقلاب آگیا۔ میں ڈر گیا اور توبہ پر استقامت اختیار کرلی۔

راوی کہتے ہیں: تہجد کی نماز میں ہم آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اس طرح التجائیں کرتے ہوئے سنتے تھے : "اے صالحین کی اصلاح کرنے والے !اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ چلانے والے !اے گناہگاروں پر رحم فرمانے والے !میں تجھ سے ایسی توبہ کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد کبھی گناہ کی طرف نہ جاؤں۔ کبھی برائی و ظلم کی طرف نظر اٹھاکر بھی نہ دیکھوں۔ اے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! مجھے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما۔[1]

❖❖❖

والدہ کی دعا

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:343

جوان ہمہ وقت گناہوں میں مصروف رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے اندر حاجیوں کے ساتھ چہل قدمی کر رہا ہے۔ خواب دیکھنے والے کو تعجب ہوا۔ یہ تو فاسق اور بدکار تھا، پھر اس مقام پر کیسے پہنچ گیا؟

پوچھا: تو اس نے جواب دیا: کہ میری ایک بوڑھی ماں تھی۔ میں جب بھی گھر کے باہر نکلتا تو اپنی والدہ کے قدموں پر سر رکھ دیتا۔ میری ماں خوش ہو کر مجھے دعا دیتی کہ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے اور تجھے حاجیوں کے جیسا اجر وثواب عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کی دعا قبول فرما کر مجھے بخش دیا ہے اور جنت میں حاجیوں کے ساتھ جگہ عطا کی ہے۔[1]

❁❁❁

نوجوان غائب ہو گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ملک شام کے ساحل سمندر پر ایک نوجوان کو میں نے دیکھا وہ بلکل میرے قریب تھا۔ میں اور وہ وہاں تین دن تک ٹھہرے رہے۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے پاس نہ گیا۔ تین دن کے بعد مجھے خیال آیا کہ ان سے ملاقات کر کے گفتگو کروں۔

چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور جا کر سلام کیا، لیکن گفتگو کرنے کی بجائے، میں نے دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی۔ میں اس جوان کو قریب کھڑا دیکھ رہا تھا۔ دوران

---

(1)... چشتی، دلیل العارفین، ص:24

نماز وہ اچانک غائب ہو گیا، وہاں صرف اس کی جائے نماز اور جوتیاں پڑی تھیں۔[1]

۞۞۞

جنتی حور اور مدنی نوجوان

حضرتِ سیّدُنا اِدرِیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے "روم" کی جانب رواں دواں تھا۔ راستے میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ایک نوجوان آیا اور مجاہدین میں شامل ہو گیا۔ دشمن کے علاقے میں پہنچ کر ہم نے ایک شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ہم تین مجاہد ایک ساتھ تھے، ایک میں اور دوسرا "زِیاد" نامی مدنی نوجوان تھا اور تیسرا دوست بھی مدینۂ منورہ شریف کا رہنے والا تھا۔ ایک دن ہم پہرا دے رہے تھے کہ صبح کے وقت ہم میں سے ایک شخص کھانا لینے چلا گیا۔ اب میں اور زیاد نامی مدنی نوجوان ایک ساتھ تھے اتنے میں منجنیق سے پتھر پھینکا گیا جو زیاد کے قریب آ گرا، پتھر کا ایک ٹکڑا زیاد کے گھٹنے پر لگا۔ جس سے اتنی شدید چوٹ لگی کہ وہ فوراً بے ہوش گیا۔

ہم کافی دیر اس کے قریب کھڑے رہے لیکن اس نے حرکت نہ کی پھر بے ہوشی کی حالت میں یکایک اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، وہ اتنا ہنسا کہ داڑھیں ظاہر ہونے لگیں، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے دوبارہ ہنسا۔ اس کے بعد رونے لگا پھر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا: "یہ مجھے کیا ہوا؟

---

[1]... یافعی، روض الریاحین، ص:421

میں کہاں ہوں ؟"ہم نے کہا: "کیا تجھے یاد نہیں کہ منجنیق کا ایک پتھر تجھے لگا تھا۔" اس نے کہا: "کیوں نہیں! مجھے یاد ہے۔" ہم نے کہا: "اس کے بعد تجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور ہم نے بے ہوشی کے عالَم میں تجھے اس اس طرح دیکھا ہے۔ ہمیں بتاؤ! آخر معاملہ کیا ہے ؟" مدنی نوجوان نے کہا: "ہاں! میں تمہیں ساری بات بتاتا ہوں، سنو! جب راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں مجھے پتھر لگا اور میں بے ہوش ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ مجھے ایک ایسے وسیع وعالیشان کمرے میں لے جایا گیا جو زَبر جَد اور یاقوت سے بنا ہوا تھا ۔پھر ایک ایسے بستر پر لے جایا گیا جس میں ہیرے جواہرات سے مزین بہترین چادریں بچھی ہوئی تھیں ۔وہاں عمدہ قسم کے قیمتی تکیے رکھے ہوئے تھے۔ ابھی میں اس بستر پر بیٹھا ہی تھا کہ میں نے زیورات کی جھنکار (یعنی آواز) سنی، مڑ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ایک انتہائی حسین و جمیل لڑکی بہترین لباس میں ملبوس اور عمدہ زیورات سے مزین میرے سامنے موجود تھی، میں نہیں جانتا کہ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا اس کے لباس وزیورات۔ وہ میرے سامنے آکر بیٹھی، "خوش آمدید" کہا اور بڑے پیار بھرے انداز میں میری جانب دیکھتے ہوئے یوں گویا ہوئی: "اے میری راحت وسکون! اے میرے سر تاج! مرحبا! میں تمہاری دُنیوی بیوی کی طرح نہیں ہوں، پھر اس نے میرے بیوی کا اس انداز میں ذکر کیا کہ میں ہنسنے لگا۔ پھر وہ میری دائیں طرف میرے پہلو میں آکر بیٹھ گئی۔" میں نے پوچھا: "تُو کون ہے ؟" کہا: "میں تیری جنتی بیویوں میں ایک ناز والی بیوی ہوں۔"

میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: "کچھ دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آج ظہر کی نماز کے وقت تم ہمارے پاس آجاؤ گے۔" اس کی یہ بات سن کر میں

رونے لگا، ابھی میں رو ہی رہا تھا کہ اپنی بائیں جانب زیورات کی جھنکار سنی، مڑ کر دیکھا تو اسی کی طرح ایک اور خوبصورت دوشیزہ موجود تھی۔ اس نے بھی وہی کہا جو پہلی نے کہا تھا۔ جب میں نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: "تھوڑی دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ظہر کے وقت تم ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔" میں پھر رونے لگا۔ بس اس کے بعد مجھے ہوش آگیا اور اب میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ ہم اس کی بات سن کر بہت حیران ہوئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے جیسے ہی ظہر کا وقت ہوا اور مؤذن نے اذان کہی، وہ مدنی نوجوان زمین پر لیٹا اور اس کی روح عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔[1]

❖❖❖

صدقہ کیا ہوا منڈھا

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "مَیں عالمِ شباب (یعنی جوانی) میں جہالت کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا میرے پاس کافی بھیڑ، بکریاں تھیں مَیں جن کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا تھا۔ ایک دن کسی فقیر نے مجھ سے ضرورت وحاجت کی شکایت کی تو میں نے اسے ایک مینڈھا دے دیا، اس رات جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ میری تمام بھیڑ، بکریاں میری طرف آکر مجھے سینگوں سے مار رہی ہیں اور مَیں رو رہا ہوں اور بھاگ بھی نہیں سکتا اور نہ وہاں کسی مدد کرنے والے کو پاتا ہوں اتنے میں وہی مینڈھا آگیا جسے میں نے فقیر پر صدقہ کیا تھا وہ ان کو مجھ سے ہٹانے لگا جب بھی اس ریوڑ میں

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:346

سے کوئی مینڈھا مجھے سینگ مارنے کے لئے بڑھتا تو وہ مینڈھا سامنے کھڑا ہو جاتا اور اسے سینگ مار مار کر مجھ سے دُور کر دیتا لیکن چونکہ وہ زیادہ تھے اور یہ اکیلا، اس لئے وہ اس پر غالب آجاتے قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دیتے اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور خوف سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جا رہا تھا مَیں نے اسی وقت عزم کر لیا کہ اللہ عزوجل کی قسم! مَیں ضرور اس صدقہ کئے ہوئے مینڈھے میں اضافہ کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے جانوروں میں سے دو تہائی صدقہ کر دیا اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے توبہ کر لی اور بے شک میں نے صدقہ نہ کی ہوئی بکریوں کی اپنے ساتھ عداوت اور صدقہ کی ہوئی بکریوں کا اپنے ساتھ عجیب معاملہ دیکھا۔[1]

❁❁❁

المدد یا رسول اللہ

حضرت محمد بن منکدر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے طوافِ کعبہ کرتے ہوئے ایک ایسے جوان کو دیکھا جو قدم قدم پر درود شریف پڑھ رہا تھا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں: میں نے کہا: اے جوان! تم تسبیح و تہلیل چھوڑ کر صرف درود شریف ہی پڑھ رہے ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ جوان نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: سفیان ثوری! اس نے کہا: اگر آپ کا شمار اللہ تَعَالٰی کے نیک بندوں میں نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کو یہ راز نہ بتاتا! ہُوا یوں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے نکلا، راستہ میں ایک جگہ میرا باپ سخت بیمار

---

(1)... سمرقندی، قرۃ العیون، ص:75

ہو گیا، میں نے بہت کوشش کی مگر اسے موت سے نہ بچا سکا، موت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، میں نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" پڑھ کر ان کا چہرہ ڈھک دیا، اسی غم کی کیفیت میں میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور مجھے نیند آ گئی۔

خواب میں میں نے ایک ایسے حسین کو دیکھا جو حسن میں بے مثال تھا، اس کا لباس نفاست کا آئینہ دار تھا اور اس کے وجودِ مسعود سے خوشبو کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں، وہ نازک خرامی کے ساتھ آیا اور میرے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ہاتھ سے چہرے کی طرف اشارہ کیا میرے باپ کا چہرہ سفید ہو گیا جب وہ واپس تشریف لیجانے لگے تو میں نے دامن تھام کر عرض کی، اللّٰہ تعَالٰی نے آپ کے طفیل اس غریب الوطنی میں میرے باپ کی آبرو رکھ لی، آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحب قرآن اللّٰہ کا نبی محمد بن عبد اللّٰہ ہوں (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم)۔ تیرا باپ اگرچہ بہت گنہگار تھا مگر مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا، جب اس پر مصیبت نازل ہو گئی تو اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور میں ہر اس شخص کا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے، فریاد رس ہوں ۔ جوان نے کہا: اس کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا میرے باپ کا چہرہ سفید ہو چکا تھا۔[1]

❖❖❖

عراقی نوجوان

حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللّٰہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک سال میں نے

---

(1)... غزالی، مکاشفۃ القلوب، ص:114

بے سر و سامانی کی حالت میں محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر حج بیت اللہ و زیارات مقام مقدسہ کا ارادہ کیا۔ لہذا ایک قافلہ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے چل پڑا۔ ہمارے قافلے میں ایک عراقی نوجوان بھی تھا، جو کہ خوبصورت اور نیک سیرت تھا۔ وہ نوجوان بھی حج کی سعادت حاصل کرنے جا رہا تھا۔ جب قافلہ چلتا تو وہ نوجوان تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتا اور جب قافلہ کسی جگہ پڑاؤ کرتا تو نماز پڑھنا شروع کر دیتا۔ اس کے علاوہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز تہجد ادا کرتا۔ اسی معمول پر وہ مکہ مکرمہ پہنچا۔

وہاں پہنچ کر وہ ہم سے جدا ہونے لگا، تو میں نے اس سے پوچھا: اے بیٹے تجھے اتنی سخت عبادت و ریاضت پر کس شئے نے آمادہ کیا؟ اس نے جواب دیا: اے ابو سلیمان مجھے ملامت نہ کریں۔ میں نے خواب میں ایک خوبصورت محل دیکھا جو کہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ اس میں اسی طرح کے بالاخانے تھے، جن کے اندر ایک ایک ایسی حسین و جمعیل حور بیٹھی ہوئی تھی کہ ایسا حسن کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔ ان کی زلفیں کندھوں سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

اِن میں سے ایک حور میری طرف دیکھ کر مسکرائی، تو اس کے دانتوں کی چمک سے پوری جنت جگمگا اُٹھی اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی: اے نوجوان! اللہ کی راہ میں ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے کوشش کر تاکہ میں تیری اور تو میرا ہو جائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اے ابو سلیمان ! یہ ہے میرا واقعہ۔ اب تو مجھے زبردست کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو کوشش کرتا ہے وہی پاتا ہے۔ یہ جو ریاضتیں آپ دیکھ رہے ہیں، یہ ایک حور سے منگنی کے عوض ہیں۔

حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اس نوجوان سے اپنے لیے دعا کے لیے کہا: تو اس نے دعا کی اور دوستی کا عہد کر کے چلا گیا۔ پھر میں نے اپنے نفس کو جھڑکتے ہوئے کہا: اُٹھ اور سُن اگر ایک عورت کی طلب کے لیے اس قدر عبادت وریاضت کی ضرورت ہے، تو جسے اس عورت کا پروردگار مطلوب ہو، اسے کتنی محنت شاقہ کرنی ہوگی؟[1]

❁❁❁

انگوروں کا باغ

عبد الرحمن بن یزید کا بیان ہے، ایک مرتبہ ہمارا قافلہ "روم" کی جانب جہاد کے لئے جارہا تھا، قافلے میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جب ہمارا گُزر انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے ہوا تو ہم نے ایک نوجوان کو ٹوکری دیتے ہوئے کہا: "جاؤ! اس باغ سے ہمارے لئے انگور لے آؤ، ہم چلتے ہیں، تم انگور لے کر ہمارے ساتھ مل جانا۔" وہ نوجوان انگوروں کے باغ میں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو انگور کی بیل کے نیچے سونے کے تخت پر ایک حسین وجمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی دیکھی، نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکالیں اور دوسری طرف چلا گیا۔ وہاں بھی ویسی ہی خوبصورت دوشیزہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی پائی۔ اس نے پھر نگاہیں جھکالیں۔ یہ دیکھ کر وہ حسین وجمیل دوشیزہ مسکراتے ہوئے یوں گویا ہوئی: "ہماری طرف دیکھئے! آپ کو ہماری

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:500

طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ ہم "حورِ عین" میں سے آپ کی جنتی بیویاں ہیں اورآج آپ ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے۔

اس کے بعد وہ انگور لئے بغیر اپنے رفقاء کی طرف واپس آگیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور اس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، ہم نے حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا مگر اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ جب دوستوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ سب لوگ اس واقعہ سے بہت حیران ہوئے۔ پھر جیسے ہی ہمارا لشکر دشمن کے سامنے پہنچا وہ نوجوان بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا وہی نوجوان تھا۔[1]

❖❖❖

6 دن کی زندگی ستر سال کر دی گئی

منقول ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان حضرت سیدنا داوٗد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سلام کرنے حاضر ہوا، اسی رات اس کی شادی ہوئی تھی، اُس وقت ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی آپ علیہ السلام کے ہاں موجود تھے۔ انہوں نے آپ علیہ السلام سے عرض کی: "اے سیدنا داوٗد علیہ السلام! کیا آپ اس نوجوان کو جانتے ہیں؟

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:356

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں! یہ مؤمن نوجوان مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہ اس وقت تک اپنے گھر میں داخل ہونا پسند نہیں کرتا جب تک مجھے دیکھ نہ لے اور سلام نہ کر لے۔" حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے داؤد علیہ السلام! اس کی عمر کے صرف چھ دن باقی رہ گئے ہیں۔" اس بات پر حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بہت غمگین ہوئے۔ مگر اس دن کے سات ماہ بعد جب اس نوجوان کو ملے تو وہ ابھی تک زندہ تھا۔

حضرت ملک الموت علیہ السلام جب دوبارہ حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: "تم نے کہا تھا کہ اس کی عمر کے صرف چھ دن باقی ہیں؟" انہوں نے عرض کی: جی ہاں، لیکن جب چھ دن گزرے اور میں نے اس کی روح قبض کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "اے ملک الموت! میرے فلاں بندے کو چھوڑ دے اس لئے کہ جب یہ (حضرت) داؤد علیہ السلام کے یہاں سے نکلا تھا تو اس نے ایک لاچار ومحتاج فقیر کو دیکھا تو اسے اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ مال دے دیا، اس فقیر نے خوش ہو کر اس کے لئے لمبی عمر کی دعا کی تھی لہٰذا مَیں نے اُس سے راضی ہو کر ان چھ دنوں کو ساٹھ (60) سال میں بدل دیا اور اس پر مزید دس (10) سال اور بڑھا دیئے ہیں تم اس کی روح اس مدت کے پورا ہونے تک قبض نہ کرنا اور مَیں نے لکھ دیا ہے کہ یہ نوجوان جنت میں (حضرت) داؤد علیہ السلام کا رفیق ہو گا۔[1]

۞۞۞

---

(1)... سمرقندی، قرة العيون، ص:77

خوشبو دار بزرگ

بصرہ شہر میں ایک بزرگ تھے، جنہیں لوگ مشکی کہا کرتے تھے، کیونکہ ان کے جسم سے ہمیشہ خوشبو آتی رہتی تھی۔ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تو لوگوں کو پتا چل جاتا کہ کون آیا ہے۔ یہی کیفیت بازار میں بھی تھی، اِن کا جسم اس قدر خوشبو میں بسا ہوتا۔ ایک دفعہ ان سے ایک بزرگ ملنے آئے، بیان کرتے ہیں: میں رات کو ان کے پاس رہا تو میں نے کہا: بھائی جان آپ کو خوشبو پر کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہو گئی، تو انہوں نے کہا: میں نے نہ تو کبھی خوشبو خریدی ہے اور نہ ہی لگائی۔ میرا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ شاید تم میرے وصال کے بعد میرے لیے دعا کرو۔

میں بغداد میں پیدا ہوا، میرے والد امیر آدمی تھے۔ جس طرح اُمرا اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں، میری بھی اسی طرح ہوئی، میں بچپن میں بہت خوبصورت اور حیادار تھا۔ میرے والد سے کسی نے کہا: اپنے بیٹے کو بازار میں بٹھاؤ، تاکہ اس کی حیا میں کمی آئے اور یہ لوگوں سے گھل مل جائے۔

چنانچہ میرے والد نے مجھے ایک بزّار (یعنی کپڑا بیچنے والے) کی دوکان پر بٹھا دیا۔ میں صبح و شام دوکان پر جا کر بیٹھتا۔ ایک روز دوکان پر ایک بڑھیا آئی اور اس نے قیمتی کپڑے نکلوائے، انہیں دیکھا اور کہا: میرے ساتھ کسی کو بھیج دو تاکہ جو کپڑے پسند ہوں، انہیں لینے کے بعد بقیا کپڑے اور کپڑوں کی قیمت لے آئے۔

کپڑا بیچنے والے نے مجھ سے کہا: تم ہی چلے جاؤ، اس طرح تمہارا جی بھی بہل جائے گا۔ وہ بڑھیا مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی۔ گیٹ پر پاسبان موجود تھے،

دروازوں پر پردے لٹک رہے تھے۔ اس میں ایک قبہ تھا۔ بڑھیا نے جس کے اندر مجھے بیٹھنے کو کہا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک لڑکی خوبصورت زیورات سے آراستہ خوش لباس پہنے تخت پر بچھے ہوئے منقش قالین پر بیٹھی ہے۔ وہ تخت اور فرش اس قدر نفیس کہ آنکھوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ لڑکی نے جیسے ہی مجھے دیکھا تو اس پر شیطان مسلط ہو گیا اور وہ میرے پاس منہ کالا کرنے کے لیے آئی۔ میرے پاس آکر اس نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی جانب کھینچا۔ مگر میں نے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے گھبرا کر اس لڑکی کو کہا: اللہ سے ڈرو! مگر اس پر شیطان پوری طرح مسلط تھا۔ اس نے میری بات پر بلکل توجہ نہ دی۔ بلکہ چھیڑ خانی جاری رکھی اور کہا: تجھے ڈرنے کی ضرورت نہیں، تم جو مانگو گے میں دوں گی۔

مجھ پر حیا اور اللہ کا خوف غالب تھا۔ چنانچہ میں نے اس گناہ سے بچنے کے لیے ایک تجویز سوچ لی اور اس لڑکی کو کہا: مجھے بیت الخلا جانا ہے۔ اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں بھاگتی ہوئی آئیں۔ لڑکی نے اُن سے کہا: اپنے آقا کو بیت الخلا لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو مجھے بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہ آئی، تو میں نے اپنے منہ اور ہاتھوں پر وہ نجاست لگا لی، جو استنجا خانے پڑی تھی۔ پھر اس کنیز کو خوب آنکھیں نکال کر ڈرایا، جو باہر رومال اور پانی لیے کھڑی تھی۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ پاگل ہے۔

پھر تمام کنیزوں نے مل کر مجھے ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک باغ میں ڈال دیا، جب مجھے یقین ہو گیا کہ سب جا چکی ہیں تو اُٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن دھویا، مگر کسی کو یہ بات نہ بتائی۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے۔ تم کو حضرت سیدنا یوسف

علیہ السلام سے کیا ہی مناسبت ہے اور کہا کیا: تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے کہا: میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میرے چہرے اور جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ اسی وقت سے میرے جسم سے خوشبو آنے لگی۔ یہ خوشبو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دست مبارک کی ہے۔[1]

۞۞۞

ملت ابراہیم کے پیروکار

حضرتِ سیّدُنا محمد بن سلیمان قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ "ایک مرتبہ یمن جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک خوبصورت نوجوان نظر آیا اس کے کانوں میں بالیاں تھیں، جن کے عمدہ وخوشنما موتیوں کی چمک سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا:" آسمانوں کے بادشاہ کی وجہ سے میری عزت وو قار ہے۔ وہ غالب وقدرت والا ہے ،اس میں کچھ نقص نہیں،اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔" میں نے قریب جاکر سلام کیا۔ اس نے کہا:"میں اس وقت تک سلام کا جواب نہیں دوں گا جب تک آپ میرا حق ادا نہ کریں۔" میں نے کہا:" تمہارا کون سا حق ہے ؟" کہا:"میں حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے دین کا پیروکار ہوں۔ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک ایک دو میل چل کر مہمان تلاش نہ کرلوں۔ آج آپ میرے مہمان ہیں۔"نوجوان کی یہ بات سن کر میں

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:442

اس کے ساتھ چل دیا۔ کچھ دور بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ نظر آیا، اس نے قریب پہنچ کر بلند آواز سے کہا: "اے میری بہن! اے میری بہن۔" اندر سے کسی لڑکی کی آواز آئی: لَبَّیْک! (میں حاضر ہوں) میرے بھائی! نوجوان نے کہا: "مہمان کی تعظیم کرو۔

لڑکی نے کہا: "ٹھہرو! پہلے میں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کر لوں جس نے ہمارے ہاں مہمان بھیجا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی۔ نوجوان مجھے خیمے میں بٹھا کر جانور ذبح کرنے چلا گیا۔ میری نظر اس لڑکی پر پڑی تو مجھے اس کا چہرہ سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔ لڑکی نے کہا: "میری طرف نہ دیکھئے! مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے شہنشاہ محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ "آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے۔[1] سنئے! میں آپ کی بے عزتی نہیں کر رہی اور نہ ہی آپ کو ڈانٹ رہی ہوں بلکہ میرا مقصد آپ کو اَدَب سکھانا ہے تاکہ آپ دوبارہ ایسی حرکت نہ کریں۔" لڑکی کی یہ بات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔

جب رات ہوئی تو میں اور نوجوان خیمے سے باہر آگئے اور لڑکی خیمے میں ہی رہی ۔ میں ساری رات خیمے کے اندر سے قرآنِ پاک کی تلاوت سنتا رہا، آواز میں سوز و گُداز تھا۔ صبح میں نے نوجوان سے پوچھا: "قرآنِ پاک کی تلاوت کون کر رہا تھا؟" کہا: "میری بہن اسی طرح ساری ساری رات عبادت کرتی ہے۔" میں نے کہا: "وہ عورت ہے اور تُو مرد، تجھے اس سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے؟" نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا آپ نہیں جانتے کہ وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ نیک

(1)... ابوداؤد، السنن، الرقم:2152

اعمال کی توفیق دینے والا اور وہی عزت وذلت دینے والا ہے۔[1]

۞۞۞

نوجوان کی وفارِ سول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مولانا عطاء المصطفےٰ جمیل ایم اے فرماتے ہیں: بارکنگ لندن میں جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پہلوان جی کی کار میں ہم لیسٹر سے لندن پہنچے۔ مغرب کا وقت تھا، نماز کے لیے مسجد میں داخل ہوئے تو دروازہ کے ساتھ چولہے اور بستر وغیرہ دیکھتے ہی پہلوان جی نے مسکرا کر کہا:

جمیل صاحب یہاں تبلیغی جماعت کا نزول ہو چکا ہے۔

مغرب کی جماعت ہو چکی تھی۔ ہم نے نماز ادا کی، مسجد خطیب علامہ زہاد حسین صاحب سابق خطیب ڈڈیال (آزاد کشمیر) تبلیغی جماعت کے امیر سے کہہ رہے تھے۔ آپ دور دراز سے تبلیغ دین کے لیے تشریف لائے ہیں۔ یہاں سے چند قدموں کے فاصلہ پر ایک ہال میں جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے، جس میں مولانا عطاء المصطفےٰ جمیل صاحب بیان فرمانے والے ہیں۔ آیئے اور جلسہ میں شرکت فرمایئے۔ امیر جماعت نے جواب دیا: ہم سنتے نہیں، سناتے ہیں، ہم تو تبلیغ کے لیے گھروں سے نکلے ہیں، سننے کے لیے نہیں، ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس جلسہ میں نہیں جائیں گے۔ مولانا نے مسکرا کر فرمایا: آپ وہاں کیسے جاسکتے ہیں؟ وہاں تو حضور کی نعتیں ہیں، درود وسلام ہو گا۔ یہی باتیں آپ کے مزاج کے خلاف ہے۔

---

(1)... ابن جوزی، عیون الحکایات، ج:2، ص:384

مسجد کے نمازی دونوں کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔ میں نے نمازیوں کے چہروں سے اندازہ لگایا کہ وہ بڑی حد تک غیر جانبدار دیکھائی دے رہے تھے۔ ہم وہاں سے اٹھے اور جلسہ گاہ میں چلے گئے۔ ہمارے ساتھ ہی مسجد کے تمام نمازی جلسہ میں آگئے۔ تبلیغی جماعت والے مسجد میں ہی بیٹھے رہے۔ ہال سامعین سے بھر چکا تھا۔ میری تقریر ہوئی، تقریر میں حضور کے فضائل و محامد کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی بھی باتیں ہوئی، درود و سلام اور دعائے خیر پر جلسہ ختم ہو گیا۔

ہم ہال کے صدر دروازے پر پہنچے، تو وہاں چند نوجوان بڑے غصے کی حالت میں کھڑے تھے۔ یہ نوجوان وہی تھے جو مسجد میں مولانا زاہد صاحب اور تبلیغی جماعت کی گفتگو سن چکے تھے۔ ایک نوجوان نے مجھ سے کہا: مولانا آپ کی تقریر سے ہم لوگ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ آپ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا درس بھی دیا ہے اور اعمال صالحہ کی ترغیب بھی دلائی ہے، لیکن وہ لوگ کون ہے جو مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ انہوں نے جلسہ میں آنے سے انکار کیوں کیا تھا۔

میں نے کہا: برادرم وہ لوگ وہابی ہیں، ان کے نزدیک حضور ﷺ پر درود سلام پڑھنا اور حضور ﷺ کی نعتیں پڑھنا بدعت و ناجائز ہیں۔ ان لوگوں کا صرف ایک مشن ہے کہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو نماز و روزہ کا جانسا دے کر وہابی بنایا جائے۔ برادرم آپ نے ہمارا پروگرام دیکھا بھی ہے اور سنا بھی۔ آپ خود اندازہ فرمایئے، ہمارے جلسہ میں کون سی بُری بات تھی؟

میری باتیں سنتے ہی وہ نوجوان وہاں سے بھاگے، نماز عشاء کے لیے جب ہم مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ نوجوانوں نے تبلیغیوں کے بستر اٹھا کر گلی میں پھینک رکھے تھے۔ وہ

تبلیغی جماعت کے امیر سے کہہ رہے تھے۔

اگر آپ کو دین سے واقعی محبت ہے تو ہمارے جلسہ میں کیوں نہ شامل ہوئے؟ آپ سینکڑوں میل سفر کر کے ایک اجنبی مسجد میں تو آ گئے، لیکن چند قدم چل کر جلسہ میلاد میں نہ حاضر ہو سکے۔ آخر اس جلسہ میں کون سی ایسی بات تھی، جو آپ کو ناپسند تھی؟

امیر نے کچھ بولنا چاہا، تو نوجوان نے کہا:

بس بس ہم آپ کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں۔ آپ لوگ توحید کی آڑ میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی محبت اور غلامی سے دور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ لوگ عشاء کی نماز پڑھیں اور تشریف لے جائیں۔ مسجد میں کھانا پکانے، بستر جمانے اور سونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

میں نے دیکھا تبلیغی آہیں بھرتے اور بد دعائیں دیتے ہوئے کندھوں پر بستر اٹھائے جا رہے تھے کسی اور مسجد کی تلاش میں۔[1]

۞۞۞

شیر کی پشت پر لکڑیاں

سیدہ شعوانہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس بچے کی بہت احسن انداز میں تربیت کی۔ جب وہ لڑکا جوان ہو گیا، تو ایک دن

---

(1)... کوٹلی، سنی علما کی حکایات، ص:269

اس نے کہا: اے میری پیاری والدہ محترمہ! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ کی راہ میں وقف کر دیں اور اپنی خدمت مجھے معاف کر دیں۔ ماں نے کہا: بیٹا اللہ کی راہ میں اچھی سے اچھی چیز وقف کی جاتی ہے تو ابھی باادب صاحب تقوی اور اس کا اہل نہیں ہوا کہ تجھے اللہ کی راہ میں وقف کیا جائے۔

بیٹا ماں کا جواب سن کر خاموش ہو گیا۔ پھر ایک دن لکڑیاں لینے کی غرض سے جنگل گیا، جب لکڑیوں کا گھٹا تیار کر چکا تو دیکھا کہ ان کے جانور کو شیر نے پھاڑ ڈالا ہے اور شیر بھی سامنے کھڑا ہے۔ تو انہوں نے کہا: اے پروردگار بے نیاز کے کتے! خدا کی قسم اب میں تیری پشت پر لکڑیاں لاد کر گھر لے جاؤں گا۔ یہ کہہ کر شیر کی پشت پر لکڑیوں کا گھٹا رکھا اور گھر لے گئے۔

دروازے پر دستک دی۔ والدہ نے جب باہر نکل کر دیکھا کہ صاحبزادہ نے شیر کی پشت پر لکڑیاں لادی ہوئی ہیں، تو پوچھا: بیٹا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا تو ان کی والدہ سمجھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کر لیا ہے۔ پھر فرمایا:

اے بیٹے! تو بادشاہوں کی خدمت کے لائق ہو چکا ہے۔ جا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں وقف کیا۔ پھر اپنے بیٹے کو دعائیں دیتے ہوئے رخصت کر دیا۔[1]

❖❖❖

نئی زندگی

ایک مزدور کے گردے فیل ہو گئے، عزیزوں نے اسپتال میں داخل کروا دیا۔

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:502

اس کا اوباش بھانجہ عیادت کے لیے آیا، ماموں جان زندگی کی آخری گھڑیاں گن رہے تھے۔ اس کا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جھلک پڑے۔ اس نے سن رکھا تھا کہ دعوت اسلامی کے مدنی قافلے میں سفر کے دوران دعا قبول ہوتی ہے۔

چنانچہ وہ مدنی قافلے میں سفر پر چل دیا اور خوب گڑ گڑا کر ماموں جان کی صحت یابی کے لیے دعا کی۔ جب واپس پلٹا تو ماموں جان صحت یاب ہو کر گھر بھی آ چکے تھے اور اب نماز کے لیے گھر سے نکل کر خراماں خراماں جانب مسجد رواں دواں تھے۔ یہ رحمت بھرا منظر دیکھ کر اُس نوجوان نے گناہوں بھری زندگی سے توبہ کی اور اپنے آپ کو (نیکیوں کے) مدنی رنگ میں رنگ لیا۔[1]

❖❖❖

غیرت مند صحابی

حضرت سیدنا ابو السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ایک بار جب وہ باہر سے اپنے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کی اہلیہ دروازے پر کھڑی ہے۔ اُس صحابی رضی اللہ عنہ کو بڑی غیرت آئی کہ اُن کی اہلیہ گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔ مارے جلال کے نیزہ تان کر اپنی نئی نویلی دولہن کی طرف لپکے کہ یہ دروازے میں کیوں کھڑی ہے۔ دولہن ڈر کر جلدی سے پیچھے ہٹی اور روتے ہوئے عرض گزار ہوئی: میرے سر تاج مجھے مت ماریئے۔ ذرا گھر کے اندر جا کر دیکھئے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکال رکھا ہے۔

---

(1)... قادری، فیضان سنت، ج:1، ص:82

چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ انہوں نے اسے زبردست وار کرکے نیزے میں پُرو لیا۔ سانپ کو اس حالت میں گھر سے باہر لارہے تھے کہ وہ تڑپ رہا تھا۔ اچانک اس نے تڑپتے ہوئے اس نوجوان صحابی کو کاٹ لیا۔ وہ زخمی سانپ تو تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ مگر اس کے ڈسنے کی وجہ سے وہ صحابی رضی اللہ عنہ بھی جام شہادت نوش کر گئے۔[1]

۞۞۞

دعائے والدین کی کرامات

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ سمندر کے کنارے جائیں اور میری قدرت کا نظارہ کریں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے مصاحبین کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ مگر آپ علیہ السلام کو کوئی انوکھی چیز نظر نہ آئی۔ آپ علیہ السلام نے ایک جن کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگا کر اندر کی خبر لائے۔ جن نے حکم کی تعمیل کی اور غوطہ لگا کر تھوڑی دیر بعد باہر آگیا اور عرض کی۔ حضور میں سمندر کی تہہ تک نہ پہنچ سکا اور نہ ہی مجھے کوئی شئے نظر آئی ہے۔

آپ علیہ السلام نے اس سے قوی جن کو غوطہ خوری کا حکم دیا، مگر وہ بھی نامراد واپس آیا، فرق صرف اتنا تھا کہ وہ پہلے کی نسبت دوگنی مسافت تک اندر گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اپنے وزیر آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کو سمندر میں اترنے کا حکم دیا۔ انہوں نے تھوڑی ہی دیر میں ایک خوبصورت سفید کافوری گنبد لاکر آپ علیہ السلام

---

(1)... ابو داؤد، السنن، الرقم: 4575

کے سامنے رکھ دیا۔ جس میں چار دروازے تھے۔ ایک دروزاہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا، تیسرا ہیرے کا اور چوتھا زمرد کا تھا۔

چاروں دروازے کھلے ہونے کے باوجود اندر سمندر کے پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوتا تھا، حالانکہ گنبد سمندر کی تہہ میں تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کے اندر ایک خوبصورت جوان صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے نماز میں مشغول ہے۔ آپ علیہ السلام گنبد کے اندر تشریف لے گئے اور سلام کرنے کے بعد اس سے فرمایا: اس سمندر کی تہہ میں تم کیسے پہنچ گئے؟

اس نوجوان نے جواب دیا:

اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ معذور تھے اور میری ماں نابینا تھی۔ میں نے ان دونوں کی 70 سال تک خدمت کی، میری ماں کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے دعا کی: اے پاک پروردگار! اپنی اطاعت میں میرے بیٹے کو عمر دراز عطا فرما۔ پھر میرے والد صاحب جب اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے، تو انہوں نے بھی دعا کی: اے میرے پاک پروردگار! میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما، جہاں شیطان کا دخل نہ ہو سکے۔ اپنے والدین کو دفن کرنے کے بعد میں اس ساحل پر چلا آیا تو مجھے یہ گنبد دیکھائی دیا۔ اس کی خوبصورتی دیکھنے کے لیے جب میں اس کے اندر داخل ہوا تو ایک فرشتہ نے آکر اس کو سمندر کی تہہ میں اتار دیا۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا: تم کس زمانے میں یہاں آئے تھے؟ نوجوان نے جواب دیا: حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مبارک زمانے میں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جان لیا، کہ اسے دو ہزار سال ہو گئے ہیں، مگر وہ اب تک

بالکل جوان ہے اور اس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے پوچھا: تم کھاتے کہاں سے ہو؟ تو نوجوان نے جواب دیا: اے اللہ کے پیارے نبی علیہ السلام ایک سبز پرندہ ہر روز اپنی چونچ میں زرد رنگ کی سر برابر کوئی چیز لے کر آتا ہے۔ میں اسے کھالیتا ہوں، اس میں دنیا کی تمام نعمتوں کی لذت ہوتی ہے۔ اس سے میری بھوک بھی مٹ جاتی ہے اور پیاس بھی رفع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سردی، گرمی، نیند، سستی، غنودگی اور ناامیوسی و وحشت یہ سب چیزیں مجھ سے دور رہتی ہیں۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا: اب تم ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو یا تمہیں تمہاری جگہ پہنچا دیا جائے؟ نوجوان نے جواب دیا: حضور مجھے میری جگہ بھجوا دیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے وہ سمندری گنبد پھر اٹھا کر سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، دیکھو والدین کی دعا کتنی مقبول ہے، ان کی نافرمانی سے بچو۔[1]

❂❂❂

قابل رشک موت

شیخ طریقت امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: محمد وسیم عطاری میرے پاس تشریف لاتے تھے۔ بے چارے کے ہاتھ میں

---

(1)... یافعی، روض والریاحین، ص:305

کینسر ہو گیا اور ڈاکٹروں نے ہاتھ کاٹ ڈالا۔ ان کے علاقے کے ایک اِسلامی بھائی نے بتایا، وسیم بھائی شدّتِ دَرد کے سبب سخت اَذِیّت میں ہیں۔ میں اَسپتال میں عِیادت کیلئے حاضِر ہوا اور تسلّی دیتے ہوئے کہا، دیوانے! بایاں ہاتھ کٹ گیا اس کا غم مت کرو۔ اَلحمدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دایاں ہاتھ تو محفوظ ہے اور سب سے بڑی سعادت یہ کہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایمان بھی سلامت ہے۔ اَلحمدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے انہیں کافی صابِر پایا، صِرف مُسکراتے رہے یہاں تک کہ بستر سے اُٹھ کر مجھے باہَر تک چھوڑنے آئے۔ رفتہ رفتہ ہاتھ کی تکلیف ختم ہو گئی مگر بے چارے کا دوسرا امتحان شروع ہو گیا اور وہ یہ کہ سینے میں پانی بھر گیا، دَرد و کَرب میں دِن کٹنے لگے۔ آخِر ایک دِن تکلیف بَہُت بڑھ گئی، ذِکرُ اللہ شروع کر دیا۔ سارا دِن اللہ، اللہ کی صداؤں سے کمرہ گونجتا رہا، طبیعت بَہُت زِیادہ تشویش ناک ہو گئی تھی، ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی کوشِش کی گئی مگر انکار کر دیا، دادی جان نے فَرطِ شفقت سے گود میں لے لیا، زبان پر کَلِمہ طَیِّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ جاری ہوا اور 22 سالہ محمد وسیم عطّاری کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔

جب مرحوم کو غُسل کیلئے لے جانے لگے تو اچانک چادر چہرے سے ہٹ گئی، مرحوم کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کِھلا ہوا تھا، غُسل کے بعد چہرہ کی بَہار میں مزید نِکھار آگیا۔ تدفین کے بعد عاشِقانِ رسول نعتیں پڑھ رہے تھے، قَبر سے خوشبو کی ایسی لَپٹیں آنے لگیں کہ مَشامِ جاں مُعَطّر ہو گئے مگر جس نے سونگھی اُس نے سونگھی۔ گھر کے کسی فرد نے انتِقال کے بعد خواب میں مرحوم محمد وسیم عطّاری کو پھولوں سے سجے ہوئے کمرے میں دیکھا، پوچھا، کہاں رہتے ہو؟ ہاتھ سے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "یہ میرا مکان ہے یہاں میں بَہُت خوش ہوں"۔ پھر ایک آراستہ بستر

پر لیٹ گئے۔ مرحوم کے والِد صاحِب نے خواب میں اپنے آپ کو محمد وسیم عطّاری کی قَبْر کے پاس پایا، یکایک قَبْر شَق ہوئی اور مرحوم سر پر سبز سبز عَمامہ سجائے ہوئے سفید کفن میں ملبوس باہَر نِکل آئے! کچھ بات چیت کی اور پھر قَبْر میں داخِل ہو گئے اور قَبْر دوبارہ بند ہو گئی۔[1]

۞۞۞

عقلمند باپ کے بیٹے کی توبہ

منقول ہے کہ ایک عقلمند شخص کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلوایا اور اسے الوداعی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ "بیٹے! اگر کبھی تیرا شراب پینے کو دل کرے تو پہلے شراب خانے جاکر کسی شرابی کو دیکھ لینا، اگر جوا کھیلنے کو دل چاہے تو پہلے کسی ہارے ہوئے جواری کا مشاہدہ کر لینا اور اگر کبھی زنا کو دل کرے تو بالکل صبح کے وقت طوائف خانے یجانا۔"

اس کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد لڑکے کے دل میں شراب پینے کا خیال پیدا ہوا ، باپ کی نصیحت کے مطابق وہ نوجوان ایک شرابی کے پاس پہنچا جو نشے میں دُھت ایک نالی میں گرا ہوا تھا، اس کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ "اگر میں نے بھی شراب پی تو میرا بھی یہی حشر ہو گا۔" یہ خیال آتے ہی اس نے شراب پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک مرتبہ شیطان نے اسے جوئے کی ترغیب دلائی، حسب وصیت یہ پہلے

---

(1)... قادری، فیضان سنت، ج:1، ص:24

ایک ہارے ہوئے جواری کے پاس پہنچا۔اس نے دیکھا کہ ہار جانے کے باعث وہ جواری شدید رنج و غم میں گرفتار تھا اور اس کی حالت نہایت قابل رحم ہو رہی تھی ۔اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے بھی اپنے بارے میں یہی خوف پیدا ہوا اور یوں جوئے سے بھی باز آگیا۔

پھر کچھ عرصے بعد نفس نے زنا کی خواہش کا اظہار کیا،اس مرتبہ بھی یہ حسب نصیحت صبح کے وقت طوائف خانے جا پہنچا۔جب دروازہ بجایا تو کچھ دیر بعد ایک طوائف باہر آئی ،نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گندگی بھری ہوئی تھی،بال بکھرے ہوئے تھے ،بغیر سرخی پاؤڈر کے چہرہ بالکل بے رونق نظر آرہا تھا اور اس پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی،تروتازگی نام کو نہ تھی،منہ سے بدبو کے بھبکے اڑ رہے تھے ، اس نے میلا کچیلا لباس پہن رکھا تھا جس سے پسینے کی بو بھی محسوس ہو رہی تھی ، گویا کہ شام کو ملمع کاری کر کے "شکار" کو اپنی جانب راغب کرنے والی "حور پری" اس وقت غلاظت کا ایک ڈھیر نظر آرہی تھی۔ طوائف کا یہ بھیانک حلیہ دیکھ کر اس نوجوان کے دل میں زنا سے کراہیت پیدا ہو گئی اور اس نے اپنے ارادے سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرلی۔[1]

❂❂❂

نصیحت کا طالب

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک نوجوان نے حاضر

---

(1)... توبہ کی روایات و حکایات، ص: 118

ہو کر عرض کی: حضور میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے۔ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جو مجھے گناہوں کو چھوڑنے میں معاون ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر تم پانچ خصلتوں کو اپنا لو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گئے۔ بلکہ ان کی لذت بھی ختم ہو جائے گئ۔

پہلی بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو، تو اللہ تعالیٰ کا رزق مت کھاؤ۔ وہ نوجوان بولا: پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ کیونکہ دنیا میں تو ہر شئے اللہ کی عطا کردہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا یہ اچھا رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو، نوجوان نے کہا: نہیں۔ اب دوسری بات ارشاد فرمائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ کے ملک سے باہر نکل جاؤ۔ نوجوان کہنے لگا: یہ تو پہلی بات سے بھی زیادہ مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک اللہ کی ہی مملکت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس کا رزق کھاؤ یا جس کے ملک میں رہو، اس کی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان نے نفی میں سر ہلایا اور کہا: تیسری بات ارشاد فرمائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تیسری بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کرو، تو ایسی جگہ کرو، جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ اس نوجوان نے کہا: حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا جاننے والا ہے، کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم اس کا رزق بھی کھاؤ، اس کی مملکت میں بھی رہو اور اس کے سامنے اس کی نافرمانی بھی کرو؟ نوجوان نے کہا: نہیں۔ چوتھی بات ارشاد فرمائیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: چوتھی بات یہ ہے کہ جب ملک الموت علیہ

السلام تمہاری روح قبض کرنے تشریف لائیں تو ان سے کہنا: کچھ دیر کے لیے ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کرکے چند اچھے اعمال کرلوں۔ اس نے کہا: یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی توقع کیسے کر سکتے ہو؟ اس نوجوان نے کہا: حضور پانچویں بات ارشاد فرمائیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جب جہنم کے فرشتے آئیں اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے، تو مت جانا۔ اس نوجوان نے عرض کی: وہ نہ تو مانیں گئے اور نہ ہی مجھے چھوڑیں گئے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جب حالت ایسی ہے تو پھر تم نجات کی امید کیسے رکھ سکتے ہو؟

نوجوان نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا تو پکار اُٹھا: حضور مجھے یہ نصیحت کافی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔ اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔[1]

۞۞۞

تین وصیتیں

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک رات نصف رات گزر جانے کے بعد میں جنگل کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ چار آدمی جنازہ اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لیے

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:75

جارہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: اللہ کا جو حق تم پر ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو، کیا تم نے خود اسے قتل کیا یا کسی اور نے اور اب تم اسے ٹھکانے لگانے کے لیے کہاں لے جارہے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے۔ بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے۔ وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ۔ میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہے۔ میں ان کے قریب گیا اور پوچھا: اماں جان آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت یہاں کیوں نہیں لائیں۔ تاکہ اور لوگ بھی اس کے کفن و دفن میں شریک ہو جاتے؟ انہوں نے کہا: یہ جنازہ میرے لخت جگر کا ہے میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہ گار تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے اور گناہ کی دلدل میں غرق رہتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلا کر تین چیزوں کی وصیت کی:

1. جب میں مر جاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے ارد گرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گنہگاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔
2. مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا مجھے لعن طعن کرے گا۔
3. جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے۔

جب یہ فوت ہو گیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹنے لگی تو ہاتف غیبی سے آواز آئی: اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرما دیا ہے۔ جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازے کے پاس گیا۔ اس پر نمازہ جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں اتار دیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے، تو اسکے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا، لیکن اس نے ہمیں مخاطب کرکے مسکراتے ہوئے کہا: اے شیخ! ہمارا رب بڑا غفور و رحیم ہے وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے اور گنہگاروں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور قبر پر مٹی درست کرکے واپس آ گئے۔[1]

۞۞۞

شجاعت و جوانمردی

حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ کی نیشاپور میں ایک صالح نوجوان سے ملاقات ہوئی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ شجاعت و جوانمردی کیا ہے؟ اس نے عرض

---

(1)...چشتی، حکایات الصالحین، ص:78

کی: میری شجاعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ صوفیہ کا لباس پہن کر ان کے طریقہ پر گامزن ہو جاؤں اور آپ کی شجاعت یہ ہے کہ صوفیہ کا لباس اتار کر اس طرح ذکر الٰہی سے اپنے مراتب میں اضافہ کریں کہ دنیا آپ کے اوپر فریفتہ نہ ہو۔[1]

❁❁❁

توبہ کرنے والوں کے حالات

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ وہ یہ کہ کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کو اطلاع پہنچائی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس سے نیاز حاصل کرنے گئے، تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر اُلٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے کہہ رہا ہے۔ جب تک تم عبادت الٰہی کے لیے آمادہ نہیں ہو گے۔ میں تمہیں یوں ہی سزا دیتا رہوں گا، حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے۔

یہ واقعہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس پر ایسا ترس آیا کہ رونے لگے اور جب نوجوان عابد نے پوچھا: تم کون ہو جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو؟ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے سامنے گئے اور جا کر مزاج پرسی کی۔ اس نے بتایا: کہ یہ بدن عبادت الٰہی پر آمادہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے سزا دے رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:171

اس نے جواب دیا: کہ تمام گناہ مخلوق سے میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے میں مخلوق سے رسم وراہ کو بہت بڑی بھول تصور کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم واقعی بہت بڑے زاہد ہو۔ اس نے جواب دیا: اگر تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر جا کر دیکھو۔

چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ایک جوان کو دیکھا، جس کا ایک پیر باہر کٹا ہوا پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صورت حال معلوم کی تو اس نے بتایا: کہ ایک دن میں اسی جگہ مصروف عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری۔ جس کو دیکھ کر میں فریبِ شیطان میں مبتلا ہو گیا اور اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ اسی وقت ندا آئی: اے بے غیرت! تیس سال خدا کی عبادت میں گزار کر اب شیطان کی بات ماننے چلا ہے؟ لہذا اسی وقت میں نے اپنا یہ پاؤں کاٹ دیا کہ گناہ کے لیے پہلا قدم اسی پاؤں سے بڑھایا تھا۔

پھر اسے نے پوچھا: کہ بتایئے آپ مجھ گنہگار کے پاس کیوں آئے؟ اور اگر واقعی کسی بڑے زاہد کی جستجو میں ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جایئے۔ لیکن جب بلندی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں پہنچنا ناممکن نظر آیا، تو اس نوجوان نے خود ہی ان بزرگ کا قصہ شروع کر دیا۔ اس نے بتایا: کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں، ان سے کسی دن کسی نے یہ کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ بس اس دن سے انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہو گا وہ استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے کچھ دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے گرد رہ کر انہیں شہد مہیا کرتی رہیں۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ

علیہ نے درس عبرت حاصل کیا اور اسی وقت تائب ہو کر عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہو گئے۔[1]

❂❂❂

اولیاء اللہ کا شہر

شیخ امام عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مبارک اور طویل سفر سے ایک نوجوان گھر لوٹ کر پہنچا، تو اس کی بہن جو اس سے چھوٹی تھی۔ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ بھائی جان! اس مبارک سفر سے آپ میرے لیے کیا تحفہ لائے ہیں؟ بھائی نے کہا: بہن میرے پاس اتنی رقم کہاں تھی، تحائف خرید سکتا۔ بہن نے کہا: بھائی جان کیا آپ وہ انوکھا سیب نہیں دیکھائیں گئے جو مدت گزرنے کے بعد بھی خراب نہیں ہوا؟

بہن کی یہ باتیں سن کر بھائی حیران رہ گیا کہ میری اس کمسن بہن کو عرفان و روحانیت کے اس عظیم واقعہ کا علم کیسے ہوا؟

واقعہ اس طرح ہے کہ مدینۃ الرسول ﷺ میں عین روضہ مقدسہ کے قریب اولیاء اللہ کی ایک مقدس جماعت کسی جگہ جانے کا عزم کر رہی تھی۔ یہ جماعت نو افراد پر مشتمل تھی۔ نوجوان نے جب ان کی نورانی شکلوں اور پاکیزہ شباہتوں کو دیکھا تو ان کے پیچھے پیچھے چلنا لگا۔ ان میں سے ایک نے نوجوان سے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟

---

(1)... المرجع السابق، ص:189

نوجوان نے جواب دیا: مجھے اولیاء اللہ سے محبت ہے، اس لیے میں آپ کے ساتھ جارہا ہوں۔ شاید آپ کی رفاقت میں مجھے بھی نعمت سرمدی میسر ہو جائے۔ جماعت اولیاء اللہ کے دوسرے فرد نے کہا: شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہم جہاں جارہے ہیں، وہاں صرف وہی لوگ جاسکتے ہیں جن کی عمریں چالیس سال سے کم نہ ہوں مگر تم تو کم عمر ہو۔ انہیں میں سے ایک تیسرے فرد نے کہا: اگر یہ ہمارے ساتھ چلتا ہے تو چلنے دو، ممکن ہے اللہ کی رحمت سے یہ بھی اس شہر میں داخلہ پالے۔

چلتے چلتے دس افراد پر مشتمل یہ قافلہ ایک ایسے شہر میں پہنچا، جہاں ہر طرف سونا اور چاندی ہی نظر آرہا تھا۔ وہاں نہایت حسین و جمیل گھنے باغ تھے۔ صاف و شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں۔ درختوں سے پھل لٹک رہے تھے، سب نے وہاں عمدہ میوے کھائے اور پانی پی کر سیراب ہوئے، نوجوان نے وہاں سے تین سیب اپنے ساتھ لے لیے اور اہل قافلہ میں سے ایک صاحب سے پوچھا: یہ کون سا شہر ہے؟ تو اس نے کہا: یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا جب جی چاہتا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہوں یہ شہر ان تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر چالیس سال سے کم عمر شخص اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتا، تم خوش نصیب ہو کہ کم عمری میں اس شہر میں داخل ہو گئے۔

پھر جب یہ قافلہ واپس مکہ پہنچا تو نوجوان نے ایک سیب دامغان کے رہنے والے ایک فرد کو دیا، مگر اس نے حقارت سے سیب کو پھینک دیا۔ تو ان میں سے ایک نے نوجوان کو کہا: اس عظیم پھل کی ناقدری کیوں کرتے ہو؟ اسے اپنے پاس رکھو، جب بھوک لگے تو کھالینا۔ یہ نہ تو خراب ہو گا اور نہ ہی ضائع۔

بھائی نے پوچھا: بہن سچ سچ بتا تجھے یہ سب کیسے پتا چلا؟ بہن نے کہا: بھائی جان آپ

کو تو اس شہر کی سیر ایک بار روکنے کے بعد میسر آئی۔ مجھے تو بیس سال کی عمر میں اس شہر میں لے گئے تھے اور بخدا وہاں جانے کی میں نے خواہش بھی نہیں کی تھی۔ بھائی نے کہا: مگر میں نے تو سنا چالیس سال سے کم عمر والوں کو وہاں جانا نصیب نہیں ہوتا، صرف میں تھا جو اس اصول سے مستثنیٰ رہا، میرے سوا کم عمری میں وہاں کوئی نہیں گیا۔ بہن نے کہا: بھائی جان آپ سچ فرمارہے ہیں۔ مگر یہ اصول ان کے لیے ہے، جو مرید و محبّ ہوں، ان کے لیے نہیں جو مراد و محبوب ہیں۔ وہ جب چاہیں داخل ہو سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو میں اس شہر کی زیارت بھی کروادوں۔

بھائی نے کہا: ضرور، بہن نے سن کر یہ آواز دی۔ اے شہر اولیا حاضر ہو جا، تو فوراً ہی وہ شہر سامنے آگیا اور بھائی سے کہا: اب بتاؤ! آپ کا وہ سیب کہاں ہے؟ پھر اس لڑکی نے اشارہ کیا تو شہر اولیا کے باغ سے اتنے سیب گرے کہ اس کے بھائی کے قد کے اوپر آگئے۔ یہ عجیب و غریب معاملہ دیکھ کر بھائی مسکرا پڑا اور اسے یقین ہو گیا کہ میری بہن سلوک و روحانیت میں اتنی بلندی پر پہنچ چکی ہے کہ اس نے مقام محبوبیت حاصل کر لیا ہے۔[1]

❖❖❖

سانپ نے نرگس کے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا

حضرتِ سیّدُنا ابو اسحٰق ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: "میں مکہ

---

(1)... یافعی، روض الریاحین، ص:130

کے راستے میں اکیلا ہی چلا جا رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، دو دن اور دو راتیں چلتا رہا، یہاں تک کہ شام ہو گئی، وضو کے لئے میں پریشان ہوا کیونکہ پانی موجود نہ تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے ایک ہلکی سی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: "اے ابو اسحاق! میرے قریب آیئے۔" میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس کے سر کے قریب دو مختلف رنگ کے خوشبودار پھول پڑے ہیں۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ اس بیابان میں اس کے پاس پھول کہاں سے آئے؟ حالانکہ یہ ریت پر پڑا ہے اور حرکت بھی نہیں کر سکتا، اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابو اسحاق! میری وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اللہ عزّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری وفات کے وقت اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کی زیارت کرا دے۔" تو ایک آواز آئی کہ ابھی تیری وفات کے وقت تجھے ابو اسحاق خوّاص کی زیارت ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہیں اور میں آپ کا منتظر تھا۔"

میں نے دریافت کیا: "اے میرے بھائی! تیرا کیا معاملہ ہے؟" اس نے جواباً کہا: "میں اپنے گھر والوں میں عزت اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہوا، وطن سے دوری کی خواہش ہوئی تو میں حج کے ارادے سے شہر شمشاط سے نکلا لیکن ایک ماہ سے یہاں پڑا ہوں اور اب وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔" میں نے اس نوجوان سے پوچھا: "کیا تیرے والدین ہیں؟" اس نوجوان نے کہا: "جی ہاں! اور ایک نیک بخت بہن بھی ہے۔" میں نے پوچھا: "کیا کبھی اپنے گھر والوں کو ملنا بھی پسند کیا یا انہوں نے کبھی تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟" اس نوجوان نے کہا:

"نہیں، مگر آج میں ان کی مہک سونگھنا چاہتا تھا تو میرے پاس بہت سے درندے آئے اور یہ خوشبودار پھول لائے اور میرے ساتھ مل کر رونے لگے۔"میں اس نوجوان کے معاملے میں حیران و متفکر تھا کیونکہ وہ میرے دل میں اُتر گیا تھا۔اور میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو چکا تھا کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ نرگس کے پھولوں کا ایک گلدستہ لے کر آیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار گلدستہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سانپ نے وہ گلدستہ اس نوجوان کے سر کے قریب رکھ دیا اور بڑی فصیح زبان میں بولا: "اے ابراہیم! اللہ عزَّوَجَلَّ کے ولی کے پاس سے لوٹ جا کیونکہ اللہ عزَّوَجَلَّ غیور ہے۔" یہ سب کچھ دیکھ کر میری حالت عجیب ہو گئی، میں نے ایک زوردار چیخ ماری پھر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ میں نے پڑھا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔" اور کہا: یہ بہت بڑی آزمائش ہے، میں اس کے غسل اور کفن دفن کا انتظام کیسے کروں گا۔ تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے مجھ پر اونگھ طاری کر دی جس کے غلبہ کی وجہ سے میں سو گیا۔

طلوعِ آفتاب کے وقت مجھے ہوش آیا تو دیکھا کہ میں تو اسی حالت پر تھا لیکن اس نوجوان کا کوئی نام ونشان باقی نہ تھا، میں پریشان ہو گیا۔ بہر حال جب حج ادا کر کے شمشاط پہنچا تو چند نقاب پوش عورتیں میرے پاس آئیں، ان میں سب سے آگے ایک لمبے بالوں والی عورت تھی، جس کے ہاتھ میں ایک چھاگل تھی اور وہ مسلسل اللہ عزَّوَجَلَّ کا ذکر کر رہی تھی۔ جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو ان تمام عورتوں میں اس کے علاوہ کسی عورت کو اس نوجوان کے مشابہ نہ پایا۔ اس نے مجھے پکار کر کہا: اے ابو اسحاق! میں کئی دنوں سے آپ کے انتظار میں ہوں، آپ مجھے میری آنکھوں کی

ٹھنڈک، میرے بھائی کے متعلق بتایئے۔

پھر وہ بلند آواز سے رونے لگی، اس کے رونے کی وجہ سے مجھے بھی رونا آگیا، پھر میں نے اس کو نوجوان اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا، سب کچھ بتا دیا، اور جب میں اس کے بھائی کی اس بات کہ "آج میں ان کی خوشبو سونگھنا چاہتا تھا" پر پہنچا تو اس عورت نے کہا: "بھائی جان! خوشبو پہنچ گئی، خوشبو پہنچ گئی۔" پھر زمین پر گری اور اس کی روح قفسِ عُنْصُری سے پرواز کر گئی۔ اس کے ساتھ آنے والی عورتوں نے جمع ہو کر کہا: "اے ابواسحاق! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔" جب اس کو دفن کیا گیا تو میں اس کی قبر کے قریب رات تک کھڑا رہا، میں نے رات خواب میں اسے ایک سرسبز و شاداب باغ میں دیکھا اور اس کا بھائی بھی اس کے قریب کھڑا تھا، وہ دونوں قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ پڑھ رہے تھے:

﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾۔[1]

ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔[2]

۞۞۞

عُبَیْد مجنون کی معرفت بھری باتیں

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک نوجوان کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا، وہ بہت زیادہ رو رہا تھا، میں نے اپنے ایک دوست

---

(1)... اَلصّٰفّٰت:61

(2)... حریفیش، الروض الفائق، ص:33

سے کہا:"آؤ! اس کے پاس چلیں، یقیناً یہ بیمار ہے۔"تو میرے دوست نے کہا:"یہ بیمار نہیں، بلکہ باطن میں عاشق اور ظاہراً مجنون ہے۔ اس کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسے عُبَید مجنون کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرتِ سیّدُنا محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا کہ اس نوجوان کا جسم کمزور تھا، اور اس پر اُون کا ایک جبہ تھا اور وہ کہہ رہا تھا:"تعجب ہے اس پر جس نے تیری محبت کی حلاوت کو چکھ لیا! وہ کیسے تیری بارگاہ سے دور ہو سکتا ہے؟" پھر وہ اسی بات کو دہراتا رہا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گیا، میں نے اپنے دوست کو کہا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجنون وہ ہوتا ہے جو اس مقام تک نہ پہنچا ہو، جب اس کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا:"آپ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"ہم نے کہا:"شاید! آپ کو دوا کی ضرورت ہے جو آپ کو اس بیماری سے شفایاب کر دے۔"اس نے کہا:"جس ذات نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کیا ہے دوا بھی اسی کے پاس ہے، لیکن جو بھی اس بیماری کا علاج کرانا چاہتا ہے وہ مزید بیمار ہو جاتا ہے۔"میں نے کہا:"وہ علاج کیا ہے؟"تو اس نے بتایا کہ "اس بیماری کا علاج حرام کو ترک کرنے، گناہوں سے اجتناب کرنے، مراقبہ کرنے، رات کو نمازِ تہجد ادا کرنے میں ہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔" یہ کہنے کے بعد وہ بہت زیادہ رویا اور ہم بھی اس کے ساتھ رونے لگے پھر ہم نے اس سے کہا:"ہم آپ کے مہما ن ہیں، ہمارے لئے دعا فرمایئے۔"تو اس نے کہا:"میں اس میدان کے شاہسواروں میں سے نہیں ہوں۔"ہم نے اس کو قسم دی تو اس نے دعا کی:"اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اور آپ کے اعمالِ صالحہ قبول فرمائے اور مغفرت کے ساتھ تمہاری میزبانی فرمائے ،جنت کو تمہارا ٹھکانہ بنائے اور تمہارے اور میرے دل میں موت کی یاد ڈال دے۔"

پھر ہم اس سے جدا ہو گئے اس حال میں کہ ہمیں اس کی اچھے الفاظ پر مشتمل دعا بڑی بھلی لگی اور اس کے کلام و نصیحت سے ہمارے دل زندہ ہو گئے۔[1]

۞۞۞

ساز بجانے والوں کی توبہ

ایک مرتبہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان سے واپس لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک نوجوان پر نظر پڑی، جو بربط (ساز کا آلہ) بجا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا۔ تو وہ نوجوان غصے میں آ گیا اور اس نے اسی بربط کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر اس زور سے مارا کہ بربط بھی ٹوٹ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر بھی پھٹ گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان کو کچھ کہے بغیر گھر چلے آئے، گھر پہنچ کر غلام کے ذریعے بربط کی قیمت اور حلوہ بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا: کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور چونکہ میری وجہ سے تمہارا بربط ٹوٹ گیا تھا۔ جس سے تمہارا دل رنجیدہ ہوا ہے، اس لیے حلوہ کھا لو تاکہ تمہارا صدمہ ختم ہو جائے۔ وہ نوجوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس حسن سلوک سے ایسا متاثر ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گیا۔[2]

۞۞۞

---

(1)... المرجع السابق، ص:71

(2)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:83

ایک دن میں سال کا سفر طے کر لیا

حضرتِ سیّدُنا جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں:"میں اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کا تذکرہ کر رہے تھے تو حضرتِ سیّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا کہ"ایک دفعہ میں بیت المقدس میں ایک چٹان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس سال حج کی سعادت نہ ملنے پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ حج میں صرف دس دن باقی رہ گئے تھے، جب میں نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگوں کا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف ہے اور دن بھی بہت تھوڑے ہیں جبکہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ پس میں پیچھے رہ جانے پر رونے لگا۔ اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:" اے سَرِّی سَقَطِی! مت رو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے لوگوں کو تمہارے لئے مقرّر کر دیا ہے جو تمہیں مقامِ حج تک پہنچادیں گے۔" میں نے سوچا:"یہ کیسے ہو گا حالانکہ میں بیت المقدّس میں ہوں اور دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔"تو اس غیبی آواز نے کہا:"غمگین نہ ہو، اللہ عزّوَجَلَّ تم پر مشکل کا م کو آسان فرمادے گا۔"میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور اس غیبی آواز کی سچائی جاننے کے لئے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے سے چار نوجوان داخل ہوئے (ان کے چہرے اتنے نورانی تھے) گویا سورج ان کے چہروں سے طلوع ہو رہا تھا اور نور ان کی پیشانیوں سے چمک رہا تھا۔ ان میں ایک بارُعب اور باجلال نوجوان آگے بڑھا اور باقی اس کے پیچھے ہو گئے، ان سب نے بالوں کا لباس اور پاؤں میں کھجور کے پتوں کے جوتے پہنے ہوئے تھے، وہ چٹان کے

قریب ہوئے اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی توان کے انوار سے مسجد بھر گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ جاکر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: "اے رب عَزَّوَجَلَّ! شاید یہ وہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے تو مجھ پر رحم فرمائے گا اور جن کی صحبت مجھے عنایت کریگا۔"

وہ گنبد میں داخل ہوئے نوجوان ان کے آگے آگے تھا اور وہ اس کے پیچھے تھے، ہر ایک نے دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ نوجوان اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرنے لگا، میں اس کی مناجات سننے کی خاطر اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے گریہ و زاری کی اور تکبیر کہی اور ایسی نماز پڑھی جس نے میرا دل اور دماغ سلب کر لیا، جب وہ فارغ ہوا تو بیٹھ گیا، باقی تین اس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں نے ان کے قریب جاکر سلام پیش کیا، نوجوان نے کہا: "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ،، اے سَرِّی سَقَطِی! اے وہ شخص جسے آج غیبی آواز کے ذریعے خوشخبری دی گئی کہ اس کا حج اس سال فوت نہیں ہو گا۔" اس کی یہ بات سن کر میں بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گیا، میرا دل خوشی سے بھر گیا، میں نے عرض کی: "اے میرے آقا! جی ہاں! آپ کی آمد سے کچھ دیر پہلے مجھے غیب سے بتایا گیا ہے۔" تو اس نے کہا: "اے سَرِّی سَقَطِی! آپ کو ہاتفِ غیبی کے آواز دینے سے ایک لمحہ پہلے ہم خراسان شہر سے بغداد کی طرف جارہے تھے، وہاں ہم نے اپنی ضروریات پوری کیں اور بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ ہوا پھر خواہش ہوئی کہ شام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کر لیں۔ پھر مکہ مکرمہ حاضری دیں گے، ہم مزارات کی زیارت کرنے کے بعد اب یہاں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔" میں نے عرض کی: "اے میرے سردار! آپ خراسان میں کیا کر رہے تھے؟" اس نوجوان نے بتایا: "ہم اپنے دینی بھائیوں حضرتِ سیدنا

ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور حضرتِ سیدنا معروف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کے ساتھ اکٹھے بیت الحرام کے ارادے سے بغداد آئے، میں بیت المقدس کی زیارت کرنے آ گیا اور وہ دونوں دیہات کے راستے سے چلے گئے۔" میں نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، خراسان سے بیت المقدس تک ایک سال کی مسافت ہے۔" اس نے کہا: "اگرچہ ایک ہزار سال کی مسافت ہو، بندہ اس کا ہو، زمین بھی اس کی ہو، آسمان بھی اس کا ہو، زیارت بھی اس کے گھر کی ہو اور ارادہ بھی اسی کی بارگاہ میں حاضری کا ہو تو پھر پہنچانا اور قوت وقدرت مہیا کرنا بھی اسی کے ذمۂ کَرَم پر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سورج کیسے مشرق سے مغرب تک کا سفر ایک دن میں طے کر لیتا ہے؟ کیا وہ اپنی قوت سے اتنی مسافت طے کرتا ہے یا قادر عَزَّوَجَلَّ کی قوت وارادے سے؟ جب ایک بے جان جامد سورج جس پر نہ حساب ہے، نہ عذاب، ایک دن میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں کہ اس کا ایک بندہ ایک دن میں خراسان سے بیت المقدس پہنچ جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی قدرت و قوت کا مالک ہے، اور خلافِ عادت کام اسی سے صادر ہوتا ہے جو اس کا محبوب اور مختار ہو، اے سَرِّی سَقَطِی! دنیا وآخرت کی عزت اختیار کر اور دنیا و آخرت کی ذلت تک پہنچنے سے بچ۔"

میں نے عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! دنیا وآخرت کی عزت کی طرف میری رہنمائی فرما دیجئے؟" تو اس نے کہا: "جو بغیر مال کے امیری، بغیر سیکھے علم، بغیر خاندان کے عزت چاہتا ہو تو اسے چاہے کہ اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، اس کی طرف مائل نہ ہو، اور نہ اس سے مطمئن ہو، اس لئے کہ دنیا کی صفائی میں میل کی ملاوٹ، اور اس کے میٹھے پن میں کڑواہٹ ہے۔" میں نے پھر عرض کی: "اے

میرے سردار! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنے انوار کے ساتھ خاص کیا اور اپنے اسرار سے آگاہ فرمایا! اب کہاں کا ارادہ ہے؟" اس نے بتایا: "اب حجِ بیتُ اللہ اور سید الانام صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزارِ پُر اَنوار کی زیارت مقصود ہے۔" میں نے عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا کیونکہ آپ سے جدا ہونا، روح کے جسم سے جدا ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔" اس نے بِسْمِ اللہ شریف پڑھی اور میں بھی ان کے ہمراہ بیت المقدَّس سے بستی کی طرف چل پڑا، ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اس نے کہا: "اے سَرّی سَقَطِی! ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو کیا نماز نہ پڑھ لیں؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں۔" میں نے مِٹّی سے تیمم کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: "یہاں پانی کا ایک چشمہ ہے۔" پھر وہ راستے سے کچھ ہٹا اور ایسے چشمے پر لے گیا جس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے وضو کیا اور پانی پی کر کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس راستے سے کئی مرتبہ گزرا لیکن پانی کا چشمہ یہاں کبھی نہیں پایا۔"

اس نے کہا: "سب تعریفیں اللہ عزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا۔ ہم نے نمازِ ظہر ادا کی، پھر عصر تک چلتے رہے۔ پھر اچانک حجاز کے پہاڑ اور دیواریں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئے، میں نے کہا: "یہ تو حجازِ مقدس کی زمین ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: "آپ مکہ مکرمہ میں پہنچ چکے ہیں۔" میں گریہ وزاری کرنے لگا، پھر اس نے مجھ سے پوچھا: "اے سَرّی سَقَطِی! کیا تم ہمارے ساتھ داخل ہو گے؟" میں نے کہا۔ "جی ہاں۔" جب ہم بابُ النَّدْوَۃ سے داخل ہوئے تو میں نے دو شخص دیکھے، ان میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو مسکرائے اور کھڑے ہو کر معانقہ کیا، اور کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی السَّلَامَۃِ۔" میں نے اپنے رفیق

نوجوان سے پوچھا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ کون ہیں؟" اس نے جواب دیا: "عمر رسیدہ بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور جوان حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الجلی ہیں۔" پھر ہم نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، ہم سب اپنی طاقت کے مطابق نماز کے لئے کھڑے ہوئے، میں ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ حالتِ سجدہ میں مجھے نیند آگئی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں غمزدہ شخص کی طرح تنہا رہ گیا، ان کو مسجدِ حرام، مکہ مکرمہ اور مِنٰی شریف میں بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملے۔ میں ان سے بچھڑنے کی وجہ سے روتا ہوا واپس آگیا۔[1]

❖❖❖

بادشاہ کے بیٹے کی توبہ

ایک دفعہ حضرت سیدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ محل نما عمارت دیکھی، جس کی دیواریں نقش و نگار سے مزین تھیں اور اس کے اندر خدّام و حشم کا ایک ہجوم تھا، جو اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھا۔ اس میں بے شمار خیمے بھی لگے ہوئے تھے اور محل کے دروازے پر دربان بلکل اس طرح سے بیٹھے ہوئے تھے، جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس محل نما عمارت کے منقش دیوان خانے میں سوان چاندی کا جڑا ہوا تخت رکھا ہوا تھا۔

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:72

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا، تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا اس وقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے، لیکن اسے بھی موت تو آنی ہے۔ جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا، جو کچھ اس کے پاس کل تک تھا وہ اگلے دن تک نہیں رہے گا۔ لہذا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے اور اس کے پاس جا کر حق بات کی نصیحت کرنی چاہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ میں موقع کی تلاش میں رہا، جونہی دربان ذرا مشغول ہوئے میں آنکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اُس نوجوان نے کسی عورت کو پکارا: اے نسواں! اُس کے بلانے پر ایک کنیز حاضر ہو گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے اچانک دن چڑھ آیا ہو۔ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کنیزیں تھیں، جن کے ہاتھوں میں خوشبو دار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس مشروب کے ساتھ اس نوجوان کے دوستوں کی خدمت کی گئی۔ مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام احباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔ جب وہ دروازے تک پہنچے، تو انہوں نے مجھ دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے اس سے خوف زدہ ہونے کی بجائے پوچھا: کہ یہ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔ میں یہ سن کر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا کر رک گیا۔ جب بادشاہ کے بیٹے نے مجھ جیسے فقیر کو بلکل اپنے سامنے کھڑا پایا، تو سخت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ارے پاگل تو کون ہے؟ اور تجھے کس نے اندر داخل ہونے دیا؟ اور تو میری اجازت کے بغیر کیسے آیا؟

میں نے کہا: اے شہزادے! ذرا ٹھہر جایئے اور میری لاعلمی کو اپنے حلم اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کیجئے۔ میں ایک طبیب ہوں، میرا اتنا کہنے سے اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا: ٹھیک ہے ذرا ہمیں بھی بتایئے: آپ کیسے طبیب ہیں؟ اس نے کہا: اپنا علاج بیان کرو۔ میں نے کہا: اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور لہو ولعب میں مصروف ہے۔ جبکہ تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا، اس کے دردناک عذاب کا تجھے کوئی ڈر نہیں؟ تجھے اس دن کا کوئی لحاظ نہیں، جس دن تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں گئے۔

یاد کر اس اندھیری رات کو جو یوم قیامت کے بعد آنے والی ہے اور جہنم کی وہ آگ جو غصے کی وجہ سے پھٹنے والی ہے اور جو غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہے۔ سب لوگ اس کے خوف سے حواس باختہ ہوہ جاتے ہیں، عقل مند آدمی کو دنیا کی فانی نعمتوں، چھن جانے والی حکومتوں اور عورتوں کے ان خوبصورت بدنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے، جو مرنے کے بعد صرف تین دن میں خون پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ عقل مند آدمی تو جنت کی ان عورتوں (یعنی حوروں) کا طالب ہوتا ہے، جن کا خمیر کستوری عنبر اور کافور سے اٹھایا گیا ہے، جو اتنی حسین و جمیل ہیں کہ آج تک کسی نے ان جیسی حسین و جمیل عورت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

﴿فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبٰنِ ﴿ۚ﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿ۚ﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جنّ نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔

لہٰذا دانا وہی ہے جو جنت کی نعمتوں کی خواہش رکھے اور عذاب جہنم سے بچنے کی کوشش کرے۔ میری یہ باتیں سن کر بادشاہ کے بیٹے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا: اے طبیب! تو نے کسی اسلحے کے بغیر ہی مجھے قتل کر ڈالا ہے۔ مجھے بتاؤ کیا ہمارا رب اپنے نافرمان بھگوڑے بندوں کو قبول کر لیتا ہے، کیا وہ مجھ جیسے گنہگار کی توبہ قبول فرمائے گا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، وہ بڑا غفور ورحیم اور کریم ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی قیمتی عباء چاک کر ڈالی اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند سالوں بعد جب میں حج کے لیے بیت اللہ شریف گیا، تو دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان طواف کعبہ میں مصروف ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی بادشاہ کا بیٹا ہوں، جس نے آپ کی باتیں سن کر توبہ کی تھی۔[1]

❖❖❖

ہنسنے والا مخلص نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ

---

(1)... چشتی، حکایات الصالحین، ص:72

سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر تھا اورآپ ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو بیان فرمارہے تھے۔سب لوگ رو رہے تھے مگر ایک نوجوان ہنس رہا تھا۔ حضرتِ سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس سے پوچھا: "اے نوجوان! تجھے کیا ہے؟ لوگ رورہے ہیں اور تم ہنس رہے ہو؟" تو اس نے جواب دیا:"لوگ یاتو جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں اور نجات کو ہی اپنا اجر سمجھتے ہیں یا جنت میں جانے کے لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ اس کے باغوں میں رہیں اور اس کی نہروں سے پئیں۔ لیکن میرا ٹھکانہ نہ تو جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ میں اپنی محبت کا بدلہ نہیں چاہتا۔" حضرتِ سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دوبارہ اس سے پوچھا:"اگر اس نے تمہیں دھتکار دیاتو کیا کروگے؟"تواس نے چند اشعار سنائے جن کا مفہوم یہ ہے: "جب میں نے محبت کے باوجود وصال حاصل نہ کیاتو دوزخ میں ٹھکانا بنالوں گا۔ پھر جب مجھے صبح وشام عذاب ہو گا تو میری چیخ وپکار سے اہلِ دوزخ بھی تنگ آجائیں گے۔جب میں وصالِ یار پانے کی کوئی راہ نہ پا سکا تو گنہگاروں کی ٹولیاں بھی مجھ پر گریہ وزاری کریں گی۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کر دے یاآزاد کر دے، مجھے تیری مرضی قبول ہے۔اگر میں اپنے دعوۂ محبت میں سچا ہوں تو محض اپنے کرم سے میری حالت کو تبدیل کر دے اور اگر میرا دعوۂ محبت جھوٹا ہے تو مجھے اس کی سزا میں طویل عذاب سے دوچار کر دے۔"جب وہ چپ ہوا تو ایک غیبی آواز آئی:"اے ذوالنون! مُخلصین کی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ وہ خوشحالی وتنگدستی میں بھی اس سے محبت کرتے، نعمتوں اور مصیبتوں پر بھی اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔"

نیک لوگ اس لئے سعادت مند ہو گئے کیونکہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو مقصود بنایا، جب انہوں نے اس مقصد میں رغبت اختیار کی تو انہیں اس تک پہنچنے سے بیوی بچوں کی محبت نہ روک سکی، انہوں نے اس راہ میں آنے والی مشقت کو شہد سے زیادہ میٹھا پایا، اُن کے لئے شہد بھی ان تکالیف جیسا میٹھا نہیں، وہ ہمیشہ اپنے محبوب کی محبت میں مصائب جَھیلتے رہے پھر بھی قرب کی طلب سے پیچھے نہ ہٹے، اور ان کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی شہر سے کوچ کرتے ہیں تو وہ شہر بھی اُن کے فراق میں آنسو بہاتا ہے۔[1]

❖❖❖

مسافر عثمان

حضرتِ سیِّدُنا عبد الصمد بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: "میں بغداد سے یمن سمندر کے راستے سفر کرتا تھا اور ہر سال حج کیا کرتا۔ ایک سال منیٰ و عرفہ کے درمیان راستے میں خوبصورت، صاف سُتھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کو دیکھا گویا اس کا چہرہ روشن چراغ تھا۔ وہ سَر کے نیچے پتھر رکھ کر ریت پر لیٹا ہوا موت سے لڑ رہا تھا یعنی مرنے کے قریب تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا اور پوچھا: "کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "ہاں! آپ میرے پاس کھڑے رہیں یہاں تک کہ میں سانس پورے کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے جاملوں۔"

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:142

میں نے عرض کی:"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" اس نے کہا:"جب میں مر جاؤں تو مجھے دفن کر دینا اور میرے کندھے سے یہ تھیلی لے لینا، جب آپ یمن میں مقامِ صنعاء پر پہنچیں تو "دارُالوزارۃ" کے متعلق پوچھنا۔ وہاں سے ایک بڑھیا اوراس کی بیٹیاں نکلیں گی، اُن کو یہ تھیلی دے کر کہنا کہ مسافر عثمان نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آیا تو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کر رہا تھا:

﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھااور رسولوں نے حق فرمایا۔[1]

پھر اس نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے کُوچ کر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور کفن پہنایا، اس کا چہرہ نور سے دَمک رہا تھا۔ میں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نمازِ جنازہ پڑھی اور اُسے دفن کر دیا۔ اس کے بعد تھیلی لی اور یمن پہنچ کر جب اس کے بتائے ہوئے گھر کے متعلق پوچھا تو ایک بوڑھی عورت اور اس کی بیٹیاں باہر آئیں، میں نے ان کو وہ تھیلی دی تو وہ اسے دیکھ کر رونے لگیں۔ بڑھیا بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب اُسے ہوش آیا تو مجھ سے پوچھنے لگی:"اس تھیلی کا مالک کہاں ہے؟" میں نے اس کے متعلق سب کچھ بتادیا تو وہ کہنے لگی:"اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ میرا بیٹا عثمان (علیہ رحمۃ الرحمن) تھا اور یہ اس کی بہنیں ہیں، اس نے اپنے گھر والوں، عزیزوں اور خادموں کو چھوڑا اور

(1)... یٰس: 52

چہرے پر نقاب کر کے نکل گیا، معلوم نہیں کہاں گیا۔ اللہ عزَّوَجَلَّ تمہیں میری اور میرے بیٹے کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔" پھر وہ رونے لگی۔[1]

❁❁❁

ایک بدمعاش کی توبہ

ایک بدمعاش نوجوان حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ تھا۔ لوگ اس کے ظلم سے بہت پریشان رہتے، ایک دن انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی شکایت کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے سمجھائیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان کے پاس گئے اور اسے نصیحت کی، لیکن اس نے گستاخی سے پیش آتے ہوئے کہا: میں حکومت کا آدمی ہوں کسی کو میرے کاموں میں دخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا۔ تو اس نے جواب دیا: وہ بہت ہی کریم ہے میرے خلاف کسی کی بات نہیں سنے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر وہ نہیں سنے گا، تو میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کروں گا، تو اس نے کہا: وہ تو بادشاہ سے بھی زیادہ کریم ہے۔

اس کا یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کے ظالمانہ افعال حد سے زیادہ ہوگئے، تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی اور پھر نصیحت کرنے جا پہنچے۔ لیکن اس مرتبہ غائب سے آواز آئی کہ

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:148

میرے دوست کو پریشان مت کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ آواز سن کر بہت حیرانی ہوئی اور اس نوجوان سے کہا: میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں، جو میں نے راستہ میں سنی ہے۔ اس نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہ خدا میں خیرات کرتا ہوں اور پوری دولت و سامان خیرات کرکے نہ معلوم سمت چلا گیا۔ جس کے بعد سوائے حضرت مالک بن دیار رحمۃ اللہ علیہ کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت ہی کمزور اور مرنے کے قریب تھا اور کہہ رہا تھا:

خدا نے مجھ کو اپنا دوست فرمایا ہے، اس پر اور اس کے احکام پر جان و دل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صرف عبادت الٰہی سے حاصل ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔ یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔[1]

❖❖❖

فرمانبردار بیٹے کی موت سے ماں بھی فوت ہو گئی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک سال میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ جب لوٹنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان جس کا جسم دبلا پتلا، رنگ زرد ،اونٹ کے قریب کھڑا غم کے سانس لیتے ہوئے کہہ رہا تھا: "کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو میرا پیغام اس بوڑھی عورت تک پہنچادے جس نے ساری زندگی میری تربیت

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:77

فرمائی، اب وہ مجھے دیکھنے کی مشتاق ہے؟" کیا تم میں سے کوئی شخص میرے احباب کو میرا پیغام پہنچا کر اجر وثواب لینا چاہتا ہے؟" پھر کہنے لگا: "میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں، جب تم عافیت کے ساتھ پہنچ جاؤ تو میرا خط فلاں بُڑھیا کو پہنچا دینا اور اسے میرے متعلق بتانا کہ ہم نے "عامری" کو عشق کی آگ میں جلتے ہوئے چھوڑا، وہ اپنا مقصود پا چکا ہے اور اگر وہ تم سے میری حالت کے متعلق پوچھے تو ان سے کہنا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا۔" وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا ترس آیا میں نے اس سے خط لے لیا اور پوچھا: "آپ کو اپنی والدہ کے پاس جانے میں کیا رکاوٹ ہے؟" تو اس نے کہا: "اے میرے محترم! جب تقدیر ساتھ نہ دے تو مخلوق کیا کرے۔ میں اس امید پر نکلا تھا کہ لوٹ آؤں گا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ کب لوٹوں گا۔ اگرچہ میں نے اپنے محبوب کو پا کر اپنی اجنبیت میں سرور حاصل کیا لیکن میں آنے والے اس کل کی اُمید باندھے ہوئے ہوں جب ہم پھر ملیں گے جس طرح جدا ہوئے تھے۔"

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو ایک زور دار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ قافلے والے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو کہنے لگا: "ہائے افسوس! جس موت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے، قبر قریب ہے اور دار البقاء کی طرف کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔" پھر اس نے دوبارہ ایک زور دار چیخ ماری اور اور اس کی روح خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ پھر بصرہ کی جانب رُخ کیا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ دُور سے آنے والوں کے

استقبال اور اپنے دوستوں کو سلامتی کی مبارکباد دینے کے لئے نکل آئے۔

سب لوگوں سے پیچھے ایک بڑھیا آرہی تھی جس کی نظر کمزور تھی، اس کا دل ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول تھا، وہ چلتے ہوئے کانپ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: "کیا اس کے آنے کا وقت نہیں آیا جس کا میں انتظار کر رہی ہوں یا قافلے میں کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے متعلق بتائے؟" پھر اس نے نِدا دی: "اے قافلے والو! تم میں کوئی میرے بیٹے کا خط لانے والا ہے جس میں اس کی خیر خبر ہو؟" پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

"وطن سے دُور جانے والا ہر شخص آخر واپس آتا ہے لیکن میرا بیٹا دور جانے والوں کے ساتھ ابھی تک نہ آیا۔ بہت زیادہ رونے سے میری آنکھیں چلی گئیں اور اس کی جدائی کے غم میں میرے دل کی آگ تیز ہوگئی۔ میں تو اس کی واپسی اور ملاقات کی تمنا کر رہی تھی لیکن لگتا ہے کہ میری اُمید بہت دور ہے۔"

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا: "اے کمزور اور غمگین بڑھیا! میرے پاس اس نوجوان کا خط ہے، وہ دُوری کا شکوہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس شہر میں اس کے گھر والے ہیں، وہ اپنی والدہ کے دیدار کا بَہُت مشتاق تھا جو اس سے کافی محبت و مودّت رکھتی ہے۔" اس وقت اس بوڑھی خاتون نے ایک چیخ ماری اور کہنے لگی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ میرے ہی مسافر بیٹے کی صفت ہے۔" اس نے مجھ سے خط لیا تاکہ اپنے شکستہ دل کو جوڑے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ مجھ سے خط لے کر چومنے لگی اور اپنے دل اور آنکھوں پر رکھ کر پوچھا: "اے میرے پردیسی بیٹے کے قاصد! میرے محبوب بیٹے کا کیا ہوا؟" میں نے اسے بتایا کہ "وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے

جاملاہے۔"جب اس نے سنا کہ اس کا بیٹا تنہا راہِ حق کا مسافر ہو گیا ہے تو بہت زیادہ روئی پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگی:

"اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دنیا میں زندہ رہنا اس لئے پسند تھا کہ اپنے بیٹے سے ملاقات کی امید تھی لیکن اب مجھے دنیا میں رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔" پھر اس نے ایک زَوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گئی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کا ارادہ کیا تو کوئی کہنے والا جس کی صورت نظر نہ آئی کہہ رہا تھا:"اے شخص! ٹھہر جا، اس کا معاملہ تیرے ذمہ نہیں۔"[1]

اللہ والوں کے اعمال

حضرت سیّدُنا ابو اشہل سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"میں نے مکہ مکرّمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا و تکریمًا سے چند میل کے فاصلے پر ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ قافلہ سے بچھڑ گیا تھا۔ میں اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہا۔ اس نے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ کہتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا:"معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ گئے ہیں، کیا آپ کا کوئی رفیق ہے جو آپ کو ان سے ملانے میں مدد کرے؟"تو وہ رو دیا اور کہنے لگا:"ہاں ہے۔"

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:171

میں نے پوچھا: "کہاں ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "وہ میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں موجود ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ یہ عارف ہے۔ "پھر میں نے اس سے پوچھا: "کیا آپ کے پاس کوئی توشہ ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "ہاں ہے۔" میں نے پوچھا: "کہاں ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "میرے دل میں میرے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص ہے۔" میں نے کہا: "کیا میں آپ کا رفیق بن سکتا ہوں؟" تو اس نے کہا: "رفیق اللہ عزَّوَجَلَّ سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ عزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے۔" پھر میں نے اس سے پوچھا: "آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟

تو اس نے جواب دیا: "وہ خدا جس نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکی میں اور بچپن میں غذا دی وہی جوانی میں میرے رزق کا کفیل ہے، جب مجھے کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے تو کھانا میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔" میں نے عرض کی: "کیا آپ کو کسی قسم کی حاجت ہے؟" تو اس نے جواب میں کہا: "میری حاجت یہ ہے کہ آج کے بعد آپ مجھے سلام نہ کریں۔" میں نے عرض کی: "میرے لئے دعا فرمائیں۔" تو وہ مجھے دعا دینے لگا کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر گناہ سے محفوظ فرمائے اور اپنا قرب بخشنے والے اعمال میں مشغول فرمادے۔" پھر میں نے اس سے پوچھا: "آج کے بعد کہاں ملاقات ہو گی؟" جواب ملا: "آج کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہو گی، اگر آپ مقرَّبین میں سے ہیں تو مجھے کل بروزِ قیامت مقرَّبین کے مراتب میں تلاش کرنا۔" پھر وہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا، اس کے اچانک نظروں سے اوجھل ہو جانے پر میں

عرصۂ دراز تک افسوس کرتا رہا۔"[1]

۞۞۞

فقرا کو مال و زر کی ضرورت نہیں

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ایک بچے نے حاضر ہو کر عرض کی: حضور مجھے بطور ورثہ ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے ہیں اور میری تمنا یہ ہے کہ سب آپ ہی کی ذات گرامی پر صرف کر دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حد بلوغ تک پہنچنے سے قبل تمہارے لیے ان کا خرچ کرنا ناجائز ہے اور جب وہ بچہ جوان ہوا تو پوری جائید ا فقرا میں تقسیم کر کے آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گیا۔

پھر یہی جوان ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس کو پتا چلا کہ آج کل آپ ضرورت مند ہیں تو اس نے اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا: کاش میری پاس آج دولت ہوتی جسے میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نیت کو بھانپ کر یقین کر لیا کہ ابھی یہ مفہوم فقر سے آشنا نہیں۔ چنانچہ اس نوجوان سے فرمایا: کہ فلاں دواخانہ سے یہ دوا لا کر گھس لو اور روغن میں ملا کر تین قرص تیار کرو اور ان میں سوئی سے سوراخ کر کے میرے پاس لے آؤ۔

جب وہ نوجوان تین گولیاں بنا کر لے آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی جوہری کے پاس لے جا کر قیمت معلوم کرو۔ چنانچہ جوہری نے ایک ہزار دینار قیمت

---

(1)...المرجع السابق، ص:176

لگائی۔ پھر اس نوجوان نے آکر پورا واقعہ بیان کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اسے پانی میں گھول دو اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ فقرا کو مال وزر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سن کر نوجوان ہمیشہ کے لیے دنیا سے علیحدہ ہو گیا۔[1]

۞۞۞

امتحان میں کامیاب ہونے والا نوجوان

حضرت سیّدُنا عِکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا جو اپنا مال بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتا تھا، وہ اپنی بیوی اور ایک بیٹے کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی بیوی نے دل میں کہا: "میں اپنے شوہر کے چھوڑے ہوئے مال کے لئے اس سے افضل جگہ نہیں پاتی جہاں وہ خرچ کیا کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے تمام مال صدقہ کر دیا سوائے دو سو درہموں کے جو اس نے اپنے بیٹے کے لئے جمع کر رکھے تھے۔ جب بچہ بڑا ہوا تو اس نے پوچھا: "اے میری ماں! میرا باپ کون تھا؟" اس نے جواب دیا: "تیرا باپ بنی اسرائیل کے معزّزین میں سے تھا۔" بیٹے نے پھر پوچھا: "کیا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟" ماں نے جواب دیا: "کیوں نہیں، لیکن وہ ہمیشہ بھلائی کے راستے میں خرچ کرتا تھا تو میں نے بھی اسی راستے میں خرچ کر ڈالا۔

بیٹے نے پوچھا: "آپ نے میرے حصے کا سارا مال کیوں صدقہ کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ بچایا؟" اس کی ماں نے کہا: "تمہارے حصے کے دو سو درہم باقی ہیں۔" "تو لڑکے

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:91

نے عرض کی: "لائیں، میرا مال مجھے دیں تا کہ اس کے ذریعے میں اللہ عزَّوَجَلَّ کا فضل تلاش کروں۔" چنانچہ، وہ اپنی ماں سے درہم لے کر گھر سے نکل کھڑا ہوا، چلتے چلتے ایک برہنہ مردے کے پاس سے گزرا جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ مال خرچ کرنے کی اس سے افضل جگہ کوئی نہیں۔ اس کے لئے ایک سو اسی (180) درہم کا کفن خرید کر اس کے کفن دفن کا اہتمام کیا اور قبر پر مٹی ڈالی اور بقیہ بیس درہم لے کر روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" لڑکے نے جواب دیا: "اللہ عزَّوَجَلَّ کا فضل تلاش کرنے نکلا ہوں۔" اس نے کہا: "اگر میں ایسی چیز کی طرف تیری رہنمائی کروں جس سے تو اللہ عزَّوَجَلَّ کا فضل پائے تو اُس میں سے نصف میرا ہو گا۔" لڑکا رضامند ہو گیا۔ تو اس شخص نے کہا: "اس شہر کی طرف چلے جاؤ ،وہاں تم ایک عورت کو پاؤ گے جس کے پاس ایک بِلّی ہو گی، وہ اسے فروخت کر رہی ہو گی، تم اس سے بیس درہم میں خرید کر ذبح کر دینا اور آگ میں جلا دینا۔ پھر اس کی راکھ جمع کر کے دوسرے شہر کی طرف روانہ ہو جانا، وہاں کے بادشاہ کی بصارت زائل ہو چکی ہے۔ تم بطورِ سُرمہ اُس کی آنکھوں میں راکھ لگانا اس کی بینائی لوٹ آئے گی، وہ لڑکا گیا اور بِلّی کی راکھ لے کر جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے کہا: "اس کو اس وادی میں لے جاؤ جس میں سرمہ لگانے والے ہیں، پھر اس کو بتانا کہ اگر اس نے مجھے ٹھیک کر دیا تو منہ مانگا انعام پائے گا اور ٹھیک نہ کر سکا تو میں اسے قتل کر دوں گا، پھر اگر وہ چاہے تو علاج کے لئے آگے بڑھے اور چاہے تو وہیں سے لوٹ آئے۔

"جب لڑکا وادی میں گیا تو وہاں سرمہ لگانے والوں کی لاشیں دیکھیں، پھر بھی اس نے کہا: "میں سرمہ لگاؤں گا۔ چنانچہ، اس نے سرمہ لگایا تو بادشاہ کہنے لگا: "گویا مجھے کچھ

کچھ نظر آرہا ہے، پھر دوسری مرتبہ لگایا تو بادشاہ نے کہا: "اب میں کچھ دیکھ رہا ہوں۔" پھر جب تیسری مرتبہ سرمہ لگایا تو اس کی بینائی مکمل طور پر لوٹ آئی۔ بادشاہ نے کہا: "میں تجھ پر اس سے بڑھ کر احسان نہیں کر سکتا کہ تیری شادی اپنی بیٹی سے کر دوں۔ پھر بادشاہ نے اس کی حاجت پوچھ کر اپنا سب سے پسندیدہ مال اسے دے دیا، وہ لڑکا اُس کے پاس کچھ عرصہ رہا۔ پھر اسے اپنی ماں کی یاد ستائی تو اس نے بادشاہ سے جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے کہا: "ٹھیک ہے، اپنے ساتھ اپنی بیوی اور مال کو بھی لے جاؤ۔" واپسی میں وہ لڑکا اسی شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا: "کیا مجھے پہچانتے ہو؟" لڑکے نے نفی میں جواب دیا تو اُس نے کہا: "میں وہی ہوں جس نے تجھے فلاں فلاں بات بتائی تھی۔

پھر وہ لڑکا سواری سے اُتر آیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ شخص کہنے لگا: "میرے حصے کی ایک چیز ابھی باقی ہے۔" لڑکے نے پوچھا: "وہ کیا؟" تَو وہ بولا: "تیری بیوی، میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کر۔" اس لڑکے نے کہا: "پھر ہم اس کی تقسیم کیسے کریں؟" اس شخص نے کہا: "اس کو آرے سے چیر دو۔" لڑکے نے حامی بھر لی کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔" جب اس نے آرا اپنی بیوی کے سر پر رکھا تو وہ شخص کہنے لگا: "رُک جاؤ بے شک مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی طرح تیری حفاظت فرمائے جیسے تُو نے اس سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیا۔" پھر اس شخص نے لڑکے کا سارا مال اُسے واپس کر دیا۔[1]

---

(1)... حريفيش، الروض الفائق، ص:236

واصل باللہ نوجوان

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عراق کے ایک شہر میں ایسا نصیحت بھرا بیان کیا کہ جس سے پتھر دل بھی پگھل جاتے اور جگر پاش پاش ہو جاتے، لیکن میری اس محفل میں کسی نے آنسو کا ایک قطرہ تک نہ بہایا، اور ایسی بات نہیں تھی کہ میری تقریر ان کے کانوں کے راستے دلوں میں نہ اُتر رہی ہو۔ میری گفتگو کی سحر انگیزی نے دلوں کو دم بخود کر رکھا تھا، اور لوگوں کی ارواح جلوۂ محبوب میں کھوئی ہوئی تھیں، اچانک میں نے صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان دیکھا، اس نے کھڑے ہو کر چیخ ماری، پھر گھبرا کر بیٹھ گیا، لیکن اس کی اس چیخ سے میرے بیان میں خلل آگیا۔

میں اپنے منبر سے نیچے اُتر آیا، اور اس کے مدہوشی سے افاقہ پانے تک انتظار کرتا رہا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا: "اے میرے محترم! آپ کے وجدان کے گھوڑے کہاں تک رسائی پا چکے ہیں (یعنی آپ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی کس منزل تک پہنچ چکے ہیں)؟" تو اس نے جواب دیا: "میرے وجد و سرور کے گھوڑوں نے اپنا مقصود پا لیا۔" میں نے پوچھا: "آپ کو وصالِ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی یہ دولت کیسے نصیب ہوئی؟" تو اس نے جواب دیا: "طویل مشقت و تھکاوٹ کے بعد میں نے اس راحت و وصال کو پایا۔

میں نے پوچھا: "کس شرط پر آپ نے اپنا مقصود پایا؟" جواب ملا: "مجھے اپنے مقصود کی انتہائی طلب کی وجہ سے کامیابی ملی۔" میں نے پوچھا: "کیا آپ کا گزر بارگاہِ

قرب سے بھی ہوا؟"جواب ملا:"ہاں، وہی میرے حصولِ فیض کی جگہ ہے۔"میں نے پوچھا:"کیا آپ نے صاحبِ وقار مَردوں کا مشاہدہ کرلیا اوران کے قرب میں آپ کی جھجک ختم ہوگئی؟"جواب ملا:"اے ابن عمار! بغیر ہچکچائے آگے بڑھنا ہی میرا طریقہ ہے؟"میں نے پوچھا:"پھر آپ کس وسیلے سے بارگاہِ قرب تک پہنچے؟"جواب ملا: میں درِ رحمت پر کھڑا رہا اور اس کے آداب کو ہر لمحہ ملحوظِ خاطر رکھا۔ جب اللہ ربُّ العالمین عَزَّوَجَلَّ نے میرے انتہائی شوق کو ملاحظہ فرمایا تو مجھ پر کَرَم کے بادل برساتے ہوئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے، اور سارے حجابات اٹھا دیئے اور مجھے ندا دی: "تمام حجابات اُٹھے ہوئے ہیں، لہٰذا تم میرے دِیدار سے کیف وسرور حاصل کرلو۔"[1]

حضرت عبد اللہ بن مبارک اور بڑھیا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ایک دفعہ میں نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سفر اختیار کیا۔ لیکن راستے میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ صرف چار یوم باقی رہ گئے۔ لہٰذا مجھے سخت ڈمہ ہوا کہ اس سال میں حج کی سعادت حاصل کرنے سے محروم ہوں اور میں اس سوچ وبچار میں تھا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اتنے میں ایک بڑھیا آئی ور اس نے کہا: آپ میرے ساتھ چلیں، میں آپ کو مقام عرفات تک پہنچا دیتا ہوں۔

---

(1)... المرجع السابق، ص:265

چنانچہ میں چل پڑا اور جب راستے میں کوئی دریا آجاتا تو بڑھیا مجھے کہتی آنکھیں بند کر لو اور جب میں اس پر عمل کرتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں صرف کمر کمر تک پانیمیں چل رہا ہوں اور جب دریا عبور کر لیتا،، تو وہ کہتی آنکھیں کھول دو۔ غرض یہ کہ اس طرح اس نے مجھے عرفات تک پہنچا دیا اور فراغت حج کے بعد بڑھیا نے کہا: چلو میں تمہاری ملاقات اپنے بیٹے سے کروادوں۔

جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور نورانی صورت والا نوجوان بیٹھا ہوا ہے۔ اپنی ماں کو دیکھتے ہی قدموں میں گر کر کہنے لگا: مجھے معلوم ہو چکا ہے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ نے میری تجہیز و تکفین کے لیے بھیجا ہے۔ کیونکہ میری موت کا وقت بہت ہی قریب ہے یہکہتے ہی وہ فوت ہو گیا اور میں نے غسل دے کر (نماز جنازہ پڑھنے کے بعد) قبر میں اتار دیا۔ تو بڑھیا نے مجھے کہا: اب تم رخصت ہو جاؤ، کیونکہ میں اپنی باقی زندگی اپنے بیٹے کی قبر پر گزارنا چاہتی ہوں اور آئندہ سال جب تم آؤ گئے تو میں تمہیں نہ مل سکوں گی۔ لیکن میرے لیے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہنا۔[1]

۞۞۞

چٹان سے چشمہ بہہ نکلا

حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک سفر کے دوران مجھے سخت پیاس لگی تو میں پانی کی تلاش میں اپنے راستے سے ہٹ کر ایک وادی کی

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:123

جانب چل پڑا۔ اچانک میں نے ایک خوفناک آواز سنی، میں نے سوچا: شاید! یہ کوئی درندہ ہے جو میری طرف آرہا ہے۔ چنانچہ، میں بھاگنے ہی والا تھا کہ پہاڑوں سے کسی پکارنے والے نے مجھے پکار کر کہا: "اے انسان! ایسا کوئی معاملہ نہیں جس طرح تم سمجھ رہے ہو، یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی ہے جس نے شدّتِ حسرت سے ایک لمبی سانس لی تو اس کی آواز بلند ہوگئی۔"

جب میں اپنے راستے کی جانب واپس مڑا تو ایک نوجوان کو عبادت میں مشغول پایا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اپنی پیاس کا بتایا تو اس نے کہا: "اے مالک! اتنی بڑی سلطنت میں تجھے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔" پھر وہ چٹان کی طرف گیا اور پاؤں کی ٹھوکر مار کر کہا: "اس ذات کی قدرت سے ہمیں پانی سے سیراب کر جو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ فرمانے پر قادر ہے۔" اچانک چٹان سے پانی ایسے بہنے لگا جیسے چشمہ سے بہتا ہے۔ میں نے جی بھر کر پینے کے بعد عرض کی: "مجھے ایسی چیز کی نصیحت فرمایئے جس سے مجھے نفع ہوتا رہے۔" تو اس نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "تنہائی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول ہو جایئے، وہ آپ کو جنگلات میں پانی سے سیراب کر دے گا۔" اتنا کہہ کر وہ اپنے راستے پر چلا گیا۔[1]

۞۞۞

ولی اللہ کے ساتھ منفرد معاملہ

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:319

سیِّدُنامعروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو فرماتے سنا: "میں نے ایک بستی میں خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان دیکھا، اس نے زُلفیں رکھی ہوئی تھیں، سر پر اُونی چادر، جسم پر سُوتی کپڑے کی قمیص اور پاؤں میں لکڑی کا جوتا تھا۔ مجھے اس کو اس جگہ دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوئی۔ پھر میں نے اسے سلام کیا اور اس نے بھی سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: "کہاں سے آرہے ہو؟" کہنے لگا: "دمشق سے آرہا ہوں۔" میں نے پھر پوچھا: "وہاں سے کب چلے تھے؟" جواب دیا: "دوپہر کے وقت وہاں سے چلا تھا۔" مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کیونکہ دمشق اور اس بستی کے درمیان بہت زیادہ مسافت اور کئی منزلیں تھیں۔ بہرحال میں نے پھر پوچھا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "مکۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَکْرِیْماً جانے کا ارادہ ہے۔" میں سمجھ گیا کہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص لطف و کرم ہے۔ خیر میں نے اسے الوداع کہا اور وہ چلا گیا۔

تین سال کے بعد ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہی شخص تھا۔ میں نے سلام کرنے کے بعد کہا: "خوش آمدید! اور اسے اپنے گھر آنے کی اجازت دے دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ حسرت زدہ، پریشان اور غمگین ہو۔ میں نے پوچھا: "کیا ہوا؟" تو اس نے بتایا: "اے استاذِ محترم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مجھ پر خاص کرم ہے یہاں تک کہ پہلے اس نے مجھے مصیبت میں مبتلا کیا پھر اس سے نجات دی۔ وہ مجھ پر کبھی تو اپنے لطف و کرم کی بارش برساتا ہے اور کبھی خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کبھی بھوکا رکھتا ہے اور کبھی معزز بنا دیتا ہے۔ کاش! ایک مرتبہ وہ مجھے اپنے کسی خاص بندے کے بھیدوں پر آگاہ فرما دے پھر

میرے ساتھ جو چاہے کرے۔"

حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کے اس کلام سے مجھے رونا آ گیا۔ میں نے مزید پوچھا: "جب سے تم مجھ سے جدا ہوئے اس وقت سے تمہارے ساتھ کیا کیا معاملات پیش آئے ؟" اس نے کہا: "میں تو ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے۔" پھر وہ رونے لگا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: "بتاؤ تو سہی کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟" چنانچہ، اس نے بتانا شروع کیا: "آپ سے ملاقات کے بعد میں تیس (30) دن تک بھوکا رہا۔ ایک وادی میں پہنچا جہاں ککڑیاں کاشت کی ہوئی تھیں۔ میں پتوں کو توڑ کر کھانے بیٹھ گیا۔ مالک نے جب دیکھا تو مجھے پکڑ لیا اور میری پشت اور پیٹ پر مکّے مارتے ہوئے کہنے لگا: "اے چور! تیرے علاوہ میری ککڑیاں کسی نے نہیں توڑیں، میں کب سے تیری تاک میں تھا کہ تو آئے اور میں تجھے پکڑ لوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔

وہ ابھی مجھے مار ہی رہا تھا کہ ایک گھوڑے سوار بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا، اس کے سر پر کوڑا برسایا اور کہنے لگا: "تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک دوست کو چور کہہ رہے ہو اور اس کو مارتے اور ڈانٹتے ہو حالانکہ اس نے تو پتوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھائی۔" یہ سن کر وہ مالک میرے پاس آیا اور میرے ہاتھوں اور سر کو چومنے لگا۔ پھر مجھ سے معذرت کی اور اپنے گھر لے جا کر بہت عزت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ میرے لئے اپنی ککڑیاں فقراء و مساکین کو صدقہ کر دیں۔ پھر جب میں نے بتایا کہ میں حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوستوں میں سے ہوں تو اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کچھ بیان کرنے کو کہا۔ میں نے آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ اوصاف بیان کئے تو اس نے پہچان لیا۔

ابھی اس نوجوان کی گفتگو پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ لکڑیوں کے مالک نے دروازے پر دستک دی اور ہمارے پاس آ گیا۔ وہ بہت خوشحال تھا۔ اور اپنا سارا مال فقراء پر صدقہ کر کے ایک سال اس نوجوان کی صحبت میں رہا۔ پھر وہ دونوں حج کے لئے روانہ ہوئے، حج و عمرہ کیا اور دونوں کا وہیں انتقال ہو گیا اور مکہ مکرمہ کے قبرستان "جنَّتُ المَعْلٰی" میں مدفون ہوئے۔[1]

۞۞۞

شکستہ حال نوجوان

حضرت سیدنا فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شکستہ حال نوجوان سے مسجد میں ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: میں ایک مسافر ہوں، کیونکہ مقیم لوگوں پر مسافر کا حق ہوتا ہے۔ اس لیے میں یہ کہنے آیا ہوں کہ کل فلاں مقام پر میرا انتقال ہو جائے گا۔ لہذا آپ غسل دے کر انہیں بوسیدہ کپڑوں میں دفن کر دینا۔

چنانچہ جب اگلے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے تو اس نوجوان کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس کی وصیت پر عمل کر کے قبرستان سے واپس آنے لگے، تو اس کی قبر سے آواز آئی کہ اے فتح موصلی! اگر مجھے قرب خداوندی حاصل ہو گیا، تو میں آپ کو اس کا صلہ دوں گا۔ پھر کہا: کہ دنیا میں یوں زندگی

---

(1)... المرجع السابق، ص:351

بسر کرو کہ حیاتِ ابدی حاصل ہو جائے۔[1]

۞۞۞

عذاباتِ جہنم کا خوف

منقول ہے، "ایک دن حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے منبر پر تشریف لائے اور انہیں عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے ڈرانے اور گناہوں پر ڈانٹنے لگے۔ قریب تھا کہ لوگ شدّتِ اضطراب سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے۔ اس محفل میں ایک گنہگار نوجوان بھی موجود تھا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں اُترنے کے متعلق کافی پریشان تھا۔

جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتماع سے واپس گیا تو یوں لگتا تھا جیسے بیان اس کے دل پر بہت زیادہ اثر انداز ہو چکا ہو۔ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "اے میری امی جان! تم چاہتی تھی کہ میں شیطانی لہو و لعب اور خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی چھوڑ دوں لہٰذا آج سے میں اسے ترک کرتا ہوں۔" اور اس نے اپنی امی جان کو یہ بھی بتایا کہ میں حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار کے اجتماعِ پاک میں حاضر ہوا اور اپنے گناہوں پر بہت نادِم ہوا۔ چنانچہ، ماں نے کہا: "اے میرے بیٹے! تمام خوبیاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تجھے بڑے اچھے انداز سے اپنی بارگاہ کی طرف لوٹایا اور گناہوں کی بیماری سے شفا عطا فرمائی اور مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے تجھ پر رونے کے سبب تجھ پر ضرور

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:177

رحم فرمائے گا اور تجھے قبول فرما کر تجھ پر احسان فرمائے گا، پھر اس نے پوچھا: اے بیٹے! نصیحت بھرا بیان سنتے وقت تیرا کیا حال تھا؟" تو اس نے جواب میں چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

" میں نے توبہ کے لئے اپنا دامن پھیلا دیا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے مطیع وفرماں بردار بن گیا ہوں۔ جب بیان کرنے والے نے میرے دل کو اطاعتِ خداوندی کی طرف بلایا تو میرے دل کے تمام قفل (یعنی تالے) کھل گئے۔ اے میری امی جان! کیا میرا مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ میری گناہوں بھری زندگی کے باوجود مجھے قبول فرمالے گا۔ ہائے افسوس! اگر میرا مالک مجھے ناکام ونامراد واپس لوٹادے یا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روک دے تو میں ہلاک ہوجاؤں گا۔"

پھر وہ نوجوان دن کو روزے رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا یہاں تک کہ اس کا جسم لاغر وکمزور ہو گیا، گوشت جھڑ گیا، ہڈیاں خشک ہو گئیں اور رنگ زرد ہو گیا۔ ایک دن اس کی والدۂ محترمہ اس کے لئے پیالے میں ستو لے کر آئی اور اصرار کرتے ہوئے کہا: "میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ یہ پی لو، تمہارا جسم بہت مُشَقَّت اُٹھا چکا ہے۔" چنانچہ، ماں کی بات مانتے ہوئے جب اس نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو بے چینی و پریشانی سے رونے لگا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کو یاد کرنے لگا:

﴿يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ﴾

ترجمۂ کنز الایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اُتارنے کی امید نہ ہو گی۔[1]

---

(1)... ابراھیم:17

پھر اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا طائرِ روح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کر گیا۔[1]

۞۞۞

خوف الٰہی کا غلبہ

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ عظیم بزرگوں میں ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب جوان تھے تو کسی قبیلے کے سردار کی لڑکی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر عاشق ہو گئی۔ پھر اس نے کسی دن تنہائی میں ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خوف الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ وہ جگہ ہی چھوڑ کر کہیں اور بھاگ گئے۔

اسی رات خواب میں حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوئے کہ آپ علیہ السلام ایک تخت پر جلوہ افراز ہیں اور فرشتے آپ علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے قطار بنائے کھڑے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کھڑے ہو کر استقبال کیا اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا: جس وقت تمہارے اوپر لڑکی کی خواہش وصل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہوا تھا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تھا: اے یوسف (علیہ السلام)! تم نے تو زلیخا کے شر سے بچنے کی دعا کی تھی۔ مگر یہ وہ یوسف ہے جس نے ہمارے خوف سے سردار کی لڑکی کو ٹھکرا دیا اور آج اسی وجہ سے مجھے تم سے ملاقات کا حکم دیا ہے۔

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:363

پھر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دیتے ہوئے کہا: کہ آئندہ آگے چل کر تمہارا شمار عظیم بزرگوں میں ہو گا۔ لہذا تم اسم اعظم کی تعلیم (حاصل کرنے) کے لیے (بزرگوں کی) خدمت کرتے رہو۔[1]

۞۞۞

ایک نوجوان کو نصیحت

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن محمد بلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ساتھ بغداد کے کسی علاقے میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اچھے طریقے سے وضو نہ کر رہا تھا۔ تو اُسے ارشاد فرمایا: "اے لڑکے! اپنا وضو ٹھیک کر، اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا و آخرت میں تجھ پر احسان فرمائے گا۔" پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ نوجوان نے جلدی سے وضو مکمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملا۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا: "کیا کوئی کام ہے؟" عرض کی: "جی ہاں! مجھے بھی وہ علم سکھایئے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو سکھایا ہے۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جان لے! جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت پا لی وہ نجات پا گیا۔ جس نے اپنے دین کے معاملے میں خوف کیا وہ تباہی سے بچ گیا۔ جس نے دُنیا میں زُہد اختیار کیا تو کل (بروزِ قیامت) جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اس کا ثواب دیکھے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔"

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:182

(پھر فرمایا) "کیا تجھے کچھ مزید نہ بتاؤں؟" اس نے عرض کی: "جی ہاں! ضرور بتایئے۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "جس میں تین خوبیاں جمع ہو گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا:

(۱) جو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے۔

(۲) جو برائی سے منع کرے اور خود بھی اس سے باز رہے۔ اور

(۳) جو حدودِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت کرے۔" پھر ارشاد فرمایا: "کیا کچھ اور بھی بتاؤں؟" عرض کی: "کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔" تو ارشاد فرمایا: "دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا شوق رکھنے والا ہو جا اور اپنے ہر کام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سچ کا معاملہ کر نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پا جائے گا۔" پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے۔ بعد میں اس نوجوان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا: "یہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تھے۔"[1]

۞۞۞

جادو ناکام ہو گئے

حضرت سیدنا ابو حفص حدّاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے زبردست بزرگ تھے۔ عہدِ جوانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک کنیز سے عشق ہو گیا، تو اس کو حاصل کرنے کے لیے شہر نیشاپور میں ایک جادوگر کے پاس گئے اور اس سے اپنی حاجت کا ذکر کیا، تو اس جادوگر نے یہ شرط لگا دی کہ چالیس دن کی عبادت کو ترک کر کے

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:401

میرے پاس آنا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرط کو پورا کرتے ہوئے جب چالیس دن بغیر عبادت کے گزار کر اس کے پاس گئے۔ تو اس جادوگر نے طرح طرح کے جادو کرنے شروع کر دیئے۔

مگر جب اسے کامیابی نہ ہوئی تو اُس نے کہا: ضرور آپ نے ان چالیس یوم میں کوئی نیک عمل کیا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے نیک عمل تو کوئی نہیں کیا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ راستے میں پڑے ہوئے پتھر اٹھا کر اس نیت سے سائیڈ پر پھینک دیتا تھا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ یہ سن کر جادوگر نے کہا: کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ نے چالیس دن تک اس پروردگار کی عبادت ترک کر دی، جس نے آپ کی ایک معمولی سی نیکی کو اس قدر قبولیت عطا کی کہ میرے تمام جادو ناکام ہو گئے۔

حضرت سیدنا ابو حفص حدّاد رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو فوراً توبہ کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے۔[1]

ندامت ہو تو ایسی

بصرہ میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کا نام رضوان تھا۔ وہ اکثر کھیل کود اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتا، آوارہ گردی اور سرکشی میں مبتلا رہتا، رات بھر شراب کے نشے میں مست رہتا۔ اس پر بدبختی غالب تھی اور شیطان نے اسے گمراہ کر رکھا تھا۔ ایک دن جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا اور نافرمان دوست بھی اس کے ساتھ تھے کہ اس نے ایک فقیر دیکھا جو راستے پر چلتے چلتے چند اشعار گنگنا رہا تھا، جن کا مفہوم کچھ

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:163

یوں ہے:

"جب تو کسی دن اہلِ زمانہ سے تنہائی میں ہو تو یوں نہ کہہ کہ میں خلوت میں ہوں بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو لمحہ بھر بھی غافل نہ جان اور نہ یہ گمان کر کہ اس پر کوئی چھپی بات پوشیدہ ہے۔"

یہ نصیحت بھرا کلام سنتے ہی نوجوان رونے لگ گیا، اس نے فقیر کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ یہ اشعار دوبارہ پڑھے۔ فقیر نے دوبارہ پڑھے۔ نوجوان نے اسے اپنی مجلس میں آنے کا اصرار کیا۔ چنانچہ، وہ چلا آیا، نوجوان کہنے لگا: "یا سیّدی! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعثِ سعادت ہے، ہمیں آپ کی آواز اور نغمہ بھلا لگا۔ لہٰذا اپنے نغموں سے ہماری زندگی کو پاکیزہ کر دو۔" چنانچہ، فقیر نے چند اشعار پڑھنا شروع کر دیئے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رزق کھا کر بھی تُو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ جب تو اس کی مخلوق سے چُھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اے انسان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچ۔ تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔"

نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی: "یا سیّدی! کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟" اُس نے جواب دیا: "یہ رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کی گھڑی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے نیکی کے دروازے پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے! (لہٰذا تم بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سچی توبہ کر لو)۔" نوجوان نے پھر چیخ ماری، اس پر غشی طاری ہو گئی اور

زمین پر گر گیا۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کرنے لگا: "یاسیدی! کیا مجھ سے گذشتہ گناہوں کا مؤاخذہ ہو گا؟" فقیر نے کہا: "نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! خالص محبت کتنی عمدہ ہے! محبین کے لئے دوری کے بعد لذّتِ قرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہجر وفراق کی گھڑی کتنی شدید ہے! اے (اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے) عہدِ محبت کو بھولنے والے! تو نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے معاملہ کیا پھر غفلت کی میٹھی نیند سو گیا۔ تُو کس فضول کام میں مشغول ہے؟ اس سے تو نے کیا پایا؟ نہیں، بلکہ تُو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں پر کمربستہ ہو جا اور گذشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور درویشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

اس پر نوجوان کے آنسو بہہ پڑے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیب وزینت اُتار پھینکا۔ نوجوان نے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھلے بُرے افعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ وبُکا، گریہ وزاری اور حسرت وندامت سے پچھاڑیں کھاتے ہوئے فقیر کے پاس گزاری۔ جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آگئیں۔ چنانچہ، اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سَیلِ اَشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھا تو وہ دنیائے فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔[1]

۞۞۞

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:443

عاشقِ الٰہی

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں :"میں نے ایک کمزور، زرد رنگ اور دُبلی ٹانگوں والا نوجوان دیکھا جو زادِ راہ اور پانی کے بغیر سفر کر رہا تھا، نہ ہی اس نے جوتے پہن رکھے تھے۔ میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا:"کیا بات ہے میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟" تو وہ رونے لگ گیا۔ پھر اُس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"میرے دل میں جو موجود تھا اس سے میرا بدن پگھل گیا اور میرے بدن میں جو کچھ تھا اس سے میرا دل پگھل گیا۔ اب چاہو تو میری رسی کاٹ دو اور چاہو تو جوڑ دو۔ میری نظر میں تمہاری طرف سے ہر عمل اچھا ہے۔ لوگوں کا مجھے "دیوانہ" کہنا صحیح تو ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ میں کس کی محبت میں دیوانہ ہوں۔"

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں:" پھر میں نہ جان سکا کہ وہ نوجوان کہاں گیا۔"[1]

۞۞۞

دیدار شوق

ایک اصفہانی نوجوان کے دل میں حضرت سیدنا ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا، تو حاکم اصفہان نے اس نوجوان کو لالچ دیتے ہوئے کہا: اگر تم ان

(1)... المرجع السابق، ص:477

سے ملنے نہ جاؤ، تو میں تمہیں ایک ہزار دینار کا محل سامان سمیت اور ایک ہزار دینار کی کنیز زیورات کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن وہ نوجوان ان تمام چیزوں پر ایمانی ٹانگ مارے شوق دیدار میں ننگے پاؤں چل پڑا۔ اُدھر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ ایک میل تک زمین کو بالکل صاف وشفاف کر دو۔ کیونکہ ہمارا ایک عاشق ننگے پاؤں چلا آرہا ہے اور جب وہ نوجوان حاضر خدمت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کے لالچ اور اس کے ارادے کا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ جس کو سن کر نوجوان حیرت زدہ رہ گیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مرید کی شان یہ ہے کہ اگر سارے جہان کی نعمتیں بھی اس کے سامنے پیش کر دی جائیں، تو ان پر نگاہ نہ ڈالے۔[1]

۞۞۞

دل کی سیاہی کیسے دور ہو؟

حضرت سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بظاہر مجنون تھا مگر باطن محبت الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی دولت سے مالامال تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ نوجوان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عشق میں چُور ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے محبت کرنے والوں کو قرب سے نوازا لیکن مجھے دُور کر دیا، میرا گناہ کیا ہے ؟ان کو تو نے اپنا وصال عطا کیا اور مجھے ہجر و فراق سے دوچار کیا۔ ہائے، میری مصیبت! تو نے ان کو قیام کے لئے بیدار رکھا اور مجھے سلائے

---

(1)... عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:137

رکھا۔ ہائے، میری رسوائی! تو نے ان کو سحری کے وقت مناجات کی لذت عطا کی اور مجھے محروم رکھا ۔ہائے، میرا دکھ!" پھر اُس نے رونا شروع کردیا۔ حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میرے جسم کے پرسکون اعضاء پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میرا پوشیدہ عشق جوش مارنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا:"اے نوجوان! یہ رونا کیسا؟" تو وہ کہنے لگا:"اے ذوالنون! مجھے بتایئے کہ کپڑے کی میل تو پانی اور صابن سے دور ہو جاتی ہے لیکن دل کی سیاہی کیسے دُور ہو؟" میں نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! میں بھی اسی کی تلاش میں ہوں جس کی تلاش میں تو ہے۔" مجھے اس نوجوان کے واقعہ سے بڑی حیرانگی ہوئی۔"[1]

بھوک غائب ہو گئی

حضرت سیدنا عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے معلوم ہوا کہ مصر میں ایک نوجوان اور ایک بوڑھا شخص محو مراقبہ ہیں تو میں نے وہاں پہنچ کر انہیں سلام کیا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا، دوسری مرتبہ بھی محروم رہا، تو تیسری مرتبہ میں نے انہیں قسم دے کر کہا: کہ میرے سلام کا جواب دے دو۔ یہ سنا تو نوجوان نے سر اٹھا کر کہا: اے خفیف! دنیا بہت تھوڑی سی ہے، لہذا اس قلیل عرصہ میں کثیر حصہ حاصل کرو۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ تم دنیا سے بے فکر ہو، اسی لیے تو ہمیں سلام کرنے حاضر ہوئے ہو۔ یہ کہہ کر وہ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:498

اس کی تاثیر آمیز نصیحت سن کر میرے اوپر ایسا اثر پڑا کہ شدت بھوک کے باوجود میری تمام بھوک غائب ہوگئی۔ پھر انہیں دونوں کے ہمراہ میں نے نماز ظہر اور عصر ادا کی۔ اس کے بعد جب میں نے نوجوان سے مزید نصیحت کرنے کے لیے کہا: تو اس نے جواب دیا: ہم لوگ تو خود ہی گرفتار بلاہیں، جس کی وجہ سے ہماری زبان نصیحت کے قابل ہی نہیں۔ بلکہ ہماری تمنا تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی دوسرا نصیحت کرے۔ لیکن میرے شدید اصرار پر اس نے کہا: ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھو، جو تمہیں خدا کی یاد دلاتے رہیں اور زبانی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں عمل پر عامل بنادیں۔[1]

❖❖❖

ایک نوجوان کی مناجات

حضرتِ سیّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں ایک پہاڑ پر چل رہا تھا۔ اچانک مجھے کسی کے رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی میں اس آواز کے پیچھے چل پڑا۔ یہ آواز موٹے کپڑوں میں ملبوس ایک نوجوان کی تھی، جو زمین پر راکھ بچھاکر اس پر لَوٹ پَوٹ ہو کر یوں مناجات کر رہا تھا: "اے میرے معبود اور میرے مالک! تیری عزّت وجلال کی قسم! میں نے ہر گز تیری مخالفت کرتے ہوئے تیری نافرمانی نہ کی بلکہ اس وقت میں تجھ سے غافل تھا اور میں تیرے عذاب کو ہلکا بھی نہیں سمجھتا۔ میرے نفس کی سرکشی کے سبب شقاوت وبدبختی مجھ پر غالب آگئی۔ تو نے میرے گناہوں پر پردہ ڈالا تو میں دھوکے میں پڑ گیا اور اپنی جہالت اور بے وقوفی

---

(1)... عطار، تذکرۃ الالیاء، ص:149

کے سبب تیری نافرمانی کی۔ اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ جب تو اپنی رسی مجھ سے قطع کر دے گا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دور کر دے گا تو میں کس کی رسی تھاموں گا؟ ہائے افسوس! تیری بارگاہ میں کھڑا ہونا پڑے گا، ہائے ندامت! تیری بارگاہ میں پیشی ہو گی، میں نے کتنی بار توبہ کی لیکن پھر گناہوں کی طرف لوٹ آیا، کتنی بار عہد کیا پھر عہد توڑ دیا۔[1]

۞۞۞

شراب خانہ اور صدائے حق

حضرت سیّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار جو عراق کے مشہور مبلّغ تھے، فرماتے ہیں کہ "ایک رات عالَمِ خواب میں مَیں نے آسمان میں ایک کھلا ہوا دروازہ دیکھا، اس سے ایک انتہائی نورانی فرشتہ اُترا اور مجھ سے کہنے لگا: "اے ابن عمار! خدائے جبّار وقہّار، دن رات کا خالق عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام فرماتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ کل اپنا منبر شراب خانے میں رکھ کر وہیں دل سے نصیحت بھرا بیان کرنا کہ اس میں ہمارے بہت سے راز پوشیدہ ہیں اور ہم تمہیں اپنی عجیب نشانیاں دکھائیں گے۔" چنانچہ، میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اور سوچا کہ یہ عجیب معاملہ ہے، شاید! میرا وہم ہو۔ میں نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ" پڑھا۔

اور سوچنے لگا کہ صحیح احادیث نااہلوں کے سامنے کیسے بیان کی جائیں؟ اور شراب

---

(1)... حریفیش، الروض الفائق، ص:142

کے مٹکوں اور پیالوں کے درمیان کس طرح قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے؟ نصیحتوں اور آیاتِ مقدّسہ کو شرابیوں کے سامنے اور وہ بھی شراب خانے میں کیسے پیش کیا جائے؟ چنانچہ، میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دوبارہ سو گیا۔ وہی فرشتہ خواب میں دوبارہ نظر آیا اور کہنے لگا: "اے منصور! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے حکم سے آیا ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: تم اٹھو اور شراب خانے میں بیان کرو، تمہاری حفاظت ہمارے ذمۂ کرم پر ہے۔" چنانچہ، میں نیند سے بیدار ہوا، مجھے اس معاملے سے بڑا تعجب ہوا، سوچ وبچار کے بعد میں نے دل میں کہا: "منبر اٹھانے کے لئے کسی کو لاتا ہوں۔"

یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا: "کون؟" جواب آیا: "اے میرے محترم! میں منبر اٹھانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ چاہیں تو آپ کے لئے شراب خانے کے درمیان منبر رکھ دوں یا مٹکوں کے درمیان؟" میں نے پوچھا: "تجھ پر یہ راز کیسے منکشف (یعنی ظاہر) ہوا؟" اس نے بتایا: "یہ مجھ پر اُسی نے ظاہر کیا ہے جو کسی شئے کو "کُنۡ" (یعنی ہو جا) فرماتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے۔ حضور! جو فرشتہ آج رات آپ کے پاس آیا تھا، وہی آپ کے بعد میرے پاس بھی آیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے لئے شراب خانے میں منبر بِچھا دوں۔" میں نے کہا: "اے میرے دوست! اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔" جب صبح خوب روشن ہو گئی، تو میں نے حکم کی بجا آوری میں جلدی کی، میں نے دیکھا کہ تمام شرابی حلقہ بنائے انتظار میں بیٹھے ہیں، بہر حال میں منبر پر بیٹھ گیا اور کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر میں نے اپنا سر اُٹھایا اور نصیحت بھرا بیان شروع کر دیا:

"اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبوب

بندوں کے دلوں کو اپنے قرب کی لذت عطا فرمائی اور انہیں اپنے مئے خانۂ وصال میں داخل کیا اور اپنی شرابِ طہور سے سیراب کر کے اپنے غیر سے بے خبر کر دیا۔ اور محب اپنے محبوب کے علاوہ کسی شئے میں مشغول نہیں ہوتا۔ جب اس ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ نے ان پر تجلّی فرمائی تو جمالِ قدرت کے مشاہدے کے وقت ان کے ہوش اڑ گئے۔ اے خواہشات کی شراب میں بدمست ہونے والو! اگر تم محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مئے خانے میں داخل ہو جاؤاور شراب کے مٹکوں کے بجائے قرب کے گھڑوں کا مشاہدہ کرو، بخشنے والے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں صاحبِ وقار مَردوں کو دیکھو کہ ان پر خوشی و مسرت کے جام گردش کر رہے ہیں، خالص شرابِ طہور کے پیالوں نے ان کو دنیا کی شراب سے بے پرواہ کر دیا ہے، ان کے پیالے اُن کی خوشی و مسرت ہے۔ ان کی شراب ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے۔ ان کی خوشبو اُن کا قرآن ہے۔ ان کی شمع ان کی سماعت ہے۔ ان کے نغمے توبہ و استغفار ہیں۔ جب رات تاریک ہوتی ہے اور سب لوگ سو جاتے ہیں تو ربِ کائنات عَزَّوَجَلَّ ان پر تجلّی فرماتا اور پردے اُٹھا دیتا ہے، اور اس کے محبوب بندے ایسے جہاں کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس کا تصور کسی کی عقل میں ایا، نہ کسی کے ذہن میں اس کا خیال گزرا۔

اے عقل مندو! ذرا غور تو کرو کہ اخروٹ اور اس کے چِھلکے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا ہے، دلوں کی ٹہنیوں کو حرکت دینے والے اور حضرت سیِّدنا یعقوب و یوسف علٰی نبینا وعلیہما الصلٰوۃ والسلام کو ملانے والے نے مجھے یہاں بیٹھنے کا اس لئے حکم فرمایا ہے تا کہ وہ تمہارے گناہوں اور نافرمانیوں کو بخش دے اور عفو و رضا کی دولت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دے ،ماضی کے گناہوں کو مٹادے ،مجرموں سے درگزر فرمائے

اور دھتکارے ہوؤں اور نافرمانوں کی توبہ قبول فرمائے۔(ارے! غور کرو کہ) محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ موجود ہے، اُس کی رضا کی آنکھ تمہیں دیکھ رہی ہے، اور مصیبت تم سے ٹال دی گئی ہے، تو کیا تم میں توبہ کا عزمِ مصمَّم کرنے والا کوئی نہیں؟ بے شک صلح کے جام تمہارے ارد گرد گُھوم رہے ہیں اور تم پر سخاوت کی ہوائیں چل رہی ہیں۔"

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں:"میرا کلام و بیان ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ نشے میں مدہوش و مجنون ایک نوجوان ہاتھ میں شراب سے بھرا پیالہ لئے میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: "اے ابن عمار! بتایئے، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس حالت میں بھی قبول فرمالے گا؟" میں نے کہا: "اے میرے دوست! کیسے نہیں قبول فرمائے گا حالانکہ وہ خود قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا۔[1]

یہ سن کر اُس نوجوان نے پیالہ اپنے ہاتھ سے پھینکا اور حیران و سرگرداں باہر نکل گیا اور اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو گیا۔

اس کے بعد نشے میں چُور ایک بوڑھا شخص ہاتھ میں طنبورہ (ایک قسم کا باجا) لئے کھڑا ہو کر کہنے لگا: "اے ابن عمار! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کی توبہ قبول فرمائے گا جس کی تمام عمر نافرمانی اور گناہوں میں ضائع ہو گئی ہے؟" میں نے کہا: "اے محترم! وہ کیسے نہ بخشے گا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے:

---

(1)... الشورٰی:25

﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ﴾[1]

اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں۔

اس نے توبہ کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے اوران کے لئے رحم وکرم کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جب اس بوڑھے نے میرا کلام سنا تو طنبورہ پھینک دیا، اور غمگین حالت میں جدھر رُخ تھا اُدھر نکل گیا۔ پھر میرے سامنے شراب سے کھیلتا ہوا ایک نوجوان کھڑا ہوا جس پر وجد اور مستی چھائی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: "اے منصور! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھ سے عہد لو، اب تَو عہد کا زمانہ گزر چکا ہے اور وعدہ پورا ہونے والا ہے اور مطلوب ومقصود کے حصول کا وقت آ چکا ہے۔" میں نے پوچھا: "اے نوجوان! تمہیں اس مقامِ قرب پر کس نے فائز کیا؟" اس نے جواب دیا: "میری ہی وجہ سے خواب میں آپ کو وعظ کا حکم دیا گیا اور آپ کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرشتہ آیا۔" میں نے کہا: "اے میرے دوست! یہ تو بتاؤ کہ تم پر یہ راز کس نے منکشف کیا؟" اس نے جواب میں یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

﴿یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔[2]

پھر کہنے لگا: "اے منصور! جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لطف وکرم کی خوشگوار ہوائیں

---

(1)... طٰہٰ:۸۲

(2)... المؤمن:19

چلتی ہیں وہ صاحبِ کشف بن جاتا ہے۔" میں نے پھر دریافت کیا:"اے محترم! لطف و کرم کی یہ خوشگوار ہوائیں تم پر کب چلیں؟" وہ بولا: "آج رات، جبکہ آپ سو رہے تھے۔" پھر کہنے لگا:" اے ابن عمار! آپ میری رہنمائی اور اس کی بارگاہ میں قرب کا سبب بنے ہیں، تو کیا اس کی بارگاہ میں آپ کو کسی قسم کی کوئی حاجت ہے؟" میں نے پوچھا: "تمہاری مراد کیا ہے؟" کہنے لگا:" اے منصور! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ قرب میں، ایسے دوستوں کے درمیان جن پر محبت واُنس کے پیالے گردش کرتے ہیں، اور حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں، اگر آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو کل وہاں مجھ سے ملاقات کیجئے گا۔" وہ ہوا میں اُڑتا ہوا میری نگاہوں سے غائب ہو گیا، اور میں اسے دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اُسے چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ ہے:

میرے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ نے مجھے پکارا ہے، اس سے وصال کی گھڑیاں قریب آگئی ہیں۔ اب اگر اس نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے تو میں کہہ دوں گا: تیری محبت کا ایسا جام کہ جس کے نشے میں عرصۂ دراز تک حیران و سرگرداں رہوں۔ اے میری آنکھوں کے نور! میں تجھ کو ایسی نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں جس میں دوری کے بجائے صرف قرب ہو کہ اب اس شوق میں تو میری عقل ختم ہو چکی ہے۔ اے میرے محبوب! میری زبان پر سوائے تیرے ذکر کے کچھ نہیں۔ اور جب سے تو نے مجھے وصال کی خوشخبری دی ہے اور میں نے اس پر لَبَّیْک کہا ہے تو اس کے بعد کبھی بھی حاضر ہونے میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ حالانکہ میری حالت تو یہ تھی کہ لگاتار گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا لیکن تو نے مجھ پر کرَم کیا اور میرے دل کی بیماریوں کا علاج اپنے وصال سے کیا۔ مجھے اپنی بارگاہ سے دور نہ کیا۔ میں گناہوں کے گڑھے کے کنارے

پر تھا لیکن تو نے مجھے اس میں گرنے سے بچا لیا۔ اور مجھے اس راستے کی پہچان کروادی جو تیری بارگاہ تک پہنچانے والا ہے۔ اب میں اس پر چل کر یقیناً اپنا مقصود پالوں گا۔[1]

۞۞۞

ولی اللہ کی وفات

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ "میں ایک سال بیت اللہ شریف کے سفر پر تھا۔ راستے میں ایک شخص کی انتہائی پُرسوز آواز سنائی دی۔ میں جلدی سے اس کی طرف گیا اور جاکر اسے سلام کیا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے جواب دیا تو میں نے اس سے پوچھا: "اے میرے دوست! آپ کو میرا نام کس نے بتایا؟" اس نے جواب دیا: "عالَمِ ملکوت میں میری اور آپ کی روح کی ملاقات ہوئی تھی لہٰذا مجھے آپ کا نام ہمیشہ رہنے والی اس ذات نے بتایا جس کو موت نہیں۔" پھر اس نے کہا: "اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا اور انہیں کپڑوں میں کفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کرنا:

اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْغَرِیْبِ یَرْحَمُکُمُ اللہ یعنی اے لوگو! اللہ عزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اس اجنبی اور غریب الدیار کی نماز جنازہ پڑھ لو۔" اس کے بعد اس نوجوان کی پیشانی پر پسینہ آگیا، وہ زار وقطار رو کر کہنے لگا: "آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب حج کر کے واپس پلٹو تو بغداد ضرور جانا اور زعفرانی کے گھر کے متعلق دریافت کر کے میری

---

(1)... حريفيش، الروض الفائق، ص:270

ماں اور میرے بیٹے کے متعلق پوچھنا اور پھر انہیں کہنا کہ "تمہیں ایک ایسے مسافر نے سلام بھیجا ہے جس کو نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہی تمہارے پاس چھوڑا گیا۔" اس کے بعد وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ "میں نے اس کو غسل و کفن دے کر اس ٹیلے پر چڑھ کر جب یہ اعلان کیا: اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْغَرِیْبِ یَرْحَمُکُمُ اللہ تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت پہاڑوں سے آرہی ہے، ہم سب نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ میں نے حج ادا کرنے کے بعد بغداد جا کر جب زعفرانی کے گھر سے متعلق دریافت کیا تو مجھے جو راستہ بتایا گیا تھا میں نے اس پر چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، اُن میں سے ایک بچہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

اے میرے بزرگ! شاید آپ ہمارے والد کی موت کی خبر دینے آئے ہیں۔" حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: مجھے اس بچے کے کلام سے بڑا تعجب ہوا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بوڑھی عورت باہر آئی اور کہنے لگی: "اے جنید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرے بیٹے کا انتقال کہاں ہوا؟ شاید عرفہ میں۔" تو میں نے کہا: "نہیں۔" یہ سن کر کہنے لگی: "تو پھر شاید کسی وادی میں درخت کے نیچے یا کسی جنگل میں۔" تو میں نے کہا: "جی ہاں۔" تو بولی: "ہائے افسوس اس لڑکے پر! جسے نہ تو اس کے گھر پہنچایا گیا اور نہ ہمارے پاس چھوڑا گیا۔" پھر اس کے منہ سے ایک آہ نکلی اور اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

"کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ زمانے نے مجھ پر کیسے کیسے ستم ڈھائے اور جدائی کے تیر مارے اور میرے دوست، احباب کو مجھ سے دور کر دیا۔ وہ سب میرے دل میں معزز

مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔اُن کی جدائی کے بعد میں نے خود کو بڑا مجبور و بیکس پایا کہ میرے دل کے راز چھپانے کے سارے اصول بھی ختم ہو گئے۔ جس دن وہ مجھ سے جدا ہوئے تھے اس دن میری آنکھ نے خون کے آنسو بہائے اور ان کی جدائی نے مجھے سخت دل نہ بنایا تو لوگوں نے گہرا سانس لے کر کہا:"اے نوجوان!تو اپنی آنکھوں کی پلکوں کو رو رو کر وَرَم آلود بنا رہا ہے۔ تو پہلا انسان نہیں کہ جس کے احباب اس سے بچھڑ گئے اور جو حوادثاتِ زمانہ کا شکار ہوا۔ زمانہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ اس میں خوشی، غمی آتی رہتی ہے۔"

پھر اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔[1]

۞۞۞

فنافی اللہ نوجوان

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو آبادی اور لوگوں سے الگ تھلگ تنہا جنگل میں مصروفِ عبادت دیکھا۔ میرے سلام کرنے پر اس نے جواب دیا، تو میں نے کہا:"اے نوجوان!تم ایسی ویران جگہ میں ہو جہاں تمہارا کوئی مددگار ہے، نہ رفیق۔"اس نے کہا:"کیوں نہیں، میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میرا مددگار بھی ہے اور رفیق بھی۔"میں نے پوچھا:"کہاں ہے؟"جواب دیا:"وہ اپنی عزت کے ساتھ میرے اوپر، علم و حکمت سے میرے ساتھ، ہدایت کے ساتھ میرے سامنے اور نعمت و عظمت کے ساتھ میرے دائیں بائیں ہے۔"جب میں نے یہ کلام سنا تو عرض کی:"کیا

---

(1)... المرجع السابق، ص:178

آپ مجھے اپنی صحبت اختیار کرنے کی اجازت دیں گے ؟"تو وہ کہنے لگا:" آپ کی رفاقت مجھے عبادت سے غافل کر دے گی اور میں اس کو پسند نہیں کرتا، مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ میرے لئے کافی ہے۔" میں نے پھر پوچھا:" آپ کو یہاں وحشت محسوس نہیں ہوتی؟" اس نے جواب دیا:"جس کا حبیب و انیس اللہ عَزَّوَجَلَّ ہو اُسے کیونکر وحشت ہو گی۔" میں نے مزید پوچھا:" کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟"جواب دیا:"جب میں چھوٹا تھا تو اس نے اپنے لطف وکرم سے ماں کے تاریک پیٹ میں مجھے غذا دی اور اب جبکہ میں بڑا ہو گیا ہوں تو کیا وہ میری کفالت نہیں فرمائے گا، میرے لئے اس کے پاس مقرر رزق ہے اور اس کا وقت بھی لکھا ہوا ہے۔"

پھر میں نے اُسے دعا کی درخواست کی تو اس نے مجھے یوں دعا دی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی آنکھوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمائے، آپ کے دل کو اپنے خوف سے بھر دے اور آپ کو ان لوگوں سے نہ بنائے جو اس کے غیر میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں۔" اس کے بعد جب وہ جانے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے اس کے قریب جا کر عرض کی:" پھر کب آپ سے ملاقات ہو گی؟"تو وہ مسکرا کر کہنے لگا:" آج کے بعد دنیا میں تو آپ سے ملاقات نہ ہو گی اور بروزِ قیامت جب سب لوگ جمع ہوں گے تو اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والوں میں مجھے تلاش کیجئے گا۔" میں نے پوچھا:" آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا؟" جواب دیا:"اُس کی عزت کی قسم! اُسی کے سبب معلوم ہوا کیونکہ میں نے اپنی آنکھ کو محرمات سے بچا کر رکھا، اپنے نفس کو خواہشات کے حصول سے باز رکھا اور تاریک راتوں میں اس کی عبادت کے لئے تنہائی اختیار کی لہٰذا اس کے بدلے وہ مجھے اپنا دیدار کرائے گا۔" پھر وہ غائب

ہو گیا۔ اس کے بعد کبھی بھی اس سے ملاقات نہ ہوئی۔[1]

۞۞۞

---

(1)... المرجع السابق، ص:320